آئینہ فیض نقشبندیہ
مرتب
حضرت علامہ مولانا
حاجی محمد جمیل نقشبندی کیلانی مدظلہ
تحریک تعلیمات نقشبندیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فرمانِ باری تعالیٰ

درود و سلام پڑھنے سے اللہ عزوجل کے حکم کی تعمیل ہوتی ہے

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ○

فرمانِ حبیبِ ربّ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

وہ شخص بخیل ہے جس کے سامنے میرا ذکر
کیا جائے۔ اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے

مرتب

حضرت علامہ مولانا

حاجی محمد جمیل نقشبندی کیلانی مدظلہ،

ناشر

تحریک تعلیمات نقشبندیہ

رینجر ہیڈ کوارٹر لاہور

0322-4757685

کتاب	آئینہ فیض نقشبندیہ
مرتب	حاجی محمد جمیل نقشبندی کیلانی مدظلہ
سرورق	اے، ڈی گرافکس
تاریخ اشاعت	رمضان المبارک 1436ھ جولائی 2015
تعداد	***1100***
ناشر	تحریک تعلیماتِ نقشبندیہ

کتاب مفت ملنے کا پتہ
طیب کریانہ سٹور

تحریک تعلیمات نقشبندیہ

رینجر ہیڈ کوارٹر لاہور

0322-4757685

آئینہ فیض نقشبندیہ

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

خانوادہ حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت اور شجرہ نسب:۔

علم وفضل، تقویٰ وورع، پابندی صوم وصلوٰۃ، تصوف ومعرفت، ولادت وتصرف، تبلیغ واصلاح اور آسمان سادات کے درخشندہ ستارے ہونے کے باعث آپ کا خاندان ہر دور میں امتیازی حیثیت کا حامل چلا آرہا ہے۔ آپ 971ھ مطابق 1563ء کو بخارا میں پیدا ہوئے۔ لفظ ''خاشع'' سے سال ولادت (971ھ) برآمد ہوتا ہے۔

آپ کا اصل نام ''خواجہ خاوند محمود'' تھا۔ ''ایشاں'' لقب تھا۔ لفظ ''ایشا'' فارسی زبان کا لفظ ہے جو اصل میں ''آں شاں'' یا ''ایں شاں'' تھا۔ جس کا مطلب ہے ''بڑی عظمت وشان والا''۔ ترکستان میں لفظ ''ایشاں'' معلم ومرشد اور پیشوا کے معنیٰ میں استعمال کیا جاتا ہے۔ جس طرح حضور اقدس ﷺ کے اسم گرامی کو لفظ ''آنحضرت'' کے ساتھ مزین کیا جاتا ہے۔ متوسلین، مریدین، عقیدت منداور تلامذہ، عقیدت ومحبت اور آداب کے پیش نظر ''حضرت ایشاں'' کہہ دیا کرتے تھے۔ اس طرح لفظ ''ایشاں'' آپ کا لقب کا عرف بن گیا۔ نام کی بجائے لقب سے زیادہ مشہور ہوئے۔ بعض جہلاء آپ کی شخصیت کو مونث (عورت) سمجھتے ہیں اور لفظ ''ایشاں'' کو لفظ ''عائشہ'' سے تبدیل شدہ اختیار کرتے ہیں۔ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ آپ مرد ہیں، ولی کامل ہیں اور صاحب تصرف ہیں۔ آپ کے تصرفات وکرامات کا سلسلہ اب بھی جاری ہے اور تا قیامت جاری رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ صحیح النسب ''سیّد'' تھے۔ والد گرامی کی طرف سے چار واسطوں سے آپ کا سلسلہ نسب حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمہ اللہ تعالیٰ سے جا کر ملتا ہے۔ جو یوں ہے:

حضرت خواجہ خاوند محمود المعروف حضرت ایشاں بن خواجہ میر سید شریف

بن خواجہ ضیاء الدین بن خواجہ میر محمد بن خواجہ تاج الدین حسین بن خواجہ علاء الدین عطار رحمہم اللہ تعالیٰ۔﴿۱﴾

حضرت خواجہ علاء الدین رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۸۰۲ھ) کے آباؤ اجداد 'خوارزم' (بخارا کے قریب ایک قصبہ کا نام ہے) میں مقیم تھے۔ حضرت خواجہ سید بہاء الدین نقشبندی (بانی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ) رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرید وخلیفہ اور داماد تھے۔ مرشد کامل نے اپنی ظاہری زندگی میں اپنا جانشین مقرر کردیا تھا۔ خوشی ومسرت سے فرمایا کرتے تھے: علاء الدین نے ہمارا کام ہلکا اور آسان کردیا۔ حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمہ اللہ تعالیٰ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کو خوب فروغ دیا۔﴿2﴾

حضرت خواجہ علاء الدین رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کے جد اعلیٰ ہیں۔ آپ نے نسبت اویسی اور روحانی طور پر فیض حضرت بہاء الدین نقشبندی بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی حاصل کیا۔ حضرت خواجہ معین الدین ہادی نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کی نسبت اویسی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت خواجہ حسن بصری کو ہوئی، ان سے خواجہ حبیب عجمی کو، ان سے حضرت داؤد طائی کو، ان سے حضرت خواجہ معروف کرخی کو، ان سے حضرت خواجہ سری سقطی کو، ان سے حضرت خواجہ جنید بغدادی کو، ان سے حضرت خواجہ ابوالقاسم گرگانی کو، ان سے حضرت خواجہ بوعلی فارمدی کو، ان سے حضرت خواجہ یوسف ہمدانی کو، ان سے عبدالخالق کو، ان سے حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند کو اور ان سے حضرت خواجہ خاوند محمود المعروف حضرت ایشاں رحم اللہ تعالیٰ کو نسبت اویسی ہوئی۔﴿3﴾

والدہ محترمہ کی طرف سے آپ کا شجرہ نسب امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادہ حضرت محمد بن حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے جاملتا ہے۔ جو یوں ہے:

والدہ محترمہ حضرت ایشاں بابا میرک بن زین العابدین میرک بن صادق شیخ بن محمد

باتی شیخ بن محمد قاسم شیخ بن خواجہ علی آقا بن خادم شیخ بن ابراہیم آقا بن خادم شیخ بن خواجہ احمد بسوی رحمہم اللہ تعالیٰ۔

﴿1﴾ خواجہ معین الدین ہادی نقشبندی: مراۃ طیبہ ص 183

﴿2﴾ شہزادہ داراشکوہ: سفینۃ الاولیاء ص 113

﴿3﴾ خواجہ معین الدین ہادی نقشبندی: کتاب رضوانی ص 50

آپ کی دادی محترمہ حضرت میر نظام الدین علی میر وحید الدین بن مُلّا عطار رحمہ اللہ تعالیٰ کی جگر گوشہ تھیں۔ جو عابدہ وزاہدہ، علوم ظاہری وباطنی سے مرصعہ، پیکر تقویٰ وطہارت اور نیک سیرت خاتون تھیں۔

حضرت میر موصوف صحیح النسب سادات گھرانے کے چشم وچراغ تھے۔ ساداتِ ہرات سے نسبی تعلق تھا۔ حضرت خواجہ ضیاء الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کی والدہ محترمہ متقیہ، ولیہ کاملہ اور شب زندہ دار تھیں۔ مشہور بزرگ حضرت مولانا سیف الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کی صاحبزادی تھیں۔ والدہ کی طرف سے مولانا کا شجرہ نسب عقائد اہل سنت کے امام اعظم حضرت امام ابا حفص عمر نسفی (متوفی ۱۱۴۴ء) رحمہ اللہ تعالیٰ سے جاملتا ہے۔ مختلف مورخین، مصنفین اور تذکرہ نگاروں نے آقا کا شجرہ مختلف لکھا ہے۔ کسی میں کچھ نام کم ہیں اور کسی میں زیادہ لیکن آپ کے صاحبزادے حضرت خواجہ معین الدین ہادی نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ کا تحریر کردہ مذکورہ بالا شجرہ نسب صحیح تر ہے۔

حضرت خواجہ اعظم دیدہ مری رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کے صحیح النسب ''سید'' ہونے کے بارے میں لکھتے ہیں۔

حضرت خواجہ خاوند محمود المعروف حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ جو سادات بخارا سے تعلق رکھتے تھے، بارگاہ خداوندی میں مقبول ہیں۔ آپ کے والد گرامی کا نام سید شریف الدین ہے۔ پانچ واسطوں سے آپکا سلسلہ نسب حضرت خواجی سیّد بہاء الدین نقشبند رحمہ اللہ تعالیٰ تک

پہنچ جاتا ہے۔ ﴿۴﴾

بحیر الانساب اور منبع فیوض وغیرہ کتابوں میں لکھا ہے کہ: حضرت خواجہ حسن عطار اور حضرت حسین عطار رحمہ اللہ تعالیٰ دونوں حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمہ اللہ تعالیٰ کے نواسے اور حضرت علاء الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کے صاحبزادے ہیں۔ مفسر قرآن حضرت خواجہ یعقوب چرخی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۸۵۱ھ) لکھتے ہیں:

حضرت خواجہ علاء الدین رحمہ اللہ تعالیٰ جو ساداتِ خوارزم سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کا سلسلہ نسب والد گرامی کی طرف سے حضرت خواجہ عطار رحمہ اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے اور والدہ کی طرف سے حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمہ اللہ تعالیٰ سے جاملتا ہے۔ (رسالہ انسیہ)

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمہ اللہ تعالیٰ تک حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کا شجرہ نسب درج ذیل ہے۔

تعلیم وتربیت:

حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ نے سادات، ولایت اور علم وفضل کے گھرانے میں آنکھ کھولی تھی۔ ابتدائی تعلیم والد گرامی کی نگرانی میں حاصل کی۔ بارہ سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کرلیا۔ علوم اسلامیہ کی ابتدائی کتب بھی پڑھ لیں۔ کتب متداولہ کے لیے ''بخارا'' شہر کے مشہور تعلیمی ادارہ ''مدرسہ سلطانیہ'' میں داخلہ لیا۔ وقت کے ممتاز ترین شیوخ اور فقہاء سے علوم وفنون کی تکمیل کی۔ قرآن وحدیث، فقہ اور دیگر علوم میں آپ کو اس قدر مہارت حاصل تھی کہ علماء و مشائخ آپ سے علمی استفادہ کرتے تھے۔ علوم اسلامیہ کی تکمیل کے بعد آپ معارف باطنی اور سلوک کی طرف متوجہ ہوئے۔ جن کا حصول کسی ولی کامل سے ہوسکتا تھا۔

اٹھارہ سال کی عمر میں آپ نے حضرت خواجہ محمد اسحاق دہ بیدی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دست اقدس پر شرف بیعت حاصل کیا۔ مرشد گرامی کی خدمت میں قیام پذیر ہوکر منازل سلوک

طے کیں۔ مرشد کی طرف سے آپ کو خلافت واجازت سے بھی نواز دیا گیا۔

حضرت سید محمود آغا نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ (سجادہ نشین) سے لے کر حضور اقدس ﷺ تک حضرت ایشاں کا شجرہ طریقت درج ذیل ہے:

1﴾ الٰہی بحرمت حضرت سید المرسلین، خاتم النبیین۔ شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین، شفاعت دستگاہ اُمت پناہ احمد مجتبیٰ سیّدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ۔

2﴾ الٰہی بحرمت صدیق اکبر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

3﴾ الٰہی بحرمت حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

4﴾ الٰہی بحرمت حضرت امام قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

5﴾ الٰہی بحرمت حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

6﴾ الٰہی بحرمت حضرت بایزید بسطامی۔

7﴾ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی۔

8﴾ الٰہی بحرمت حضرت قاسم گورگانی۔

9﴾ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ بوعلی فارمدی۔

10﴾ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابو یوسف بن ایوب ہمدانی۔

11﴾ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ خواجگان حضرت عبدالخالق غجدانی۔

12﴾ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری۔

13﴾ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمود الخیر فغنوی۔

14﴾ الٰہی بحرمت حضرت بوعلی رامیتی۔

15﴾ الٰہی بحرمت حضرت محمود بابا سماسی۔

16﴾ الٰہی بحرمت حضرت سیّد میر کلال۔

17﴾ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند۔

18﴾ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ علاء الدین عطار۔

19﴾ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ یعقوب چرخی۔

20﴾ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عبیداللہ احرار۔

21﴾ الٰہی بحرمت حضرت مولانا محمد قاضی۔

22﴾ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ خواجگی احمد کاشانی۔

23﴾ الٰہی بحرمت حضرت مولانا لطف اللہ۔

24﴾ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد اسحاق دہ بیدی۔

25﴾ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ خاوند محمود المعروف حضرت ایشاں۔

26﴾ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ بہاء الدین بن حضرت خواجہ خاوند محمود۔

27﴾ الٰہی بحرمت حضرت سید السادات سیدنا مرشدنا وہادینا حضرت سید میر جان (اویسی وسجادہ نشین خانقاہ حضرت ایشاں)۔

28﴾ الٰہی بحرمت حضرت سید محمود آغا برادر حضرت سید میر جان رحمہم اللہ تعالیٰ۔

قرآن وحدیث کے اسرار ورموز کی گہرائی، فقہی جزئیات میں مہارت، تصوف و معرفت میں نکات کی گہرائی اور دیگر اوصاف کے سبب آپ اوائل عمر میں ہی علماء، فضلاء اور مشائخ کا مرجع ومحور بن گئے تھے۔ حاکم بخارا جناب عبداللہ خاں اوران کا صاحبزادہ عبدالمومن دونوں آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر تربیت حاصل کرتے تھے۔

سیاحت وتبلیغ:۔

حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ عالم ربانی، ولی کامل اور مناظر اسلام تھے۔ صوفیاء کرام کے طریق کے مطابق ۱۵۸۵ء میں غیبی اشارہ پا کر تیئیس (23) سال کی عمر میں عبداللہ خاں (حاکم بخارا) کے دور حکومت میں سیاحت بغرض تبلیغ اختیار کی اور رشد وہدایت کا سلسلہ بھی جاری

رکھا۔ اکثر مقامات پر سیاحتِ اکابر کے مطابق خانقاہ، مدرسہ اور مسجد کا قیام عمل میں لائے۔ ان تینوں چیزوں کی اہمیت اور افادیت کے بارے میں علامہ اقبال قادری لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یوں کہا:

مسجد مدرسہ و خانقا ہے
کہ دروے بود قیل وقال محمد

(مسجد، مدرسہ اور خانقاہ ایسے ادارے ہیں جن سے تعلیمات مصطفیٰ علیہ ﷺ کی صدائیں بلند ہوتی ہیں۔)

آپ نے قال اللہ تعالیٰ وقال الرسول علیہ ﷺ کا نغمہ ہر جگہ کے لوگوں کو سنایا۔ آپ کی تبلیغی مساعی سے لاکھوں لوگ متاثر ہوئے۔ آپ کے علمی و روحانی فیضان سے لوگ مسلمان بنے، علماء بنے، عابد و زاہد بنے، اولیاء بنے اور صحیح العقیدہ مسلمان بنے۔

بخارا سے سب سے قبل ختلان کے مشہور شہر ''وخش'' میں تشریف لائے۔ پھر وہاں سے بلخ، سمرقند، ہرات، قندھار اور کابل سے ہوتے ہوئے کشمیر پہنچے۔ سری نگر (کشمیر) میں آپ نے خانقاہ و مدرسہ قائم کیا اور مسجد تعمیر کروائی۔ حالات ناہموار اور اہلِ تشیع کی مخالفت کے باوجود عرصہ دراز تک یہاں تبلیغی خدمات انجام دیتے رہے۔ شاہجہان کی دلی خواہش اور اصرار پر اپنے صاحبزادہ حضرت خواجہ معین الدین ہادی نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ کو خانقاہ، مدرسہ اور مسجد کا نگران بنا کر آپ مستقل طور پر لاہور تشریف لے آئے۔ حسبِ معمول لاہور میں بھی آپ نے خانقاہ و مدرسہ قائم کیا اور مسجد تعمیر کروائی۔ پھر نو سال تک لاہور میں تدریسی، تبلیغی اور فروغ سلسلہ نقشبندیہ کی خدمات انجام دیتے رہے۔

سلاطین و امراء کی آپ سے عقیدت:۔

سلاطین وقت اور امراءِ عصر حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ اور آپ کے خاندان کے

ایک ایک فرد سے اظہار عقیدت کرتے، آداب بجالاتے اور سر آنکھوں پر بٹھاتے تھے۔ حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمہ اللہ تعالیٰ کی اولاد سے ایک بزرگ حضرت خواجہ عبدالرحیم رحمہ اللہ تعالیٰ سلطان ''محمد شاہ'' کے زمانہ میں ہندوستان آئے۔ سلطان ''محمد شاہ'' نے ان سے اظہار عقیدت کرتے ہوئے پچیس ہزار ماہانہ وظیفہ مقرر کیا اور وسیع وعریض جاگیران کے نام لگوادی۔ جس کا ریکارڈ شاہی فرمان میں محفوظ ہے۔ جس کا مضمون کچھ اس طرح ہے:

''ہم وہ ہیں جنہوں نے کمال عقیدت کی بنا پر اپنے جگر کے ٹکڑے (لڑکیوں کے رشتے) دینے سے دریغ نہیں کیا۔ اس واسطے آپ بادشاہت سے تعلق داری کا حق بھی رکھتے تھے۔ اگرچہ آپ عنانِ حکومت پر قبضہ کرنے سے متنفر ہیں لیکن اگر اس کے عدم تحمل میں بھی آپ اپنا اختیار استعمال کریں گے تو ہم نیاز منداس کی تاب نہیں رکھتے۔ خدام کے اخراجات کے لیے ہر ماہ پچیس ہزار روپیہ خزانہ عامرہ سے مقرر ہو گئے تھے۔ نیز اگر آپ لاہور یا کشمیر میں بغرض آب وہوا قیام فرمائیں تو ان میں سے جس شہر میں جس قدر دیہات چاہیں ایک مستقل جاگیر کی صورت میں مقرر ہو جائیں گے، قبولیت کی اُمید ہے''۔ (۱)

حضرت خواجہ عبدالرحیم رحمہ اللہ تعالیٰ کی شادی کے موقع پر سلطان ''محمد شاہ'' نے ''امین آباد'' ضلع گوجرانوالہ کا علاقہ بطور جاگیر آپ کو پیش کیا۔ (۲)

حضرت خواجہ سید عبدالرحیم رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۰۹۹ھ مطابق ۱۶۸۷ء میں تاشقند میں پیدا ہوئے۔ تاشقند کی بادشاہی آپ کے خاندان میں تھی لیکن آپ نے بادشاہی کی بجائے حضرت محمد مصطفی ﷺ کی گدائی کو پسند کیا۔ عالم وفاضل اور عابد وزاہد تھے۔ چوبیس سال کی عمر میں حج کیا سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کو فروغ دیا۔ حضرت خواجہ موسیٰ خاں دہ بیدی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دست اقدس پر بیعت ہوئے۔ ایک دفعہ خواجہ محمد عابد نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ (جو حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی اولاد سے تھے) کی زیارت کا شوق پیدا ہوا۔ سرہند شریف حاضر ہوئے۔

جب خانقاہ مجددی کے دروازے پر پہنچے تو ان کی اطلاع موصول ہوگئی، جس وجہ سے

حواس باختہ ہو گئے ۱۲۰۰ھ میں وصال فرمایا۔ حسب وعدہ حضرت مفتی قوام الدین رحمہ اللہ تعالیٰ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ محلہ ''سید واری'' کشمیر (سری نگر) میں مدفون ہوئے۔ شیخ الاسلام حضرت مفتی قوام الدین رحمہ اللہ تعالیٰ (مصنف رسالہ قوامیہ) اور حضرت علامہ صدرالدین (مصنف ذکر الصادقین) رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کے خلفاء میں سے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو صاحبزادے عطا فرمائے۔ جن کے اسماء گرامی یہ ہیں: ﴿1﴾ حضرت خواجہ شاہ نواز رحمہ اللہ تعالیٰ: جنہوں نے جوانی میں لاولد وصال فرمایا۔ ﴿2﴾ حضرت خواجہ شاہ نیاز رحمہ اللہ تعالیٰ: آپ عالم ربانی، ولی کامل اور فنافی اللہ تھے۔ خاندانی روایت کے مطابق تاحیات درس وتدریس اور فروغ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے لیے کوشاں رہے۔ خواجہ محمد شاہ نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کے صاحبزادہ اور خلیفہ تھے۔ صاحبزادہ صاحب نے علوم ومعارف اور فیوض وبرکات والد گرامی سے حاصل کیے۔ حضرت سید اصغر شاہ قادری رحمہ اللہ تعالیٰ کی دُخترِ اختر سے شادی کی۔ آخر عمر میں کشمیر سے لاہور تشریف لے آئے تھے اور اقامت پذیر ہو گئے ۱۲۵۶ھ کو انتقال ہوا۔ حضرت شاہ محمد غوث لاہور رحمہ اللہ تعالیٰ کے مقبرہ میں مدفون ہوئے۔ (۱)

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے طریق تبلیغ کی طرح حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ بھی سلطان وقت اور امراء سے تعلق وربط رکھتے تھے۔ اس سے آپ کا مقصود حکمران طبقہ کی اصلاح اور تبلیغ تھا۔ آپ نے تین بادشاہوں کا زمانہ پایا: ﴿1﴾ اکبری دور، اس میں آپ تحریک مجددی کے ہراول دستہ کا کردار ادا کرتے رہے۔ اکبر بادشاہ سے آپ کے تعلقات مخاصمانہ تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرح اکبر بادشاہ آپ کو بھی ظلم وزیادتی کا نشانہ بناتا رہا لیکن آپ کے پائے استقامت میں لغزش نہ آئی۔ اکبر بادشاہ خانقاہوں میں مشائخ کرام کے مریدین ومتوسلین کی بڑھتی ہوئی تعداد سے پریشان ہو گیا۔ ان کا خیال تھا یہ بڑھتی ہوئی طاقت کسی وقت بھی خطرے کا سبب بن سکتی ہے۔ اس نے مشائخ کے نام ایک حکم نامہ جاری کیا۔ جس میں مشائخ کو سختی سے کہا گیا تھا کہ وہ بیعت لینا ترک کردیں۔ جس نے کسی کو بیعت

میں قبول کیا اسے بطور سزا قید کر دیا جائے گا یا بنگالہ (جو اس دور میں وہ علاقہ ''کالے پانی'' کی حیثیت رکھتا تھا) کی طرف بھیج دیا جائے گا۔ مشائخ کی بجائے اس نے خود بیعت لینا شروع کر دی۔ چار صفات کا حامل مرید اس کا منظور نظر ہوتا تھا۔ وہ صفات یہ ہیں (1) ترک مال (2) ترک جان (3) ترک ناموس اور (4) ترک دین۔ خان اعظم (جو اکبر بادشاہ کا رضاعی بھائی تھا) اکبری نظام حکومت پر سخت تنقید کرتا تھا۔ جو اکبر کے لئے پریشانی کا باعث تھا۔ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کے خان اعظم سے دوستانہ مراسم تھے۔ دونوں کے مابین مجالست و مراسلت کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ اکبری دور آپ کے امتحان کا دور تھا۔ قدرت کا اصول ہے باطل کے مقابل حق کو فتح حاصل ہو۔ آپ اپنے پروگرام ''غلبہ اسلام'' میں کامیاب ہوئے۔ آپ نے (2) جہانگیر دور اور (3) شاہجہاں دور بھی دیکھا۔ ان دونوں ادوار میں، جہانگیر و شاہجہان، ان کے شہزادگان، امراء اور بیگمات کی آپ نے خوب اصلاح کی۔ ان دونوں بادشاہوں کے محلات اسلامی مرکز بن گئے تھے۔ ان ادوار میں اسلامی علوم وفنون کے مدارس قائم ہوئے، علماء کے وظائف مقرر ہوئے، اسلام کی نشاۃ ثانیہ ہوئی اور لوگوں کو عدل وانصاف کی دولت میسر آئی۔ جہانگیر اور شاہجہان دونوں آپ کا دلی احترام کرتے، عقیدت کا اظہار کرتے اور سہولیاتِ زندگی مہیا کرتے۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر نذرانہ پیش کرتے۔ آداب بجالاتے، حکومتی معاملات میں مشورہ لیتے اور خیر و برکت کی دعا کرنے کی درخواست کرتے تھے۔

شاہجہان کو حضرت خواجہ خاوند محمود المعروف حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ سے نہایت درجہ عقیدت و محبت تھی۔ آپ کے ورود لاہور کے بعد بادشاہ موصوف نے عقیدت و محبت سے بطور نذرانہ ایک لاکھ اشرفیاں پیش کیں لیکن آپ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ شاہجہان نے آصف جاہ کی وساطت سے دوبارہ ایک لاکھ اشرفیاں پیش کیں تو آپ نے قبول فرمالیں۔ اس رقم کا کچھ حصہ خانقاہ کی مرمت اور مدرسہ کے لئے ارسال فرما دی جبکہ باقی ماندہ رقم غرباء اور مساکین میں تقسیم فرما دی۔

اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ بعض مقامات پر بالخصوص کشمیر (سری نگر) میں حکمران طبقہ کی طرف سے حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کو شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا بلکہ کئی بار ملک بدر اور قتل کیے جانے کی دھمکی آمیز اطلاعات بھی موصول ہوئیں لیکن یہ چیز آپ کے پروگرام متاثر نہ کر سکیں۔ ایسے مواقع پر آپ کے تصرف اور روحانی قوت سے مخالفین کو بروقت سزا سے دوچار ہونا پڑا۔ حکمرانوں کیلئے آپ کی شخصیت آفتاب امن و آشتی اور مینارہ نور کی حیثیت رکھتی تھی۔ جس کی نورانی کرنوں اور ضیا پاشیوں سے وہ راہنمائی حاصل کرتے رہے۔

حضرت خواجہ معین الدین ہادی نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ دفعہ دوران خان اور قلیچ خان دونوں میں "صوبہ کابل" کی جاگیر کے حوالے سے تنازعہ شدت اختیار کر گیا۔ جو سلطان وقت کے لیے پریشانی کا سبب بنا ہوا تھا۔ ذاتی طور پر اس کا حل تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن مثبت نتیجہ سامنے نہ آیا۔ سلطانِ وقت نے تنازعہ ختم کرانے کے لئے اپنے دو وزراء خواجہ جہاں اور رام داس رانا کو مامور کیا۔ ان کی کوشش کے باوجود تنازعہ ختم کرنے میں کامیابی نہ ہوئی۔ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کو جب اس صورتحال کا علم ہوا تو پشاور تشریف لے گئے۔ آپ نے تنازعہ ختم کرا کر دونوں کے درمیان صلح کرا دی۔ (1)

دوران خاں حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کا عقیدت مند اور خدمت گزار تھا۔ انہوں نے ایک دفعہ کوئی علاقہ فتح کیا۔ خوشی و مسرت کا مظاہرہ اور اظہار عقیدت کرتے ہوئے انہوں نے حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دس ہزار روپے، بھاری مقدار میں غلہ اور دیگر تحائف بطور نذرانہ پیش کیے۔

آگرہ کے شاہی محلات میں چند روز بطور مہمان قیام کے دوران ایک دن حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے عقیدت مندوں سے فرمایا: عنقریب آگرہ میں فتنہ برپا ہونے والا ہے۔ لہٰذا ہمیں یہاں سے جلدی روانہ ہونا چاہیے۔ آپ جہانگیر کی اجازت سے اپنے خدام کو لے کر لاہور تشریف لے آئے۔ آگرہ سے آپ کی روانگی کے بعد شہزادہ سلطان خسرو (جو

شہزادہ سلیم کا فرزند کلاں تھا) نے جہانگیر کے خلاف بغاوت کردی۔ وہ پنجاب کی طرف بھاگ آیا۔ جہانگیر نے اس کے تعاقب کی کوشش کی۔ اس ہنگامہ کے دوران بہت سے لوگ مارے گئے۔ شہزادہ سلطان خسرو لاہور میں حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دعا کرنے کی درخواست کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں فرمایا ہم اپنے بزرگوں کے طریقہ کے خلاف فاتحہ نہیں پڑھتے۔ ہم یہ بات ضرور کہیں گے کہ جس کی نیت اچھی ہے اور وہ محض رضائے الٰہی کے لیے کام کرنا چاہتا ہے وہی بادشاہ بننے کا حقدار ہے ورنہ فاتحہ کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ شہزادہ خسرو کے ایک ساتھی نے عرض کیا: حضور! آپ اپنے بزرگوں کے طریقہ کے مطابق ہی دعا فرمادیں۔ اس پر آپ نے خاموشی اختیار فرمائی۔ رخصت لے کر شہزادہ سلطان خسرو روانہ ہوگیا۔ آپ نے فرمایا: یقین است کہ سلطان بادشاہ نمی شود۔ (ہمیں اس بات کا یقین ہے کہ شہزادہ سلطان خسرو بادشاہ نہیں بنے گا) چند روز بعد لاہور کے باہر سلطان خسرو کا شاہی لشکر سے مقابلہ ہوا۔ جس میں انہیں شکست ہوئی۔ اپنی جان بچانے کیلئے وہ بھاگا لیکن دریائے چناب کے کنارے انہیں گرفتار کر کے قید میں ڈال دیا گیا۔ (۱)

حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کا زمانہ:۔

حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ اکبر کے آخری دور میں وارد ہندوستان ہوئے۔ اس دور میں اکبر بادشاہ نے اسلامی عقائد، عبادات اور اخلاقیات کو مکمل طور پر تبدیل کردیا تھا۔ مساجد کو گرادیا، گائے کے ذبح کرنے پر پابندی عائد کردی، مشائخ کی بیعت ممنوع قرار دی۔ اپنے آپ کو سجدہ ضروری قرار دیا، مشائخ کی جگہ خود بیعت لینے لگا، بطور شجرہ اپنی تصاویر دیتا تھا جس کا ادب واحترام لازمی تھا اور دیگر خرافات کا اجراء ہوا۔ اکبر کے اس الحادی دین کے خاتمہ کے لیے حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تحریک کا آغاز کیا۔ آپ کی تحریک حقائق اور نیک نیتی پر مبنی تھی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو کامیابی سے ہمکنار فرمایا۔ اس تحریک کی

کامیابی کے لیے حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ حضرت علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی، حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت شاہ بلاول قادری، حضرت میاں میر قادری، حضرت شیخ الاسلام مفتی عبدالسلام سہروردی لاہوری اور حضرت خواجہ محمد طاہر بندگی لاہوری وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ علماء مشائخ نے حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہا اور ہراوّل دستہ کا کردار ادا کیا۔ علماء مشائخ کی کوششوں سے اکبر بادشاہ، اکبری حکومت اور اکبری نظام کا قلع قمع کر کے رکھ دیا۔ اسلام کو فتح، عروج اور ترقی حاصل ہوئی۔ مساجد از سر نو تعمیر کروائی گئیں۔ غیر اللہ کو سجدہ حرام قرار دیا۔ گائے ذبح سے پابندی ختم کی گئی اور مشائخ کی بیعت بحال کی گئی۔ الغرض اسلامی عقائد، عبادات اور اخلاقیات کو اصل حال میں لایا گیا۔

دور جہانگیری اور دور شاہجہان میں علوم وفنون کو فروغ حاصل ہوا، اور ان ادوار میں علماء ومشائخ نے خانقاہیں آباد کیں۔ مساجد کا جال بچھا دیا، مرکزی شہروں سے لے کر چھوٹے دیہاتوں تک ہر آبادی میں اسلامی مدارس قائم کیے گئے۔ حکومت کی طرف سے باقاعدہ علماء، مشائخ، دینی مدارس، خانقاہوں اور اشاعت علوم اسلامیہ میں مالی معاونت کی گئی۔ شاہجہان علم وعلماء کا قدردان تھا۔ انہوں نے حکومتی سرپرستی میں مدارس قائم کیے۔ لائبریریاں قائم کیں اور علماء ومشائخ کے وظائف مقرر کیے۔ اس طرح دور شاہجہان کو "علوم ومعارف" کا دور کہا جاسکتا ہے۔

دور اکبری سے لے کر دور شاہجہاں تک حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ شیخ طریقت، مبلغ اسلام، ممتاز مدرس اور مصنف ہونے کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے۔ حق گوئی کے باعث آپ کی شخصیت اکبری بادشاہ کی آنکھوں کا کانٹا تھی۔

جہانگیر اور شاہجہاں نہ صرف آپ سے انتہائی درجہ کی عقیدت ومحبت رکھتے تھے بلکہ دیدہ راہ ثابت ہوئے۔ احقاق حق اور ابطال باطل کے حوالے سے آپ کی تاریخ ساز خدمات تاریخ اسلام کا ایک سنہرا باب ہے۔

عادات واطوار:۔

حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ قطب الارشاد، صاحب حال وقال، مستجاب الدعوات، جامع کمالات ظاہری، پیکر جمال صوری و معنوی، عابد وزاہد، صاحب خوارق و کرامات اور مجسمہ صبر وتحمل تھے۔ آپکے عقائد وافکار، عبادت وریاضت، نشست وبرخاست، وعظ وتبلیغ، گفتار ورفتار، حضر وسفر، خوراک ولباس اور لوگوں سے سلوک ومعاملات سنت رسول ﷺ کے مطابق تھے۔

آپ اسوۂ رسول ﷺ کا عملی نمونہ تھے۔ اپنے ذاتی معاملات میں کسی پر ناراض نہ ہوتے۔ خلاف شرع کسی کو کوئی کام کرتے ہوئے ملاحظہ فرماتے تو ناراض ہو جاتے۔ آپ کی زبان مبارک سے بے ساختہ یہ الفاظ نکلتے: ''حیف کہ شمشیر خواجہا در غلاف بود''۔ (افسوس ہے کہ خواجگان کی تلوار ابھی تک میان میں ہے)۔

علماء مشائخ کا آپ احترام کرتے۔ ان کی مجلس میں نشست وبرخاست کو پسند فرماتے۔ علماء ومشائخ سے آپ کے دوستانہ مراسم تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی، حضرت علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی، حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت شاہ بلاول قادری، حضرت میاں میر قادری، حضرت شیخ الاسلام مفتی عبدالسلام سہروردی لاہوری اور حضرت خواجہ محمد طاہر بندگی لاہوری وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا دلی احترام فرماتے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ''تحریک احیاء دین'' میں نہ صرف شامل ہوئے بلکہ اہم کردار ادا کیا۔ سفر دہلی کے دوران حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوئی تو ان کے علمی مقام سے بہت متاثر ہوئے۔ اور اپنے صاحبزادے حضرت خواجہ معین الدین ہادی نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ کو ان کی شاگردی میں پیش کیا۔

اسی طرح حضرت میاں میر قادری، حضرت خواجہ محمد طاہر بندگی لاہوری اور

شاہ بلاول قادری رحمہ اللہ تعالیٰ سے شریعت وطریقت کے مسائل پر گفتگو ہوتی رہتی تھی۔حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے افکار کے مطابق آپ ''ہمہ از اوست'' اور ''وحدت الشہود'' کے نظریہ کے قائل تھے۔

''ہمہ اوست'' اور وحدت الوجود'' کا نظریہ اپنانے والوں کی آپ سرزنش کرتے تھے۔ان مسائل میں دیگر مشائخ کے علاوہ حضرت میاں میر قادری رحمہ اللہ تعالیٰ سے آپ کی مراسلت کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔

ہمہ وقت آپ کی خانقاہ سے قال اللہ وقال الرسول ﷺ کی صدائیں بلند ہوتی تھیں۔ اپنی درسگاہ میں شریعت کا، خانقاہ میں طریقت اور مسجد میں شریعت وطریقت دونوں کا درس دیتے تھے۔آپ کی توجہ ظاہری وباطنی سے متوسلین ومریدین اور تلامذہ توحیدی رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔آپ کی تدریس اور نظر فیضان سے طلباء افاضل بنے، مبلغین بنے اور اولیاء بنے۔سری نگر (کشمیر) میں آپ کی تعمیر کردہ خانقاہ اور مدرسہ کی عمارات کے آثار وکھنڈرات آج بھی دکھائی دیتے ہیں۔

آپ مہمان نواز اور صاحب شفقت بزرگ تھے۔آپ کی نوازشیں اپنوں اور بیگانوں سب پر یکساں ہوا کرتی تھیں۔حضرت شیخ محمد امین بدخشی رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۰۲۰ ھ کو بدخشاں میں پیدا ہوئے۔والد گرامی کا نام شیخ علی بدخشی رحمہ اللہ تعالیٰ تھا جو'بدخشان'' کے خاص صوفیاء میں سے ایک تھے۔تعلیم وتربیت والد گرامی سے حاصل کی۔حضرت شیخ سلطان محمد فرخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کے دست اقدس پر مرید ہوئے۔والد گرامی کو اشارہ ملا کہ عنقریب ''بدخشان'' تباہ ہونے والا ہے۔

یہ اشارہ پاتے ہی آپ حرمین شریفین کے ارادے سے کابل، جلال آباد اور پشاور آئے ۱۰۴۷ھ میں اولیاء کرام اور صوفیاء عظام کی زیارت اور کسب فیض کے لیے لاہور تشریف لائے۔اس دوران وہ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

شیخ محمد امین بدخشی رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں اپنی حاضری کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

صوفیاء کرام مشائخ عظام کی زیارت کیلئے میں ایک مہینہ تک لاہور میں ٹھہرا رہا۔ حضرت خواجہ خاوند محمود المعروف حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کی بہت سی شفقتیں اور مہربانیاں دیکھنے میں آئیں۔ میں ۱۰۴۷ھ کو حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پہلی ملاقات میں از راہ شفقت آپ مجھ سے بغلگیر ہوئے۔ اپنی چادر مبارک بچھا کر اس پر مجھے بٹھایا۔ پر تکلف کھانا اور شربت منگوا کر اپنے دست اقدس سے مجھے کھلانے اور پلانے لگے۔ خانقاہ میں موجود صوفیاء کرام اس صورتحال سے بہت متعجب ہوئے اور انہوں نے کہا:

آپ جو مہربانیاں اس نوجوان پر کر رہے ہیں اس سے قبل ہم نے نہیں دیکھیں۔ اس میں کیا حکمت ہے؟ دراصل صوفیاء کرام نے محبت باطنی کو ظاہر پر قیاس کیا تھا۔ اس کی تفصیل لمبی ہے۔ (۱)

اس سے حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کے حسن اخلاق، مہمان نوازی اور محبت خلق معلوم ہوتی ہے۔ یہ اوصاف صرف ولی کامل اور عالم ربانی کے ہو سکتے ہیں۔

آپ نے اپنی تدریسی، تبلیغی، تصنیفی اور رشد و ہدایت کی خدمات کے ذریعے لوگوں میں دینی ذوق کی روح پھونک دی۔ لوگوں میں مذہبی شعور پیدا کیا۔ لوگ قرآن، حدیث، فقہ، تفسیر اور دیگر علوم کی تحصیل کی طرف متوجہ ہوئے۔

آپ طلباء کی نہ صرف تعلیم و تدریس پر توجہ فرماتے بلکہ ان کی روحانی تربیت بھی فرماتے تھے۔ آپ کی کاوشوں سے تیار ہونے والے مبلغین روم، شام، عراق، وسط ایشیاء۔ کشمیر، گلگت اور تبت وغیرہ ممالک اور علاقہ جات کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں درس و تدریس میں مصروف ہو گئے۔ اس طرح آپ کے روحانی فیض سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کو دنیا میں فروغ حاصل ہوا۔

حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کی شخصیت:۔

حضرت ایشاں ممدوح سلاطین تھے۔ اکبر، جہانگیر اور شاہجہان کے ادوار میں حکومتی سطح پر آپ کو امتیاز حاصل تھا۔ طریقت کے مسائل میں حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نظریہ سے آپ متفق تھے۔ دوسرے علماء مشائخ کے نظریہ سے آپ کو اختلاف بھی تھا۔ مجموعی طور پر صوفیاء و مشائخ آپ کی رائے کو فائق تصور کرتے۔ حکمران، مشائخ، علما اور مصنفین آپ کو خراج تحسین پیش کرتے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کی شخصیت کے بارے میں لکھتے ہیں: خواجہ خاوند محمود پیر زادہ ما اند و جذبہ موروثی دارند: (حضرت خواجہ خاوند محمود (حضرت ایشاں) ہمارے پیر زادہ ہیں اور جذبہ موروثی رکھتے ہیں)۔ ایک مقام پر آپ کے بارے میں ''مشیخیت پناہ'' کے الفاظ بھی تحریر فرمائے ہیں۔

حضرت ملا بدرالدین ابراہیم سرہندی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ''نخبۃ الابرار'' کے لقب سے آپ کو یاد کیا ہے۔ محمد صالح کمبوہ نے شاہجہان نامہ میں آپ کے بارے میں ''بزرگوار عزیز الوجود'' کے الفاظ لکھے ہیں۔ علماء مشائخ، متوسلین، مریدین اور تلامذہ آداب کے پیش نظر آپ کو ''حضرت ایشاں'' کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ عوام میں بھی اسی لقب سے مشہور ہوئے۔ (یہاں تک کہ آپ کے مزار اقدس واقع باغبانپورہ لاہور کے قرب وجوار کی آبادی اسی لقب کی نسب سے ''حضرت ایشاں کالونی'' ہے) محمد صادق دہلوی کشمیری ہمدانی آپکی شخصیت کے بارے میں تفصیلاً لکھتے ہیں:

حضرت خواجہ خاوند محمود (حضرت ایشاں) دامت برکاتہم العالیہ حضرت خواجہ سید بہاء الدین نقشبند بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی اولاد سے ہیں۔ اعلیٰ درجہ کے بزرگ اور فضیلت کے حامل ہیں۔ عبادت وریاضت کے آثار چہرۂ انور سے نمایاں ہیں۔ ماوراء النہر، بدخشاں اور کشمیر کے بہت سے لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

انہوں نے آپ میں علم ودانش، کشف وکرامات اور ہدایت وپیشوائی کی علامات دیکھیں۔آپ کے خلفاء کی تعداد کثیر ہے۔ کشمیر (سری نگر) میں انہوں نے خانقاہ قائم کی اوراس میں خلق خدا کی تعلیم وتربیت میں مصروف ہو گئے۔اللہ تعالیٰ آپ کی عمر میں برکت فرمائے۔

حضرت مفتی غلام سرور لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کی شخصیت کے بارے میں لکھتے ہیں:

جلال الدین اکبر، جہانگیر اور شاہجہاں کے ہاں آپ (حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ) کوعظیم مقبولیت حاصل تھی۔حتیٰ کہ شاہی بیگمات اورخواتین (آپ کے مقام کے پیش نظر یاعقیدت یاباپ کادرجہ دیتے ہوئے) آپ سے پردہ نہیں کرتی تھیں۔

نسبت طریقت کے حوالے سے ایک اعتراض اوراس کا جواب:

حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کے حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ سے دوستانہ مراسم تھے۔دونوں بزرگ ایک دوسرے کا دلی احترام کرتے تھے۔شریعت وطریقت کے مسائل میں بھی گفتگو ہوتی رہتی تھی۔ایک دفعہ آپ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت کے لئے سرہند تشریف لے گئے۔راستہ میں لوگوں سے سنا کہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ تعالیٰ سلسلہ بیعت جاری رکھے ہوئے تھے۔حضرت مجدد پاک رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچے تواس صورتحال کے بارے میں استفسار کیا۔آپ نے جواب میں فرمایا: یہ بات مبالغہ پرمبنی ہے۔حضرت باقی باللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کوحضرت خواجہ خواجگی امکنگی رحمہ اللہ تعالیٰ سے یقیناً اجازت وخلافت حاصل تھی۔حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مکتوب شکل میں جواب درج ذیل ہے:

میرے مخدوم ومکرم! جو کچھ ہمارے خواجہ محمد باقی علیہ الرحمۃ سے ان پیرون مولانا کے اسمائے گرامی کی تحقیق میں ہم تک پہنچا ہے وہ یہ کہ حضرت مولانا خواجہ امکنگی اور

حضرت خواجہ احرار رحمہ اللہ تعالیٰ کے درمیان بزرگ گزرے ہیں، ایک (حضرت خواجہ امکنگی
رحمہ اللہ تعالیٰ) کے والد گرامی حضرت مولانا درویش محمد رحمہ اللہ تعالیٰ اور دوسرے مولانا محمد زاہد
رحمہ اللہ تعالیٰ جو حضرت مولانا درویش محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے ماموں ہیں۔

کچھ عرصہ ہوا کہ مشیخت پناہ خواجہ خاوند محمود رحمہ اللہ تعالیٰ اس علاقہ میں تشریف لائے
تھے۔ انہوں نے پہلی ہی ملاقات میں حضرت مولانا مذکور (درویش محمد رحمہ اللہ تعالیٰ) کا ذکر
شروع کر دیا اور فرمایا کہ وہ کسی سے مجاز نہ تھے۔ اسی وجہ سے وہ شروع میں مرید نہ کرتے تھے،
لیکن آخر میں انہوں نے شیخی (پیری مریدی) شروع کر دی (جواب میں) کہا گیا وہ بزرگ
تھے، اور ماوراء النہر کے تمام لوگ ان کی بزرگی کے قائل تھے۔ وہ ہرگز اس بات کو پسند نہیں کر سکتے
تھے کہ ابتدا یا آخر (عمر) میں بغیر اجازت کے کسی کو مرید کریں۔ اس قسم کا عمل خیانت میں داخل
ہے۔ ایک کم درجے کے مسلمان پر بھی اس قسم کا گمان نہیں کیا جا سکتا چہ جائیکہ اکابرین پر (ایسا
گمان کیا جائے)۔

اس کے بعد خواجہ خاوند محمود رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک روز مولانا (درویش محمد
رحمہ اللہ تعالیٰ) خواجہ کلاں دہ بیدی (مضافاتِ سمرقند) کی خدمت میں تشریف لے گئے (اس
وقت) وہ خربوزہ کھا رہے تھے۔ مولانا نے (بھی) خربوزہ کی خواہش کی۔ انہوں نے فرمایا:
آپ کا خربوزہ تمام (یعنی پختہ) ہو گیا۔ مولانا نے فرمایا: آپ گواہی دیتے ہیں کہ ہمارا خربوزہ
تمام ہو چکا (یعنی درجہ کمال کو پہنچ چکا)۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کا
خربوزہ تمام ہے۔ اس وقت مولانا نے مرید کرنا شروع کر دیئے۔ یہ نقل بھی بعید از قیاس معلوم
ہوتی ہے کہ صرف اس بنیاد پر مولانا اپنے آپ کو شیخ تصور کریں اور مرید کرنے کے درپے ہو
جائیں۔ اس کے بعد خواجہ خاوند محمود نے فرمایا کہ ان دو بزرگوں کے نام جو حضرت مولانا
(درویش محمد رحمہ اللہ تعالیٰ) اور (حضرت خواجہ احرار رحمہ اللہ تعالیٰ) کے درمیان نقل کیے جاتے
ہیں۔ اور دو نام بتائے جاتے ہیں، درست نہیں ہے۔ دوسرے نام بھی بتائے اور یہ بھی کہا کہ

مولانا درویش محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کو اپنے ماموں سے کوئی نسبت حاصل نہیں بلکہ کسی دوسرے شخص سے ہے۔

ان کی ان باتوں سے بہت تعجب ہوا (اس لئے) مجبوراً آپ کو تکلیف دی جاتی ہے کہ ان دو بزرگوں کے ناموں کی تحقیق کر کے لکھیں کہ کسی کو شک وشبہ کی گنجائش نہ رہے، اور اجازت کے واقعہ کو لکھنے کی کیا ضرورت ہے ان کی بزرگی ہی معتبر گواہ ہے۔ تاہم اگر (اجازت کے متعلق بھی) لکھیں تو بہتر ہے تا کہ طعنہ دینے والوں کی زبان بند ہو جائے۔ یہ معلوم نہ ہو سکا کہ خواجہ خاوند محمود کا ان پریشان کن باتوں سے کیا مقصد تھا؟ اگر اُن کا مقصد ان بے سرمایہ فقراء کی زوردار طریقے پر نفی کرنا تھی، کیونکہ پیر کی نفی سے مرید کی نفی لازم آتی ہے تو ہم بے سروسامان فقیروں کی نفی کے بہت سے طریقے ہیں۔ اس کی کیا ضرورت تھی کہ ان بزرگوں کی نفی کی جائے۔ اگر ان کا مقصد کچھ اور تھا اور صرف ان ہی دو بزرگوں کی نفی کی جائے۔ اگر ان کا مقصد کچھ اور تھا اور صرف ان ہی دو بزرگوں کی نفی مقصود تھی تو بھی غیر مستحسن ہے جیسا کہ یہ بات ادنیٰ سمجھ رکھنے والے پر بھی پوشیدہ نہیں۔ ربنا لا تو اخذنا ان نسینا.

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی اس مختصر تحریر میں بہت سے مسائل حل فرما دیئے مثلاً:

☆۔ حضرت خواجہ خاوند محمود المعروف حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرتبہ ومقام کو واضح کرتے ہوئے ''مشیخیت پناہ'' اور ''پیرزادہ مانذ'' (ہمارے شیخ محترم کے نور نظر) کے الفاظ استعمال فرمائے۔

☆۔ خوبصورت انداز میں اپنے مشائخ سلسلہ پیر و مرشد حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا دفاع کیا اور اظہار عقیدت کی انتہاء کر دی۔

☆۔ علم و دانش کی گہرائی، قوت استدلال اور تاریخ مشائخ سلسلہ کی گہرائی ظاہر و باہر ہے۔

☆۔ اخلاق و آداب کو نظر انداز کیے بغیر احقاق حق اور ابطال باطل کا اسلوب قابل تحسین اور

قابلِ ستائش ہے۔اس مکتوب میں آپ نے واضح کر دیا کہ حضرت خواجہ امکنگی رحمہ اللہ تعالیٰ بزرگ تھے۔ ماوراء النہر کے لوگ ان کی بزرگی کو تسلیم کرتے تھے۔ یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ انہوں نے مرشد کی اجازت وخلافت کے بغیر آخری عمر میں سلسلہ رشد وہدایت شروع کر دیا تھا۔ کیوں کر ایسا کر سکتے تھے؟ حضرت مولانا درویش محمد رحمہ اللہ تعالیٰ مرید وخلیفہ حضرت مولانا محمد زاہد رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہیں جو رشتہ میں آپ کے ماموں بھی ہیں۔ حضرت مولانا محمد زاہد حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرید وخلیفہ ہیں۔

حضرت مولانا محمد زاہد رحمہ اللہ تعالیٰ مادرزاد ولی اللہ، اسم با مسمّی اور جامع کمالات ومقامات تھے۔ مشہور بزرگ حضرت عبید اللہ احرار رحمہ اللہ تعالیٰ کی ولایت و بزرگی کی شہرت ''حصار'' (نام قصبہ) میں پہنچی۔ آپ ''حصار'' سے خواجہ کی زیارت کے لئے ''سمرقند'' کی طرف روانہ ہوئے۔ سمرقند کے محلّہ ''وانسرائے'' کے سرسبز وشاداب مقام پر فروکش ہوئے۔ روحانی طور پر حضرت خواجہ کو جب آپ کے آنے کا علم ہوا تو دل میں خیال پیدا ہوا کہ حضرت مولانا محمد زاہد رحمہ اللہ تعالیٰ جو صاحب حال وقال اور جامع محاسن صوری ومعنوی ہیں، کے استقبال کے لیے جانا چاہیے۔ گرمی کے موسم میں دوپہر کے وقت خدام کو اونٹ لانے کا حکم دیا۔ خدام نے تعمیل ارشاد میں اونٹ پیش کر دیا۔ اونٹ پر سوار ہو کر چل دیئے۔ خدام بے خبر ہیں کہ آپ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں۔ آپ محلّہ ''وانسرائے'' میں پہنچ کر رک گئے۔ جہاں حضرت مولانا محمد زاہد رحمہ اللہ تعالیٰ ٹھہرے ہوئے تھے۔ جب حضرت خواجہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی آمد کا انہیں علم ہوا تو دوڑ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔ حضرت خواجہ کے دستِ اقدس پر اعزازِ بیعت حاصل کیا اور خلوت وصحبت اختیار کی۔ پہلی ملاقات میں حضرت خواجہ کی طرف سے اجازت وخلافت سے بھی نواز دیئے گئے۔ خدام نے تعجب وحیرت کی نظر سے دیکھا کہ پہلی حاضری پر ہی اتنی عنایات ونوازشیں؟ حضرت خواجہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے صورتحال کو محسوس کر کے لوگوں سے فرمایا: مولانا محمد زاہد رحمہ اللہ تعالیٰ چراغ، تیل اور بتی لے کر میرے پاس آئے تھے۔ ہم نے

صرف اسے روشن کر کے واپس کر دیا"۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ مصنفین، مورخین اور تذکرہ نویسوں کے مطابق حضرت مولانا محمد زاہد رحمہ اللہ تعالیٰ افکار و نظریات، عبادات و ریاضت، خلوت و تفرد، وعظ و تبلیغ، معرفت و تصرف، کشف و کرامات، رشد و ہدائت تھے۔ آپ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اعظم، حضرت مولانا درویش محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے پیر و مرشد اور حضرت خواجہ خواجگی املنگی رحمہ اللہ تعالیٰ کے والد گرامی ہیں۔ اصلاح عوام، تربیت خواص اور فروغ سلسلہ کے حوالے سے اہم کردار ادا کیا۔

حسن اخلاق:۔

حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ اخلاق و عادات کا عملی نمونہ تھے۔ اپنوں اور بیگانوں سے حسن سلوک کا برتاؤ کرتے تھے۔ خلوص و نیک نیتی سے گفتگو فرماتے کہ حاضرین عیوب سے تائب ہو کر آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہو جاتے۔ شرعی احکام و مسائل میں اپنے معاصر علماء سے متفق تھے۔ فقہ حنفی کی تدریس و تبلیغ فرماتے اور اس پر خود بھی عامل تھے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مقلد و معتقد تھے۔ تاحیات درس و تدریس، رشد و ہدایت، وعظ و تبلیغ اور تصنیف و تالیف میں مشغول رہے۔ آپ کی تعلیمات اور افکار و نظریات حقائق پر مبنی تھی جو آپ کی تسانیف سے واضح ہوتی ہے۔

حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کا سلسلہ طریقت تین واسطوں سے حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمہ اللہ تعالیٰ تک پہنچ جاتا ہے۔ جو یوں ہے: حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت اسحاق ولی دہ بیدی، مخدوم اعظم حضرت خواجہ خواجگی کاشانی دہ بیدی، حضرت مولانا قاضی احمد اور حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمہم اللہ تعالیٰ۔

آپ کے مشہور معاصر ولی کامل حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا سلسلہ طریقت چار واسطوں سے حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمہ اللہ تعالیٰ تک پہنچا ہے۔ جو یوں ہے:

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت خواجہ باقی باللہ، حضرت محمد خواجگی املنکی، حضرت مولانا درویش محمد، حضرت مولانا محمد زاہد خواجہ عبید اللہ احرار رحمہم اللہ تعالیٰ۔

حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ سلسلہ طریقت کے لحاظ سے حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی نسبت شیخ طریقت حضرت عبید اللہ احرار رحمہ اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہیں۔ شاید اسی منصب قربت کے باعث حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے بارے میں ''مشیخیت پناہ'' کے الفاظ استعمال فرمائے تھے۔ طریقت کے نقطہ نظر سے یہ بہت بڑا اعزاز ہے۔

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ تعالیٰ ''املنکی سلسلہ'' (حضرت خواجہ کے مرشد کامل حضرت محمد خواجگی قصبہ ''املنگ'' کے رہنے والے تھے اس لیے وہ املنکی کہلاتے اور ان کے سلسلہ کو نسبت کی بنا پر املنکی سلسلہ کہا جاتا ہے) لے کر ہندوستان میں تشریف لائے جبکہ حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ ''سلسلہ دہ بیدی'' (آپ کے مرشد طریقت حضرت خواجہ اسحاق ولی رحمہ اللہ تعالیٰ گاؤں ''دہ بید'' نزد سمرقند کے رہنے والے تھے۔ اس لئے انہیں ''دہ بیدی'' اور ان کے سلسلہ کو ''سلسلہ دہ بیدی'' کہا جاتا ہے) لے کر وارد ہندوستان ہوئے۔ البتہ آپ کی شہرت مورثِ اعلیٰ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمہ اللہ تعالیٰ کے سبب ہوئی۔ علاوہ ازیں آپ ان کے روحانی فیض یافتہ بھی تھے بلکہ تشنگانِ معرفت کو آپ کے فیضان سے سیراب کرتے تھے اور کر رہے ہیں۔ سلسلہ املنکی اور سلسلہ دہ بیدی دونوں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی شاخیں ہیں۔

سلسلہ طریقت میں حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کے وہ مشائخ جو حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمہ اللہ تعالیٰ تک واسطہ بن رہے ہیں ان کا تعارف ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

﴿1﴾ **حضرت خواجہ اسحاق ولی دہ بیدی رحمہ اللہ تعالیٰ:** آپ مخدوم اعظم حضرت خواجہ احمد کاشانی دہ بیدی رحمہ اللہ تعالیٰ کے فرزند ارجمند تھے۔ والد گرامی کے وصال (۹۴۹ھ) کے وقت کمسن بچے تھے۔ مولانا لطف اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ (خلیفہ مجاز حضرت مخدوم اعظم کاشانی دہ بیدی رحمہ اللہ تعالیٰ) کی نگرانی میں تعلیم و تربیت حاصل کی۔ کثیر الکرامات بزرگ تھے۔ آپ اہلِ

قبور کو حیات نو عطا فرما دیتے تھے۔ مریدین کی تعداد کثیر تھی جو جانثاری کا مظاہرہ کرتے اور اظہار عقیدت ومحبت کرتے تھے۔ حضرت مولانا لطف اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے داماد تھے۔ آپ کا احوال وآثار، کشف وکرامات اور تعلیمات پر دو کتابیں لکھی گئی ہیں: (1) ''ضیاء القلوب'' مصنف محمد عوض (متوفی ۱۰۱۲ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ اور (2) ''مقامات شیخ اسحاق''۔ جامع شریعت و طریقت تھے۔ والد گرامی سے خلافت واجازت حاصل تھی۔ حضرت مولانا لطف اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے ظاہری اور والد گرامی سے روحانی فیوض وبرکات حاصل کیے۔ آپ کی تبلیغ اور تصرف سے کثیر کفار دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ آپ کی شخصیت اور تعلیمات سے متاثر ہو کر حاکم کاشغر جناب محمد خان بن عبدالکریم خاں بن عبدالرشید بن تغلق تیمور خان آپ کی ارادت میں داخل ہوا۔ انہوں نے اظہار عقیدت کرتے ہوئے خانقاہ کے خدام وظائف مقرر کیے۔ حاکم وقت عبدالمومن خاں نے آپ کی حق گوئی اور تبلیغی سرگرمیوں کی مخالفت شروع کر دی۔ انہوں نے آپ کو سمرقند سے بلخ جانے کے لیے مجبور کر دیا۔ اس موقع پر آپ کی کرامت ظاہر ہوئی۔ جو اس طرح ہے کہ حاکم وقت کے مجبور کرنے پر جب آپ ''سمرقند'' سے ''بلخ'' کی طرف ایک قافلہ کے ساتھ روانہ ہوئے تو آپ کے سفر کی رفتار سست تھی۔ ساتھیوں نے متعجب ہو کر عرض کیا: حضور! آپ تیز رفتاری میں سفر کیوں نہیں کرتے؟ آپ نے جواب دیا: عنقریب ہم سمرقند میں واپس پلٹنے والے ہیں، لہٰذا ہمیں زیادہ دور نہیں جانا چاہیے۔ راستہ میں ہی قافلہ کو اطلاع موصول ہوگئی کہ ظالم حکمران عبدالمومن خاں دنیا سے رخصت ہو چکا ہے۔ اسی مقام سے آپ سمرقند واپس تشریف لے آئے۔ آپ نے طویل عمر پائی۔ ۱۰۰۸ھ کو سمرقند میں انتقال ہوا۔ آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔

﴿2﴾ مخدوم اعظم حضرت خواجہ خواجگی احمد کاشانی دہ بیدی رحمہ اللہ تعالیٰ: والد گرامی کا اسم گرامی جلال الدین رحمہ اللہ تعالیٰ تھا۔ آپ ''کاشان'' (نام قصبہ) میں پیدا ہوئے۔ پیدائشی نسبت سے کاشانی کہلاتے تھے۔ حضرت مولانا قاضی احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرید خلیفہ

مجاز تھے۔ سمرقند بخارا وغیرہ ممالک میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی خوب اشاعت کی۔ ''کاشان'' سے ''دہ بید'' تشریف لائے۔ یہاں مستقل طور پر رہائش پذیر ہوگئے۔ حضرت امیر سید عالم رحمہ اللہ تعالیٰ سے علوم فنون حاصل کیے۔ روحانی علوم حضرت عبیداللہ احرار رحمہ اللہ تعالیٰ سے حاصل کیے۔ حضرت مخدوم اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے کئی کتابیں تصنیف فرمائیں۔ ان کی مشہور کتابوں کے نام یہ ہیں۔ (1) شرح غزل عبیداللہ خان (2) شرح رباعیات عبیدی (3) اسرار النکاح وغیرہ۔ یہ سب کتب تاشقند کی لائبریری میں موجود ہیں۔ آپ کے ایک معاصر مصنف نے آپ پر ''مسلسلۃ الصادقین وانیس العاشقین'' کے نام سے کتاب لکھی۔ یہ بھی تاشقند کی لائبریری میں محفوظ ہے۔

مورخین بیان کرتے ہیں کہ ہندوستان کے حکمران سلطان ابراہیم لودھی کے زمانہ میں بابر بادشاہ نے ہندوستان کو فتح کرنے کی کوشش کی۔ دونوں بادشاہوں کی افواج کا مقابلہ ہوا۔ اس جنگ میں خوب خونریزی ہوئی۔ بابر بادشاہ کے کمانڈر نے اپنی افواج کو مقابل افواج کے سامنے کم ہمت خیال کیا۔ اس نے اپنے ذہن میں حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمہ اللہ تعالیٰ کے حلیہ کا تصور باندھا اور استمداد کا خواہاں ہوا۔ انہیں ایک سفید گھوڑا اور اس پر سفید لباس کا سوار دکھائی دیا۔ وہ دشمن کی فوج میں داخل ہوا اور جنگ کے خوب جوہر دکھانے لگا۔ اس سے مخالف افواج میں شور و بزرگ کا حلیہ لکھ لیا اور وہ حلیہ لوگوں کے سامنے بیان کیا۔ سننے والوں نے بتایا کہ یہ حلیہ حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمہ اللہ تعالیٰ کا نہیں ہے بلکہ مخدوم اعظم حضرت خواجگی احمد کاشانی دہ بیدی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ کمانڈر نے اپنے ایک وزیر کو تحریر حلیہ کو اور بہت سے تحائف دے کر خانقاہ کی طرف روانہ کیا۔

حضرت مخدوم اعظم جامع شریعت وطریقت، مبلغ اسلام اور صاحب کرامات ولی کامل تھے۔ آپ نے ۲۱ محرم الحرام ۹۴۹ھ میں وصال فرمایا۔

آپ کے افکار، تعلیمات اور علمی جواہر سے مستفیض ہونے کیلئے آپ کی تصانیف

کا مطالعہ فائدہ مند رہے گا۔ البتہ شائقین کے تکمیل ذوق کے لیے علم وحکمت سے لبریز آپ کے چند اقوال ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

☆۔ میں عبادت وریاضت میں اس قدر مستغرق ہوا کہ میری ہڈیوں اور گوشت کا رشتہ ختم ہوگیا۔ بارہ سال تک میں نے کسی آدمی کو اپنے پاس نہیں بیٹھنے دیا تاکہ اس کی باتوں سے غفلت اور پریشانی کا شکار نہ ہوجاؤں۔

سلوک کے ابتدائی زمانہ میں، میں ذکر الٰہی میں اس قدر مستغرق ہوا کہ بازار، مجالس اور دوسرے مقامات پر جہاں بھی آمدورفت ہوتی تھی تو ذکر الٰہی کے بغیر میرے کانوں میں کوئی آواز داخل نہیں ہوتی تھی۔

﴿3﴾ **حضرت مولانا قاضی احمد رحمہ اللہ تعالیٰ:** آپ علوم ظاہری وباطنی کے جامع تھے۔ تصوف ومعرفت میں درجہ کمال کو پہنچے ہوئے تھے۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمہ اللہ تعالیٰ کے دست اقدس پر ۱۴۸۰ء میں شرف بیعت حاصل کیا۔ مرشد کامل سے اظہار عقیدت ومحبت کرتے ہوئے "سلسلۃ العارفین" کے نام سے ایک کتاب تصنیف فرمائی۔ اس کتاب میں مرشد گرامی کے احوال وآثار، مکشوفات وکرامات، عادات واطوار، معلومات وتعلیمات کو خوبصورت انداز میں بیان کیا۔ اپنے بزرگوں کے آنکھوں دیکھے حالات، واقعات اور بیانات کو خصوصیت سے کتاب میں درج کیا۔ احکام شریعت اور اسرار طریقت بیان کرتے وقت حضرت خواجہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مخاطب آپ ہی ہوا کرتے تھے۔ آپ اپنے شیخ کے کمالات، مقامات، محاسن، شمائل اور اوصاف دوسروں کے سامنے شکرانِ نعمت کے طور پر بیان کرتے تھے۔ حضرت خواجہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خرقہ خلافت حاصل تھا۔

موضع "کمان گرون" میں سفر آخرت سے قبل حضرت خواجہ احرار الاولیاء رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کثیر مریدین وخلفاء سے مخاطب ہوکر فرمایا: تم سب لوگ اپنے اپنے مزاج کے مطابق جو چیز چاہو مجھ سے حاصل کرلو' ان خدام میں حضرت مولانا قاضی احمد رحمہ اللہ تعالیٰ بھی

موجود تھے۔ آپ نے ان سے فرمایا: آپ کیا چیز پسند کریں گے؟ عرض کیا: حضور! جو چیز آپ کو پسند ہے، وہ غلام کو بھی پسند ہے۔ فرمایا: مجھے تو فقر پسند ہے۔ حضرت قاضی احمد نے عرض کیا: ○ بُشْرٰی لَنَا یہ تو ہمارے لیے خوشخبری ہے اور ہمیں بھی یہی پسند ہے۔ آپ نے خدام کو حکم دیا کہ قاضی صاحب کو بھاری رقم جمع کرا دیں تاکہ وہ اس رقم کو فقراء اور درویشوں پر صرف کر سکیں۔

حضرت قاضی احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے ستر سال کی عمر میں ۹۲۷ھ میں وصال فرمایا۔ تاشقند میں مدفون ہوئے۔ مزار مرجع خلائق ہے۔

﴿4﴾ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمہ اللہ تعالیٰ: آپ ماہ رمضان ۸۰۶ھ مطابق ۱۴۰۴ء میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی کا نام خواجہ محمود بن شہاب الدین تھا۔ ایام نفاس میں (چالیس دن تک) آپ نے والدہ ماجدہ کا دودھ نوش نہ فرمایا۔ ایام نفاس پورے ہونے پر والدہ محترمہ نے غسل کیا تو دودھ نوش کرنا شروع کر دیا۔ اسم گرامی ''عبید اللہ'' تھا جبکہ لقب ''احرار'' تھا۔ 16 واسطوں سے آپ کا شجرہ نسب حضرت عبد اللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچ جاتا ہے۔ آپ نے حضرت خواجہ فضل اللہ، حضرت خواجہ نظام الدین، حضرت سید قاسم تبریزی، حضرت شیخ سراج الدین عمر اور حضرت شیخ زین الدین خوانی رحمہم اللہ تعالیٰ سے علوم وفنون اور طریقت کا درس لیا۔ علاوہ ازیں ماوراء النہر تاشقند اور سمرقند کے ممتاز محدثین وفقہاء سے بھی علمی استفادہ کیا۔

حضرت خواجہ یعقوب چرخی رحمہ اللہ تعالیٰ کے اوصاف وشمائل سن کر ان کی عقیدت ومحبت دل میں گھر کر گئی، مقام ''ہلغتور'' میں ان کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت حاصل کیا۔ حضرت خواجہ یعقوب چرخی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر آپ سے فرمایا: طالب کو مرشد کے پاس اسی طرح جانا چاہیے جس طرح خواجہ عبید اللہ احرار، تیل، بتی سب کچھ لے کر آئے۔ اب صرف آگ لگانے کی ضرورت ہے۔ مرشد گرامی کے فیض سے درجہ کمال حاصل ہوا۔ مرشد گرامی کی طرف سے اجازت وخلافت سے بھی نوازے گئے۔ شریعت کے معلم اور

طریقت کے امام تھے۔ ماوراء النہر اور خراسان کے لوگ آپ سے جان نثاری کی حد تک عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ کثیر الکرامات اور ولی کامل تھے۔ عاشق رسول حضرت امام عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ تعالیٰ کو آپ سے عقیدت تھی۔ انہوں نے اپنی تصانیف کو آپ کے اسم گرامی سے منسوب کرنے کی سعادت حاصل کی۔

سات سال تک سیاحت پر رہے۔ مختلف ممالک میں مختلف فقہاء و مشائخ سے ملاقاتیں کیں اور شریعت و طریقت کے علوم کا استفادہ کیا۔ سیاحت کے بعد انتیس (29) سال کی عمر میں اپنے وطن تاشقند واپس آئے تو دو بیل خرید کر ایک صاحب تقویٰ آدمی کی شراکت سے زراعت کا کام شروع کر دیا۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے اتنی برکت ڈالی کہ دولت و نقدی حساب سے باہر ہو گئی۔ آپ پوری دولت غرباء، یتیموں اور درویشوں میں خرچ کر دیتے تھے۔ آپ کی اراضی (واقع سمرقند) کی آمدنی کا اس سے حساب لگایا جا سکتا ہے کہ اجناس سے اسی (80) ہزار من صرف عشر نکالا جاتا تھا۔

آپ کی تصانیف مبارکہ سے "انفاس نفیسہ" مشہور ہے۔ اس کتاب میں آپ نے شریعت و طریقت کے تمام احکام اختصار و جامعیت سے بیان کیے ہیں۔ اس کتاب کی اہمیت و افادیت کے پیش نظر اسے طریقت کا انسائیکلو پیڈیا قرار دیا جا سکتا ہے۔ اولیاء کرام کے مزارات پر حاضری، فاتحہ خوانی اور اکتساب فیوض و برکات آپ کے معمولات میں شامل تھا۔

حاکم سمرقند، بخارا سلطان ابوسعید تیموری آپ کا عقیدت مند تھا۔ امور سلطنت میں آپ سے مشاورت کرتا تھا۔ ان کا فرزند ارجمند سلطان احمد بھی آپ کا نیاز مند تھا۔ اکثر آپ کی خدمت میں حاضری کی سعادت حاصل کرتا تھا۔

حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمہ اللہ تعالیٰ ۲۹، ربیع الاول ۸۹۵ھ مطابق ۱۹ فروری ۱۴۹۰ء میں وفات پائی۔ سمرقند میں مدفون ہوئے۔ مزار اقدس مرجع خلائق ہے۔

آپ کی تعلیمات سے آگاہی کے لیے آپ کی تصانیف مبارکہ کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے

اہل ذوق کے استفادہ کے لیے آپ کے چند اقوال ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

☆۔اے درویش وطالب حقیقت! تجھے لازم ہے کہ فرائض وسنن ادا کرنے کے بعد ذکر الٰہی میں مشغول رہے۔

☆۔اے درویش! اس بات کی کوشش کر کہ تو نماز پنجگانہ باجماعت ادا کرے کیونکہ نماز باجماعت ادا کرنا سنت موکدہ ہے اور اسے بلا عذر ترک کرنے والا گناہ گار ہوتا ہے۔

☆۔اے درویش! جب تو نماز مغرب سے فارغ ہو تو چھ رکعت نماز ادا کر۔ اس نماز کو "صلوٰۃ اوابین" کہتے ہیں۔ اس کے ادا کرنے کا اجر وثواب بہت زیادہ ہے۔

☆۔اے درویش! اس کے علاوہ ایک اور وظیفہ اور کم گوئی ہے کیونکہ زیادہ باتیں کرنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔

☆۔اے درویش! تجھے لازم ہے کہ باوضو رہے۔ دن رات باطہارت رہے اور باطہارت ہی سوئے۔ دائمی وضو کے بے شمار فوائد ہیں۔ وضو کرتے وقت باتوجہ ہو اور تجھے وضو کے فرائض، سنن، اور مستحبات کے علم کے علاوہ عمل بھی ہو۔ خاص کر مسواک کو کبھی ترک نہ کرنا۔

☆☆☆

چوتھا باب

حضرت خواجہ خاوند محمود المعروف حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ نے علوم ظاہری و باطنی سے فراغت کے بعد تبلیغ، تدریس اور تصنیف کا سلسلہ شروع کیا جو تاحیات جاری رہا۔ اسلاف کے طرق اور خاندانی مشائخ کے حکم کی تعمیل میں آپ نے سیاحت کا راستہ بھی اپنایا۔ دوران سیرو سیاحت بھی یہ خدمات انجام دیتے رہے۔ اٹھارہ سال کی عمر میں آپ نے حفظ قرآن اور تمام علوم وفنون سے فراغت حاصل کی۔ اپنی تبلیغی وتدریسی خدمات کا آغاز بخارا سے کیا۔ پھر ابتدائی سالوں میں بلخ، سمرقند اور ہرات میں خدمات انجام دیتے رہے۔ بعدازاں قندھار، کابل اور کشمیر سے ہوتے ہوئے لاہور (پنجاب، ہندوستان) تشریف لائے۔

ختلان کے مشہور شہر ''وخش'' میں تشریف فرما ہوئے۔ وہاں ایک شیخ کامل کا بڑا شہرہ تھا۔ وہ نماز جمعہ کے بعد ذکر الٰہی کی خصوصیت سے محفل منعقد کرتے تھے۔ جس میں دیگر صوفیاء کرام کے علاوہ حضرت خواجہ کلاں دہ بیدی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مریدین بھی شامل ہوتے تھے۔ افادہ واستفادہ فیض کے لئے حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس محفل میں شامل ہونا شروع کردیا۔ (۱)

۹۹۴ھ میں تیئس سال کی عمر میں قیام ''وخش'' کے دوران یہ پریشان کن حادثہ بھی پیش آیا کہ ''دھوی حصار'' (ایک دیہات کا نام ہے جو سمرقند کے قریب واقع ہے۔ جہاں وہ رہائش پذیر تھے) سے والد گرامی کی طرف سے گرامی نامہ موصول ہوا۔ جس میں تحریر تھا کہ اے بیٹا! دنیا سے رخصت ہونے کا میرا آخری وقت ہے۔ لہٰذا آپ آئیں، آپ آخری ملاقات اور آخری دیدار کی سعادت حاصل کرنے کے لیے ''دھوی حصار'' کی طرف روانہ ہوگئے۔ آپکے وہاں پہنچنے سے چند روز قبل والد گرامی دنیا سے رخصت ہو چکے تھے۔ حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرح حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ سے والد گرامی کے ترکہ سے کوئی چیز

وصول نہ فرمائی بلکہ اپنا حصہ ہمشیرگاں میں تقسیم کر دیا۔ ''دھوی حصار'' میں چند روز قیام کرنے کے بعد آپ ''وخش'' شہر میں تشریف لے آئے۔

حضرت خواجہ خاوند محمود المعروف حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ ''کابل'' تشریف لائے۔ جمعۃ المبارک کے دن آپ نے ''جامع مسجد'' میں خطبہ ارشاد فرمایا۔ خطاب اس قدر علمی، روحانی اور پر تاثیر تھا کہ ایک ایک بات سامعین کے اذہان وقلوب میں اترتی گئی۔ سامعین پر رقت طاری ہوگئی، آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ سب لوگ آپ کے عقیدت مند بن گئے۔ امراء وزراء اور عام لوگوں میں اسلام کی ترقی کے لئے جانثاری کا جذبہ موجزن ہوگیا۔ حاکم کابل نے ارادت میں داخل ہونے کی سعادت حاصل کی۔ یہاں آپ نے تبلیغ وتدریس پر خوب محنت کی جس کے نتیجہ میں مبلغین کی جماعت تیار کی۔ جن کو حجاز، عراق اور ایران وغیرہ ممالک کی طرف روانہ فرمایا۔ کابل میں کثیر لوگوں نے آپ سے علمی وروحانی فیضان حاصل کیا۔

کابل سے آپ کشمیر تشریف لائے۔ نواب عبدالرحمٰن کے ہاں قیام کیا۔ نواب صاحب ہر دلعزیز اور مقبول ترین شخصیت کے مالک تھے۔ وہ آپ کے والد گرامی کے مرید صادق تھے۔ اپنے عقیدت مند جناب عوض بیگ سلمانی کے ہاں بھی قیام پذیر رہے۔ وقت کا ممتاز ترین شاعر ملا مشربی جو مشہور شاعر ملا جینی کا ہمعصر بھی تھا، آپ کی ارادت میں داخل ہوا۔ دیگر علماء فضلاء اور شعراء کی طرح ملا مشربی بھی حضرت خواجہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی علمی وروحانی محافل میں حاضر ہوتے۔ اور اکتساب فیض کرتے تھے۔ وہ صاحب دیوان شاعر تھے۔ ان کی شاعری قصائد اور مثنوی طرز کی تھی۔ قصائد گوئی میں شاعر خاقانی کا انداز اختیار کیا۔ وہ حضرت خواجہ سے دلی عقیدت ومحبت رکھتے تھے۔ جس کا اظہار گاہے بگاہے اپنی شاعری میں کرتے رہتے تھے۔ ایک موقع پر انہوں نے آپ سے اظہار عقیدت کرتے ہوئے یوں کہا:

خواجہ عالی نسب خاوند محمود آنکہ ہست

درجہانِ معرفت صاحب دلاں را پیشوا

حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کا حسب ونسب (سادات گھرانے اور روحانی کمالات کے سبب) بہت بلند وبالا ہے۔ معرفت وطریقت کی دنیا میں، مشائخ کے بھی قائد وراہنما ثابت ہوئے ہیں۔

کشمیر میں تشریف آوری کے بعد حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک خانقاہ اور ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ انقلابات زمانہ اور صدیوں کا زمانہ بیت جانے کے باوجود وہ عمارات آج بھی محفوظ ہیں۔ جو آپ کی علمی وروحانی جلالت کا مظہر ہے۔ آپ کی خدمت میں طلباء اور متلاشیان حق حاضر ہوتے۔ چند سالوں میں آپ کے علمی وروحانی فیضان سے مالامال ہوکر واپس پلٹتے۔ اپنے علاقاجات میں درس وتدریس اور رشد وہدایت کا سلسلہ شروع کر دیتے۔

شمالی کشمیر، تبت اور کابل کے علاقوں میں اہل تشیع کے مراکز تھے۔ اہل تشیع جو روز بروز اپنے باطل عقائد ونظریات میں ترقی کر رہے تھے، آپ نے اہل تشیع کی سرکوبی کے لئے خصوصی توجہ فرمائی۔

آپ نے حضرت ملا ابوالحسن اور ملا داؤد کشمیری رحمہما اللہ تعالیٰ دونوں کو ان علاقہ جات میں تبلیغ دین اور فروغ عقائد اہل سنت کے لیے بھیجا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل، آپ کے تصرف اور دونوں علماء کی جہد مسلسل سے مذکورہ علاقہ جات میں شاتمان صحابہ کا جنازہ نکل گیا اور عقائد اہل سنت کو خوب فروغ حاصل ہوا۔ اکثر لوگوں نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سے وابستہ ہونے کی سعادت حاصل کی۔

حضرت ملا ابوالحسن رحمہ اللہ تعالیٰ نے شمالی کشمیر کے علاقہ میں ایک خوبصورت اور وسیع وعریض مسجد تعمیر کروائی۔ علاقہ کی مشہور شخصیت شیر خاں کے لڑکے ابدال خاں کو زیور تعلیم وتربیت سے آراستہ کر کے اپنی ارادت میں قبول کیا۔ پھر اسی مرکزی مسجد کا امام وموذن تعینات کیا۔ احناف کے طریق کے مطابق خطبہ جمعۃ المبارک میں پہلی مرتبہ اظہار عقیدت ومحبت اور حصول خیر وبرکت کے لیے خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اسماء گرامی لیے جانے لگے۔

مسجد میں باقاعدہ نماز پنجگانہ ہونے لگی۔ علاقہ کی کسی شخصیت میں قوت نہیں تھی کہ وہ یہ بابرکت نام استعمال کرنے سے روک سکتے۔ اہل سنت و جماعت کو مزید ترقی و عروج حاصل ہونے پر مذکورہ مسجد میں دو موذن تعینات کیے گئے۔ حضرت ملا ابوالحسن رحمہ اللہ تعالیٰ کی واپسی پر ابدال خاں نے حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ سے اظہار عقیدت ومحبت کرتے ہوئے کچھ تحائف اور ایک خط ارسال کیا تھا۔(۱)

کشمیر میں آنے کے بعد حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسلاف کے طریق کے مطابق ۱۰۱۲ھ میں اپنی خانقاہ اور مدرسہ کے ساتھ ایک مسجد بھی تعمیر کروائی تھی۔ جس پر پچیس ہزار روپے خرچ آئے تھے۔ خانقاہ کا نام ''فیض پناہ نقشبندیہ'' رکھا گیا۔ لیکن اہل کشمیر اسے ''خانقاہ نقشبندیہ'' کے نام سے پکارتے تھے۔ محلّہ کا نام ''سکندر پور'' تھا لیکن اہل عقیدت آپ کی نسبت سے اسے ''بازارِ خواجگان'' کہتے، بعد میں اس کا نام ''خواجہ بازار'' مشہور ہو گیا۔(۲)

حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خانقاہ، مدرسہ اور مسجد میں شبانہ روز درس و تدریس، تعلیم وتربیت اور تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا۔ ہزاروں لوگوں کو ظاہری و باطنی علوم ومعارف کے زیور سے آراستہ کیا۔ جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے اہل سنت و جماعت کو فروغ عطا فرمایا۔ اولیاء کرام کے طریق کے خلاف عقائد ونظریات رکھنے والے کو غیر سنی قرار دیا جاتا تھا۔

حضرت خواجہ یعقوب چرخی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: یہ بات واضح رہے کہ حضرت خواجہ خضر اور حضرت خواجہ الیاس علیہما السلام اور دیگر حاضر و غائب تمام اولیاء کرام اہل سنت سے متعلق ہیں۔(۱)

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ہمارے طریق کا دارومدار تین چیزوں پر ہے: (1) اہل سنت کے عقائد پر استقامت (2) دوام آگاہی (3) عبادت۔ ان میں سے کسی ایک سے بھی انحراف کرنے والا اہل سنت سے خارج ہو جاتا ہے''۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''انسان کے اہل سنت و جماعت کے

عقائد رکھنے کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ اسے آخرت کی کامیابی اور نجات کا پروانہ حاصل ہو۔ اہل سنت و جماعت کے خلاف عقیدہ رکھنا زہر قاتل ہے۔ موت اور دائمی عذاب کا باعث ہے۔ کسی کے عمل میں نقص ہو تو نجات کی امید ہو سکتی ہے لیکن عقیدہ میں نقص ہو تو اس کی بخشش کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی"۔

اکابر و مشائخ کے ان ارشادات سے جہاں اہل سنت و جماعت اور عقائد اہل سنت کی اہمیت و افادیت واضح ہوتی ہے وہاں یہ بات بھی عیاں ہو رہی ہے کہ "صراط مستقیم" پر صرف اہل سنت ہی ہیں۔ یہی انبیاء کرام، صحابہ عظام، اور صالحین کا راستہ ہے۔ اس راستہ سے ہٹ کر کوئی شخص نہ روحانی ترقی کر سکتا ہے، نہ ولی بن سکتا ہے اور نہ جنتی بن سکتا ہے۔

شیعہ فسادات اور مذہبی و سیاسی کشمکش سے کشمیر کا امن تباہ ہو گیا تھا۔ ایسے حالات میں حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کشمیر میں امن و آشتی کی فضا قائم کرنے کے لیے کوشاں تھے۔ اس سلسلے میں سیاسی شخصیات کو مفید و نافع مشوروں سے نوازتے تھے۔ ان شخصیات میں اکثر آپ کے عقیدت مند تھے۔ چند ایک کے اسماء گرامی یہ ہیں: ملا عثمان مستو، شمس گنائی، حاجی طوسی، محمد جان بیگ، ملا ابراہیم، ملا عبدالنبی، ملا عبداللہ غازی اور عبداللہ بیگ وغیرہ۔ ان حضرات کی خواہش کے مطابق آپ سیاسی مشوروں سے نوازتے تھے۔ ایک دفعہ حاکم کشمیر نے حسین شاہ چک گرفتار کر لیا۔ اس صورتحال سے لوگ بہت پریشان ہوئے۔ لوگ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حاکم کشمیر کی رہائی کے لیے دعا کرنے کے بارے میں درخواست کی۔ آپ نے ان کی دلی خواہش کے مطابق دعا کی تو اسے رہائی حاصل ہو گئی۔

حضرت خواجہ خاوند محمود المعروف حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ نے مختصر عرصہ تک "آگرہ" میں بھی قیام کیا۔ حسب معمول آپ نے وہاں بھی درس و تدریس، تعلیم و تربیت، وعظ و تبلیغ، رشد و ہدایت اور فروغ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے لیے شبانہ روز کوشاں رہے۔ کثیر تعداد میں لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوئے اور آپ کی اردات میں داخل ہوئے۔ یہاں اردات میں داخل

ہونے والی اہم شخصیات کے اسماء گرامی یہ ہیں: حضرت خواجہ عبدالرحیم نقشبندی، حضرت شاہ یحیٰ اور حضرت صوفی شاد مان وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ۔ انہوں نے نہ صرف آپ سے روحانی تربیت حاصل کی بلکہ خرقہ خلافت حاصل کرنے کی بھی سعادت حاصل کی۔

خان اعظم مرزا عزیز بھی آگرہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر ارادات میں داخل ہوا۔ وہ اکبر بادشاہ کا ہمعصر بلکہ رضاعی بھائی تھا۔ ان کی والدہ کی وفات پر اکبر غمزدہ ہوا اور تابوت کو خود کندھا بھی دیا۔ انہیں اکبر کی مخالفت کا سخت سامنا کرنا پڑا تھا۔ خان اعظم کی طرف سے نظریاتی وعقائد کے حوالے سے مخالفت کی بات اکبر بادشاہ تک پہنچی تو وہ نرم لہجے میں یہی جواب دیتا: میاں من و خان اعظم دریائے شیر حائل است۔'' (میرے اور خان اعظم کے درمیان انتقامی کاروائی سے دودھ کا رشتہ مانع ہے۔) حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ اور خان اعظم کے درمیان بھی کھل کر سیاسی گفتگو نہ ہوتی کیونکہ ہمہ وقت اکبر کے جاسوس موجود رہتے تھے۔ البتہ سیاسی گفتگو کا دائرہ صرف کشمیر پر اکبر کی فوج کشی اور باغیوں کی سرکوبی تک محدود رہتا تھا''۔

قیام کشمیر کے دوران کثیر تعداد میں لوگ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کے حلقہ درس میں داخل ہوتے اور معارف ظاہری وباطنی کا استفادہ کرتے۔ علمی استفادہ کرنے والوں میں زیادہ مشہور دو شخصیات ہیں۔ (1) ابوالفقراء بابا نصیب الدین غازی (2) خواجہ نور محمد کلوکلا شوری رحمہما اللہ تعالیٰ۔

کشمیر میں ایک اہل ثروت ''پنڈت خاندان'' تھا۔ یہ خاندانی فیاضی، سخاوت اور مہمان نوازی کے باعث شہرت رکھتا تھا۔ اس خاندان کے اکثر لوگ آپ کی ارادت میں داخل تھے۔ آپ سے نہایت درجہ کی عقیدت ومحبت رکھتے تھے۔ انہوں نے آپ سے روحانی تعلیم وتربیت حاصل کی۔ کشمیر چھوڑ جانے یا آپ کے وصال کے بعد وہ آپ کے لخت جگر وجانشین حضرت سید معین الدین ہادی نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہو کر فیوض وبرکات سمیٹتے رہے۔ خواجہ اوتر پنڈت خانقاہ کے حوالے سے آپ کا ہمسایہ تھا۔ وہ آپ سے عقیدت

رکھتا تھا اور آپ کی بھی ان پر بے شمار عنایات اور شفقتیں تھیں۔ اسی خاندان کے ایک مشہور بزرگ عطار پنڈت رحمہ اللہ تعالیٰ گزرے ہیں، جو حضرت بابا داؤد خاکی کشمیری رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلفاء میں شمار ہوئے تھے۔

شاہجہاں کو حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ سے خاص عقیدت ومحبت تھی۔ لاہور میں بھی حسب معمول خانقاہ، مدرسہ اور مسجد تعمیر کروائی۔ پھر درس وتدریس، وعظ وتبلیغ اور فروغ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں مصروف ہوگئے۔ لاہور شہر کے علماء فضلاء اور مشائخ آپ کے حلقہ میں شامل ہوکر علمی وروحانی فیضان حاصل کرنے لگے۔ جمعۃ المبارک کے موقع پر بھی آپ علمی وروحانی اور تربیتی خطاب فرماتے۔

شاہجہاں علم وعلماء کا قدردان تھا۔ انہوں نے اپنے دور میں علوم اسلامیہ کو فروغ دیا اور ذاتی دلچسپی لیتے ہوئے دینی مدارس کے قیام کی سرپرستی کی۔ بقول محمد صدیق دہلوی کشمیری ہمدانی (مصنف طبقات شاہجہاں) لاہور سے پشاور تک ہر گاؤں میں دینی مدرسہ قائم تھا۔ جن میں دین کی آزادانہ تعلیم دی جاتی تھی۔

اس دور میں فروغ علوم ومعارف کے لیے جن مدارس نے لاہور کی سرزمین پر خدمات انجام دیں ان کا مختصر تعارف ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

﴿1﴾ **مدرسہ دائی لاڈو:** لاڈو شاہجہاں کی دایہ تھی۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند اور متقیہ خاتون تھیں۔ مشہور بزرگ حضرت شیخ سلیم چشتی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ارادت میں داخل تھیں۔ لاہور کے محلّہ ''تلہ'' کے محلات میں رہائش پذیر تھیں۔ موجودہ دور میں اسی محلّہ کا تعین ''بھارت بلڈنگ'' ''میو ہسپتال'' ''سرائے رتن چند'' کے علاقہ جات کو ملانے سے کیا جاسکتا ہے۔ مرشد گرامی کی تربیت کا اثر تھا کہ مائی لاڈو نے ایک خوبصورت مسجد بنوائی اور مسجد سے متصل ایک مدرسہ بنوایا۔ مدرسہ کے ساتھ ایک باغ بھی تھا۔ مدرسہ کے مہتمم شیخ عصمت اللہ صاحب تھے۔ جو صدر مدرس کی حیثیت سے بھی خدمات سرانجام دیتے تھے۔ ناظم لاہور نواب زکریا خاں کے زمانہ تک یہ

مدرسہ قائم رہا۔ سکھوں کے قابض ہونے پر مدرسہ شہید کر دیا گیا۔ ۱۸۵۶ھ میں اپنی حویلی کی تعمیر کے وقت رئیس لاہور تن چند داڑھی والے اس تباہ شدہ مدرسہ کی اینٹیں اپنے استعمال میں لاتے رہے۔

﴿2﴾ **درس میاں وڈا:** یہ مدرسہ محلّہ ''تیل واڑہ'' لاہور میں قائم کیا گیا۔ یہ محلّہ مغل شہزادوں کے باغات اور محلات کا علاقہ تھا۔ اس کے بانی حضرت میاں محمد اسماعیل سہروردی رحمہ اللہ تعالیٰ تھے۔ جو حضرت شیخ عبدالکریم رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرید و خلیفہ تھے۔ صاحب تصرف وکرامت بزرگ تھے۔ تاحیات نہایت خلوص ومحبت سے تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ اس ادارہ میں قرآن، حدیث، فقہ، اصول حدیث اور دوسرے علوم وفنون کی تعلیم دی جاتی تھی۔ ۱۶۳۰ء میں حضرت میاں محمد اسماعیل سہروردی رحمہ اللہ تعالیٰ نے وفات پائی۔ مدرسہ کے ایک گوشہ میں مدفون ہوئے۔ مدرسہ کے کمرے اب تک موجود ہیں۔ اس وقت ''درس میاں وڈا'' محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے۔

﴿3﴾ **مدرسہ میانی صاحب:** چوبرجی، لاہور سے چند فرلانگ کے فاصلے پر برلب فیروز پور روڈ (نزد مزنگ) لاہور میں میانی صاحب کا قبرستان ہے۔ حضرت خواجہ محمد طاہر بندگی نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ (خلیفہ مجاز حضرت مجدد الف ثانی) نے اس قبرستان میں ''مدرسہ میانی صاحب'' کے نام سے قائم کیا۔ جو عرصہ دراز تک فروغ علوم وفنون معارف کی خدمات انجام دیتا رہا۔ حضرت خواجہ محمد طاہر بندگی نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ خود اس مدرسہ میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ انہوں نے ۱۶۳۰ء میں وصال پایا، مدرسہ سے متصل قبرستان میں مدفون ہوئے۔

﴿4﴾ **مدرسہ خیر گڑھ:** اکبر اعظم کے زمانہ میں ''شاہو گڑھی'' (علامہ اقبال روڈ، لاہور) کے علاقہ کو ''شیخو گڑھی'' کہا جاتا تھا۔ جسے شہزادہ سلیم کے نام سے آباد کیا گیا تھا۔ اسی علاقہ میں

مدرسہ ''خیر گڑھ'' قائم کیا گیا۔اس کے بانی علامہ ابوالخیر بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ تھے۔اس ادارہ میں خود تدریس وتبلیغ کی خدمات انجام دیتے رہے۔عرصہ دراز تک یہ مدرسہ فروغ علوم وفنون ومعارف میں مصروف رہا۱۷۲۳ء میں علامہ ابوالخیر بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے وفات پائی۔

﴿5﴾ **مدرسہ ابوالحسن تربتی:** علاقہ مغلپورہ لاہور میں یہ مدرسہ واقع تھا۔دورِ شاہجہاں میں نواب الحسن خانؒ وزیراعظم تھے۔وہ دینی ومذہبی ذوق رکھتے تھے۔اشاعت دین واسلام میں ذاتی دلچسپی لیتے تھے۔ ۱۶۴۱ء میں انہوں نے وفات پائی۔نواب صاحب نے بہت سی جائیداد بطور وراثت چھوڑی،نواب صاحب کی بیوی ''بیگم مخدومہ جہاں'' کے نام سے مشہور تھیں۔وہ اسلامی علوم ومعارف میں مہارت تامہ رکھتی تھیں۔وہ علم وعلماء کی قدردان تھیں۔انہوں نے اپنے شوہر کی روح کو ایصال ثواب کرنے کی غرض سے یہ مدرسہ قائم کیا۔اس مدرسہ میں علامہ حامد علی قادری رحمہ اللہ تعالیٰ درس وتدریس کی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ان کے وصال کے بعد حافظ رحمت اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ بھی تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔اب یہ مدرسہ ''ریلوے سٹور'' کی چاردیواری میں گھرا ہوا ہے۔

﴿6﴾ **مدرسہ شیخ بہلول:** مشہور بزرگ حضرت بہلول قادری رحمہ اللہ تعالیٰ اس مدرسہ کے بانی تھے۔جو درس وتدریس کی خدمات خود انجام دیتے تھے۔قاضی اسلم ہراتی اور ان کے صاحبزادے میر زاہد اسی مدرسہ کے فیض یافتہ تھے۔عرصہ دراز تک یہ مدرسہ علوم وفنون کی درس وتدریس میں مصروف رہا۔یہ مدرسہ تھل پورہ،لاہور کے قریب واقع تھا۔جو انقلاب زمانہ کی نذر ہو گیا۔

﴿7﴾ **مدرسہ ملا فاضل قادری:** مشہور ولی کامل حضرت ملا فاضل قادری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ملا فاضل قادری رحمہ اللہ تعالیٰ تاحیات اس میں تدریس فرماتے رہے۔آپ کے وصال کے بعد آپ کے شاگرد رشید مولانا شاہ شرف رحمہ اللہ تعالیٰ بھی درس

دیتے رہے۔ یہ ادارہ مدت دراز تک فروغ واشاعت علوم ومعارف میں مصروف رہا۔ استاد شاگرد دونوں کے مزارات مدرسہ سے متصل ہیں۔

﴿8﴾ **مدرسہ جان محمد سہروردی:** ''چوبچہ گزورام رائے اور گنبد نصرت جنگ'' لاہور کے درمیان ایک خوبصورت مسجد اور مدرسہ موجود ہے۔ اس مسجد کو ''قصاب خانہ'' کی مسجد کہا جاتا ہے۔ علامہ جان محمد سہروردی رحمہ اللہ تعالیٰ اس کے بانی تھے۔ جو تاحیات تدریسی خدمات بھی انجام دیتے رہے۔ وہ سلسلہ عالیہ سہروردیہ سے متعلق اور فیض یافتہ تھے۔ یہ مدرسہ صدیوں تک علوم وفنون کی اشاعت میں سرگرم رہا۔ علامہ نے ۱۱۶۷ھ میں وفات پائی۔ مدرسہ سے متصل مدفون ہوئے۔

﴿9﴾ **مدرسہ وزیر خاں:** حضرت حکیم علیم الدین انصاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۱۰۴۴ھ میں ''مسجد وزیر خاں'' لاہور کی بنیاد رکھی۔ انہوں نے ۱۰۵۱ھ میں اس مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ یہ مدرسہ لاہور کا مرکزی مدرسہ تھا۔ جس میں سینکڑوں طلباء کی خوراک، رہائش اور دیگر ضروریات کا اہتمام تھا۔ نواب وزیر خاں نے مسجد کے اخراجات پورے کرنے کے لیے بے پناہ جائیداد وقف کر رکھی تھی۔ یہ مدرسہ تاحال قائم ہے لیکن طلباء اور اساتذہ میں پہلے جیسا ذوق باقی نہیں رہا۔

﴿10﴾ **مدرسہ خولجہ بہاری:** یہ مدرسہ اندرون دہلی دروازہ، لاہور میں قائم ہوا۔ نواب سعد اللہ خاں اسی مدرسہ کے فیض یافتہ تھے۔ علامہ ملا فاضل رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی ادارہ سے علمی فیضان حاصل کیا۔ پھر حضرت میاں میر قادری رحمہ اللہ تعالیٰ کے دست اقدس پر شرف بیعت حاصل کر کے ولی کامل بنے۔ حضرت ملا خولجہ بہاری رحمہ اللہ تعالیٰ بیک وقت مفسر، محدث، فقیہہ اور شیخ طریقت تھے۔

ان مدارس کے علاوہ سرزمین لاہور میں کثیر تعداد میں مدارس تھے لیکن حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کے مدرسہ (بیگم پورہ، لاہور) کو امتیازی حیثیت حاصل تھی۔ آپ علوم وفنون کی

تعلیم کے ساتھ طلباء کی تربیت پر بھی خصوصی توجہ فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی توجہ سے طلباء نہ صرف علماء بنتے بلکہ اولیاء بن کر تبلیغ تدریس میں مصروف ہو جاتے۔ حلقہ ارادت میں داخل ہونے والے لوگوں کو بھی آپ قرآن وحدیث، فقہ وتفسیر اور دیگر علوم کی تعلیم دیتے تھے۔

اس بات پر جتنا بھی اظہار افسوس کیا جائے کم ہے کہ مورخین نے آپ کے مدرسہ کی انقلاب آفرین خدمات کو نظر انداز کر دیا۔ جس سے آپ کے علمی وروحانی فیض یافتگان کے اسمائے گرامی، ان کے قائم کردہ دینی مدارس کے ناموں، ان کی تدریسی خدمات کی تفصیل اور ان کی تصانیف مبارکہ کے بارے میں معلومات سے آج ہم عاری ہیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ آپ کے مدرسہ کا احیاء عمل میں لایا جائے، اس میں علوم وفنون کی تدریس کا آغاز کیا جائے اور آپ کے شرعی وصحیح جانشین آگے بڑھ کر آپ کے روحانی فیضان سے تشنگانِ معرفت کے دلوں کو سیراب کریں۔ یہ انقلابی اقدام محکمہ اوقاف بھی کر سکتا ہے اور آپ سے عقیدت وارادت رکھنے والی اہم شخصیات بھی کر سکتی ہیں۔

حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ نے تبلیغ اور درس وتدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ مورخین اور تذکرہ نویسوں کی غفلت کا نتیجہ ہے کہ آج ہمارے سامنے آپ کی تحریری خدمات کی تفصیل موجود نہیں ہے۔ حضرت خواجہ معین الدین ہادی نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بیان کے مطابق ''رسالہ محمودیہ'' آپ کی مشہور تصنیف لطیف ہے۔ یہ ۱۰۲۵ھ میں تصنیف کی گئی۔ یہ کتاب آپ کے معمولات، افکار اور حضور اقدس ﷺ تک شجرہ مبارک پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کا ضمیمہ بھی تصنیف کیا گیا۔ اس کا سال تصنیف ۱۱۲۶ھ ہے۔ حضرت خواجہ محمد بن خواج وفائی رحمہ اللہ تعالیٰ اس کے مصنف ہیں۔ مصنف نے اس ضمیمہ میں حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ سے لے کر اپنے زمانہ تک خانودہ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کے مختصر مگر جامع احوال وآثار لکھے ہیں۔

آپ عالم ربانی شیخ طریقت اور مناظر اسلام تھے۔ اہل تشیع سے چند ایک مناظرے

بھی کیے۔ جن میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو کامیابی و نصرت سے ہمکنار فرمایا۔ آپ نے ردِ شیعیت کے حوالے سے ایک کتاب تصنیف فرمائی۔ جو انقلاب زمانہ کی نذر ہو گئی اور اب وہ نایاب ہے۔

آپ خطاطی میں بھی مہارت تامہ رکھتے تھے۔ سلطان الاولیاء حضرت سید علی بن عثمان المعروف داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اظہار عقیدت کرتے ہوئے آپ کی تصنیف لطیف ''کشف المحجوب'' کی کتابت فرمائی۔ اس کے حاشیہ پر علامہ عبدالغفور لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی شرح کشف المحجوب کی بھی کتابت فرمائی۔ اس نسخہ کی کتابت یک شنبہ ربیع الثانی ۱۰۱۴ھ بوقت دو پہر مکمل ہوئی۔ یہ مخطوط خوشنما اور دیدہ زیب ہے۔ 495 صفحات پر مشتمل ہے۔ ہر صفحہ پر انیس (19) سطریں ہیں اور تقطیع 6x7 ہے۔ ابتدائی صفحات نقش و نگار سے مزین ہیں۔ کتاب کی خوبصورتی برقرار رکھتے ہوئے تمام ابواب، فصول اور عنوانات کے لیے سرخ روشنائی استعمال کی گئی ہے۔ مخطوط نادر خطاطی کا نمونہ ہے۔ اس کے آخری صفحہ کے اختتام پر سال کتابت بایں الفاظ درج ہے۔ تمام شد بتاریخ ماہ ربیع الثانی ۱۰۱۴ھ بروز یک شنبہ بوقت دو پہر''۔ (اس کتاب کی کتابت بتاریخ ربیع الثانی ۱۰۱۴ھ بروز یک شنبہ دو پہر کے وقت مکمل ہوئی) اسی صفحہ کے بائیں کونے پر بطور کاتب اپنا مکمل نام مع اسماء والد گرامی و مرشد کامل بایں الفاظ فرمائے:

''کاتب کتاب کشف المحجوب بندہ ضعیف خواجہ خاوند محمود ابن خواجہ شریف است، مرید قطب العالمین خواجہ محمد اسحاق قدس سرہ''۔ (قطب العالمین حضرت خواجہ محمد اسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ کا مرید ناچیز خواجہ خاوند محمود ابن خواجہ شریف کتاب ''کشف المحجوب'' کا کاتب ہے)۔ اسی اختتامی صفحہ کے دائیں کونے پر عربی کا یہ شعر درج ہے:

یلوح الخط فی قرطاس دھرا

وصاحبہ رمیم فی التراب

(کاغذ پر تحریر جگمگاتی رہے گی جبکہ اس کا کاتب سپرد خاک ہو چکا ہوگا)

کاش اہل سنت کا کوئی اشاعتی ادارہ اس نسخہ کی بازیافت اور اشاعت کا اہتمام کرے۔

اس طرح علمی وروحانی ورثہ ہمیشہ کے لیے محفوظ ہوسکتا ہے۔

علاوہ ازیں آپ نے قرآن کریم کی بھی خطاطی فرمائی۔ پندرہ پارے نسل بعد نسل مشہور ولی کامل حضرت شاہ عبدالقدوس کنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۹۲۵ھ) کے خاندان میں محفوظ تھے۔ انہوں نے حصول برکت کے لیے وہ اپنی دختر کے جہیز میں دیئے تھے۔ اس خاندان نے باقی پندرہ پاروں کی بازیافت کے لیے خوب کوشش کی۔ اس سلسلہ میں وہ آستانہ عالیہ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ بیگم پورہ، لاہور میں بھی حاضر ہوئے لیکن انہیں اپنے مقصد میں کامیابی نہ ہوسکی۔

پانچواں باب

حضرت خواجہ خاوند محمود المعروف حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ صاحب بزرگ تھے۔ آپ کی کرامات کثیر ہیں۔ جن میں سے چند ایک ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

بارانِ رحمت کا نزول:۔ آپ کی دعا سے صاف وشفاف آسمان پر بادل چھاگئے اور بارش کا نزول ہوا۔ اس کی تفصیل کچھ یوں بیان کی جاتی ہے کہ ایک دفعہ آپ اپنے خدام اور احباب کے ہمراہ سرزمین کشمیر سے ''روستاق'' تشریف لے جارہے تھے۔ رمضان المبارک کا مہینہ تھا۔ شدید گرمی کے سبب ساتھیوں کو روزہ کے باعث بھوک اور پیاس خوب پریشان کررہی تھی۔ خدام نے آپ کے حضور عرض کیا، کہ دعا فرمائیں، اللہ تعالیٰ بارش نازل فرمادے تاکہ ہمیں سکون حاصل ہوجائے اور گرمی سے نجات مل جائے۔ آپ نے دعا فرمائی تو فوراً بادل چھاگئے۔ خوب بارش ہوئی اور مغرب تک آسمان پر بادل چھائے رہے حتیٰ کہ مسافر قافلہ اپنی منزل مقصود تک پہنچ گیا۔

حیاتِ نو حاصل ہونا:۔

آپ کی دعا اور توجہ باطنی سے حیات نو حاصل ہوگئی۔ ایک دفعہ آپ کا خادم شرف

بیگ کابل روانہ ہونے کے لیے حصول اجازت کی غرض سے حاضر خدمت ہوا۔آپ نے اجازت دینے کے ساتھ ساتھ ایک کام بھی ذمہ لگا دیا۔جس کے کرنے میں ان سے غفلت ہو گئی۔جس سبب حضرت کو دلی پریشانی ہوئی۔واپسی پر شرف بیگ بخار کا شکار ہو گیا اور تین مہینے مسلسل علاج کروانے کے باوجود صحت یاب نہ ہو سکا۔ان کا بھائی عوض بیگ دعا صحت کرانے کی غرض سے حاضر خدمت ہوا۔آپ نے ارشاد فرمایا:"اگر خدا نے چاہا تو شفاء ہو جائے گی۔ خدام نے خیال کیا کہ آپ نے دعا صحت نہیں فرمائی۔شرف بیگ کی رہائشگاہ آپ کی خانقاہ کے پڑوس میں تھی۔رات کے وقت اچانک رونے کی آواز بلند ہوئی۔یہ آواز شرف بیگ کے انتقال کے سبب تھی۔متوفی کا بھائی عوض بیگ دوبارہ خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور آپ کے قدموں میں گر کر رو دیا۔عرض کیا'حضور! حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند مردوں کو زندہ کر دیتے تھے، آپ بھی میرے بھائی کو زندہ کر دیں۔آپ نے مسکرا کر فرمایا: عوض بیگ! گھر جاؤ شاید شرف بیگ زندہ ہو۔آپ کے فرمانے پر رونے کی آواز اچانک بند ہو گئی۔اطلاع ملی کہ شرف بیگ اٹھ کر بیٹھ گیا ہے اور اس کا مرض بھی مکمل طور پر ختم ہو گیا۔

گستاخی کی عبرتناک سزا:۔

اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کرام کے گستاخ کو عبرتناک سزا دیتا ہے تاکہ آئندہ دوسرے لوگوں کو ایسی حرکت کی جراءت نہ ہو۔آپ کے گستاخ حاکم شہر"وخش" باقی بیگ کو بھی گستاخی کی عبرتناک سزا ملی۔ایک مرتبہ آپ بخارا سے"وخش" تشریف لے گئے اور حاکم"وخش" کی مجلس میں تشریف فرما ہوئے۔باقی بیگ (حاکم وخش) عظمت اولیاء کا منکر اور گستاخانہ ذہنیت کا مالک تھا۔مجلس میں جب اس کی نظر آپ پر پڑی تو وہ گستاخانہ لہجے میں آپ سے یوں مخاطب ہوا:"یہ لوگ جو خواجہ زادہ کہلاتے ہیں وہ درحقیقت لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ان کے ناک کان کاٹ کر تشہیر کرنی چاہیے۔میں باقی بیگ نہیں اگر ایسا نہ کروں۔آپ نے برسرِ محفل اس گستاخ نے

مخاطب ہو کر یوں فرمایا: ''مجھے اُمید ہے کہ ایک دن ایسا آئے گا کہ تیرے ناک، کان، کاٹے جائیں گے''۔ ولی کامل کی زبان سے نکلے ہوئے کلمات پورے ہوئے۔ وہ اس طرح کہ شہر بخارا کے حاکم عبداللہ خاں کا میر شکار شاہی باز لے کر ''وخش'' میں آیا اور اس سے کوئی حرکت سرزد ہوگئی۔ جس کے سبب باقی بیگ نے اسے خوب پٹوایا اور شاہی باز کو مروا دیا اور ذلیل وخوار کر کے ''وخش'' سے نکال دیا۔ جب اس حادثہ کی اطلاع حاکم بخارا تک پہنچی تو وہ غصہ میں آگیا۔ اپنے آدمیوں کے ذریعے باقی بیگ (حاکم وخش) کو اپنے دربار میں طلب کیا۔ اس کی ناک اور کان کاٹنے کا حکم دیا، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

ملکہ نور جہاں کا صحت یاب ہونا:۔

آپ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے لاعلاج مریض کو شفاء عطا فرمائی۔ ایک دفعہ جہانگیر کی بیوی ملکہ نور جہاں شدید علالت کا شکار ہوگئی۔ علاج معالجہ کے باوجود صحت یاب نہ ہوئی۔ حتیٰ کہ بچنے کی اُمید ختم ہوگئی اور جہانگیر بھی مرض میں مبتلا ہوگیا۔ بادشاہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دعا صحت کے لیے عرض کیا۔ آپ نے جہانگیر کے جواب میں فرمایا:

''دونوں میں سے ایک اچھا ہو جائے گا''۔ آپ کی دعا سے ملکہ نور جہاں فوراً صحت یاب ہوگئی، جبکہ بادشاہ چند دنوں بعد وفات پا گیا۔

دل کے راز پر مطلع ہونا:۔

اولیائے کرام خدام کے رازوں پر مطلع ہو کر ان کو ظاہر کر دیتے ہیں۔ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی کشف صریح کے ذریعے خدام کے مجمع میں ایک خادم کے دلی راز کو ظاہر فرما دیا۔ کشمیر کے مشہور شاعر ''ملا ذہنی'' کا بیان ہے کہ ۱۰۱۶ھ میں جب حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ نے کشمیر میں اپنی خانقاہ کی بنیاد رکھی تو اس موقع پر میں نے ''قطعہ تاریخ تاسیس'' تحریر کیا۔ وہ قطعہ جیب میں ڈال کر سنانے کی غرض سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، خدام اور عقیدت

مندوں کی کثرت کے باعث ''قطعہ تاریخ'' سنانے کا موقع نہ ملا۔ پھر اس خیال سے کہ آئندہ حاضری کے موقع پر قطعہ سنانے کی سعادت حاصل کروں گا۔ آپ سے رخصت لے کر واپس روانہ ہوا۔ میں چند قدم چلا تھا کہ آپ نے مجھ سے مخاطب ہو کر بلند آواز سے یوں فرمایا: اے اخواند! جیب میں جو تو نے رکھا ہوا ہے وہ مجھے کیوں نہ دیا۔ اسوقت سے بہتر اور کونسا موقع ہوگا؟ میں خوشی سے واپس پلٹا اور آپ کے ارشاد کی تعمیل میں قطعہ تاریخ پیش کر دیا۔ آپ سن کر بہت خوش ہوئے اور ظاہری و باطنی دعاؤں سے خوب نوازا۔ وہ تاریخ یہ ہے:

حضرت خواجہ آں شاہ دین دار	کز اں یافت دولت سرمد
طرفہ شاہے کہ دادش ایزد پاک	از فنا تاج واز بقائے مسند
ذات قدسش کہ زندہ می دارد	دین یزداں وسنت احمد
در ہم کار و در ہم حالت	یابد از شاہِ نقش بند مدد
خانقاہے لطیف کرد بنا	کہ برآں می برد سپہر حسد
آسماں گل کش وقضا معمار	خشتش از قرض مہر و ماہ سزد
در فضائش کہ نو بہار صفا است	بوئے صدقش نسیم مہر وزد
گفت تاریخ سال آں ذہنی	''خانقاہے عجب لطیف آمد''

حضرت خواجہ (حضرت ایشاں) رحمہ اللہ تعالیٰ دین کے بادشاہ ہیں کیونکہ انہوں نے شروع ہی سے دائمی دولت پائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اشارہ فرمایا کہ فنا سے تاج اور بقا سے مقام۔ ان کی پاک ذات اللہ کا دین اور سنتِ مصطفیٰ ﷺ رکھتی ہے۔ ہر کام اور ہر حالت میں وہ شاہ نقشبند حضرت خواجہ سید علاء الدین نقشبند رحمہ اللہ تعالیٰ سے فیض حاصل کرتے ہیں۔ انہوں نے ایسی خوبصورت خانقاہ تعمیر کی ہے جس پر آسمان بھی رشک کرتا ہے۔ آسمان اس پر پھول برساتا ہے اور تقدیر اس کی ترقی چاہتی ہے۔ اس کی اینٹیں چاند اور سورج کی حقدار ہیں۔ اس کی صفات بیان سے باہر ہیں۔ اس کی صداقت کی خوشبو بادِ نسیم (صبح کی خوشبودار ہوا) ہے۔ ملا ذہنی

(نام شاعر) نے تاریخ سال تعمیر خوبصورت بتائی ہے ۱۰۱۶ھ۔

ملا صالح لاہوری کا دنیا سے باایمان رخصت ہونا:۔

حضرت خواجہ معین الدین ہادی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کے قیام لاہور کا واقعہ ہے کہ آپ نماز عید ادا کرنے کیلئے عید گاہ میں تشریف لے گئے۔ لاہور کا ممتاز عالم دین ملا صالح لاہوری (جو "ابر" کے لقب سے مشہور تھے)۔ نماز عید پڑھانے والے تھے۔ حاکم لاہور کی آمد کے انتظار میں نماز عید کی ادائیگی میں تاخیر ہوگئی۔ لوگوں میں گفتگو شروع ہوگئی کہ نماز عید کا آخری وقت کب تک ہے؟ آپ ولی کامل اور عالم ربانی تھے۔ اس لیے آپ نے جواب دیا: نماز عید کا آخری وقت زوال تک ہے۔ آپ کے جواب سے ملا صالح لاہوری غضبناک اور اپنے آپ سے باہر ہو کر بے ادبی اور گستاخی پر اتر آئے۔ آپ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے ملا ابر! تم اپنی زندگی کے سورج کو موت کے ابر (بادل) کے نیچے آجانے سے کیوں نہیں ڈرتے؟ ملا صالح لاہوری نماز سے فارغ ہو کر اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور اپنے گھر کی طرف روانہ ہوگئے۔ راستہ میں گھوڑے کا پاؤں پھسلنے پر وہ گھوڑے سے گر گئے اور ان کی گردن ٹوٹ گئی۔ بڑی تکلیف ومشقت سے گھر تک پہنچے۔ انہوں نے اس پریشان کن حادثے کو حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کی گستاخی کا نتیجہ خیال کیا۔ انہوں نے اپنے دو رفقاء نورالدین قاضی لاہوری اور امیر حسین شیخ الاسلام کو آپ کی خدمت میں معافی کی غرض سے بھیجا۔ دونوں علماء نے حاضر خدمت ہو کر ملا صالح لاہوری کی طرف سے بے ادبی معاف کرنے کی درخواست کی اور ان کی صحت یابی کے لیے دعا کرنے کی التجاء کی۔ آپ نے جواب میں فرمایا تیر کمان سے باہر نکل چکا ہے جواب واپس نہیں آسکتا۔ میں اگر راضی بھی ہو جاؤں تو خواجگان راضی نہیں ہوتے۔ پس ہمیں صرف "ملا" کی سلامتی کے لئے فاتحہ خوانی کرنی چاہیے۔ ان الفاظ کے ساتھ ہی آپ نے فاتحہ خوانی کے لیے ہاتھ اٹھالئے اور فاتحہ خوانی کی۔

پھر آپ نے فرمایا:

''ملا صالح دنیا سے بسلامت گئے ہیں''۔

دوسرے ہی دن ملا صالح لاہوری دنیا سے رخصت ہو گئے۔

آپ پر خون بہا کا دعویٰ:۔

جہانگیر کی وفات کے بعد شاہجہان براجمان تخت ہوا۔ جہانگیر کی طرح وہ بھی صوفیاء کرام بالخصوص حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کے معتقد اور خدمتگار تھے۔ البتہ ان کے درباری حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کی مخالفت کرتے، پریشان کرنے کے منصوبے بناتے اور عداوت ودشمنی کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ درباری دلی کدورت وکینہ پروری کے سبب حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ پر مختلف قسم کے الزامات عائد کرتے، اعتراضات کرتے اور ذہنی طور پر پریشان رکھنے کے لیے نئے نئے حربے استعمال کرتے۔ حتیٰ کہ آپ کی شان کے خلاف گستاخانہ الفاظ استعمال کرتے۔ آپ کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ آپ ٹھنڈے دل سے یہ سب کچھ برداشت کرتے رہے لیکن جب معاملہ حد سے تجاوز کر گیا تو آپ کی طبیعت میں بھی جلال کا انقلاب رونما ہوا۔ مخالفین کا سرغنہ محمد حسن (جو ممتاز عالم تھا اور اولیاء کرام کا گستاخ و بے ادب بھی) زمین پر منہ کے بل گر کر ہلاک ہو گیا۔ اس حادثہ سے مخالفین نے موقع پا کر آپ کو قاتل قرار دے دیا اور آپ پر خون بہا کا دعویٰ کر دیا۔ درباریوں کی کینہ پروری اور مخالفت کی تمام وجوہات تو واضح طور پر شاہجہاں تک نہ پہنچ سکیں لیکن کچھ شکایات ان تک پہنچ گئیں۔ شاہجہاں کو جب اس صورتحال کا علم ہوا تو انہوں نے آپ کو باعزت بری کرنے کا اعلان کر دیا۔

گستاخی کے نتیجہ میں عبرتناک سزا ملنا:۔

حضرت خواجہ معین الدین ہادی نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ حضرت ایشاں

رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال کے بعد شاہجہاں عقیدت ومحبت کا اظہار کرتے ہوئے آپ کے مزار پر عظیم الشان اور خوبصورت دربار بنانے کے بعد کشمیر روانہ ہوگیا۔ نواب خان دوران حاکم لاہور مقرر ہوا۔ جو مذہبا شیعہ تھا اور حضرت خواجہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے عداوت وبغض رکھتا تھا۔ (کیونکہ حضرت خواجہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کشمیر سے لے کر لاہور [پنجاب] تک شیعیت کا تعاقب کیا تھا اور اہل تشیع مجتہدین کو مناظروں میں بار بار شکست دیکر ذلت وخواری کی نیند سلا دیا تھا)۔

حکومتی منصب سنبھالتے ہی اس نے بطور انتقام آپ کے دربار عالیہ کو شہید کرنے کا پختہ منصوبہ بنالیا۔ اپنے منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لیے مجھے اپنے پاس طلب کیا اور کہا: قبل ازیں اولیاء نقشبندیہ کے کسی مزار پر اس نوعیت کا دربار نہیں بنایا گیا۔ تم اپنے اسلاف کے طریقہ کے خلاف عمل کرتے ہوئے اپنے والد گرامی کے مزار پر دربار تعمیر کرادیا ہے۔ اس لیے میری خواہش ہے کہ میں اسے مسمار کردوں۔ میں نے انہیں جواب دیا، میں نے کہا: "صاحب دربار کو تم مردہ خیال نہ کرو۔ اگر تم میں طاقت ہے تو دربار عالیہ کو گرادو"۔ اس گفتگو کے چند دن بعد نواب خاں دوران لاہور سے سوار ہوکر اپنی دیہاتی جاگیر کی نگرانی کے لیے روانہ ہوا۔ دوپہر کے وقت شالامار باغ، لاہور کے پاس ٹھہرا۔ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کی خانقاہ کے ایک خادم نے خانقاہ کے باغ سے کچھ انگور بطور تحفہ نواب خاں دوران کو پیش کیے۔ اس نے عداوت وبغض کے سبب انگور خود نہ کھائے اور درباریوں اور نوکروں میں تقسیم کردیئے۔ اس نے ازراہ طنز خادم سے کہا:

خواجہ معین الدین پسر خواجہ خاوند محمود رحمہ اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے کہ صاحب مزار مردہ نہیں ہیں۔ اگر وہ مردہ نہیں ہیں تو ان کی تدفین عمل میں کیوں لائی گئی؟ خادم جواب دیئے بغیر واپس خانقاہ میں آگیا۔ دوسرے دن خان دوران دوپہر کے وقت سوار ہوکر ہوشیار خاں کے تالاب کے قریب پہنچا تو اس کے اپنے ہی لڑکے، نے جو اس سے دلی عداوت رکھتا تھا، موقع پاکر اسے قتل کرڈالا۔

آپ کی عزت اور سلطان کشمیر کی ذلت میں اضافہ ہونا:۔

سیاحت و تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے حضرت ایشاں رحمۃ اللہ تعالیٰ سرزمین کشمیر میں پہنچے۔ عبدالرحمٰن نواب کے ہاں آپ قیام پذیر ہوئے۔ کیونکہ ان کے والدگرامی آپ کے پدر بزرگوار کے مرید خاص تھے۔ پیغام حق کے سبب آپ کی شہرت دوروا کناف میں پہنچی اور بے شمار لوگ حاضر خدمت ہوکر آپ کی ارادت میں داخل ہونے لگے۔ کشمیر کے اہل تشیع بہت متعصب تھے۔ وہ صورتحال دیکھ کر آپ کی مخالفت پر اتر آئے۔ انہوں نے خیال کیا کہ اگر آپ کی تبلیغ کا سلسلہ جاری رہا تو شعیت کا جنازہ نکل جائے گا اور سب لوگ اہل سنت و جماعت بن جائیں گے۔ انہوں نے باہمی اتفاق سے آپ کو شہید کرنے کا فیصلہ کرلیا لیکن انہیں اپنے مقصد میں کامیابی کے لیے دشواری پیش آرہی تھی۔ انہوں نے سلطان کشمیر محمد حسین جو اہل تشیع تھا، کو اس بات پر آمادہ کرلیا کہ وہ آپ کو کشمیر سے نکال دے۔ سلطان کشمیر نے آپ کو اپنے پاس طلب کیا اور آپ سے کہا: آپ نے تمام اہلِ تشیع کو اہلِ سنت بنادیا ہے اور آئندہ کے لیے بھی آپ نے یہ سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے۔ آپ کا یہ پروگرام ہمارے لیے قابلِ قبول نہیں۔ لہٰذا کشمیر سے نکل جائیں، ورنہ آپ کی جان کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ آپ نے سلطان کشمیر کو جواب دیا: جان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے وہ جب چاہے اسکو لے سکتا ہے لیکن تم جان کو نقصان پہنچانے کی قدرت نہیں رکھتے۔ اگر تم کشمیر سے ہمارے نکلنے پر مُصر ہو تو بہت اچھا ہے کیونکہ ہم بھی کسی اہلِ تشیع کی حکومت کے زیر سایہ رہنا پسند نہیں کرتے۔ البتہ یہاں سے روانگی کے لیے مجھے ایک مہینہ کی مہلت ضروری ہے۔ ایک مہینہ کے بعد از خود ہم یہاں سے روانہ ہوجائیں گے۔ اس گفتگو کے بعد آپ واپس تشریف لے آئے۔ سلطان کشمیر ایک مہینہ کی مدت گزارنے کا انتظار کرنے لگا۔ ابھی پندرہ روز گزرے تھے کہ قاسم خاں کی قیادت میں اکبر بادشاہ کی فوج کشمیر کے قریب پہنچ گئی اور سلطان کشمیر اپنی فوج بھی لے کر مقابلہ کے لئے روانہ ہوا۔ دونوں فوجوں کا "بارہ مولا"

پر مقابلہ ہوا۔ جس کے نتیجہ میں سلطان کشمیر کو شکست فاش ہوئی۔ اس کا بیٹا قتل ہو گیا اور خود پہاڑوں پر جا کر چھپ گیا۔ قاسم خاں نے اس کی گرفتاری کے لیے فوج روانہ کر دی۔ خطہء کشمیر پر قابض ہو کر اس کا نظام چلانے کے لئے ذاتی دلچسپی سے اہتمام وانصرام کیا۔ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ تصرف دیکھ کر اہلِ کشمیر کی آپ سے عقیدت میں مزید اضافہ ہوا۔

گستاخ کا تائب ہونا:۔

خطۂ کشمیر میں حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کا وجود اہلِ تشیع کے لئے پیغام موت تھا۔ اس لیے ان کے دل آپ کے خلاف عداوت، کدورت اور بغض سے معمور تھے۔ وہ لوگ آپ کو شہید کرنے کے منصوبے تیار کرنے لگے۔ نعمت علی نامی ایک شخص تھا جو بظاہر سنی کہلاتا تھا اور آپ کی خدمت میں عقیدت سے حاضر بھی ہوتا تھا لیکن حقیقت میں وہ شیعہ تھا۔ اس نے اہلِ تشیع سے کہا: اگر تم مجھے بطور انعام دس ہزار دینار دو تو میں آپ کو شہید کر سکتا ہوں۔ انہوں نے چندہ کر کے دس ہزار دینار جمع کیے اور ایک صراف (سنار) کے پاس جمع کرا دیئے۔ تاکہ مقصد کی تکمیل کے بعد نعمت علی کو پیش کر دیئے جائیں۔ نعمت علی نے آپ کی خدمت میں زیادہ آمدورفت کا سلسلہ شروع کر دیا۔ دلی طور پر وہ چاہتا تھا کہ اگر آپ اکیلے ملیں تو حملہ آور ہو کر آپ کو شہید کر دوں۔ ایک دن شام کے وقت آپ دولت خانہ زنانہ کی طرف اکیلے تشریف لے جا رہے تھے تو اچانک نعمت علی بھی آ گیا۔ اس نے اپنے مذموم مقصد کے حصول کا ارادہ کیا۔ اسے پردہ سے خنجر نکالتے آپ نے دیکھ لیا۔ اپنے تصرف سے فوراً آپ نے زمیندار کی شکل اختیار کر لی۔ اس نے حملہ آور ہونے سے قبل غور سے آپ کو دیکھا تو آپ نہیں تھے بلکہ ایک زمیندار معلوم ہوئے۔ اس نے حملہ کرنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ آپ نے ہاتھ سے خنجر چھین لیا اور فوراً اپنی اصل شکل میں آ گئے، اور اس سے مخاطب ہو کر کہا: اے نعمت علی! اب بتاؤ تمہارا کیا ارادہ ہے؟ چاہو تو تمہیں قتل کر دوں؟ یہ بات سن کر نعمت علی آپ کے قدموں میں گر گیا، معافی کا خواستگار ہوا اور

بدعقیدگی سے تائب ہوکر آپ کا مرید بن گیا۔

گستاخی کے باعث کوتوال کشمیر کو پھانسی کی سزا ہونا:۔

حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کا وجود مسعود کشمیر کے اہلِ سنت و جماعت کے لیے آنکھوں کا نور اور دل کا سرور تھا جبکہ اہل تشیع کے لئے حلق کا کانٹا تھا۔ اہل تشیع نے آپ کو راستہ سے ہٹانے اور شہید کرانے کی تحریک جاری رکھی۔ انہوں نے شیخ سکندر نامی کوتوال کشمیر کے ہاتھوں آپ کو شہید کرنے کی کوشش کی اور دس ہزار دینار بطور انعام دینے کا وعدہ کیا۔ اس نے اپنے مذموم مقصد میں کامیابی کی یقین دہانی کراتے ہوئے بڑی بہادری سے کہا: اس کام کو میں سرانجام دوں گا۔ اس نے نہایت رازداری سے آپ کے معمولات کا جائزہ لیا۔ آپ حسب معمول ایک رات کے آخری حصہ میں نماز تہجد کے لیے بیدار ہوئے اور وضو فرمانے لگے۔ شیخ سکندر پھرتی سے خانقاہ میں داخل ہوا۔ اس نے آپ پر تلوار سے حملہ کرنے کی کوشش کی تو اس کا ہاتھ شل ہو گیا اور اپنے مقصد میں ناکام رہا۔ اس پر خانقاہ میں سوئے ہوئے خدام بیدار ہو گئے۔ انہوں نے اسے گرفتار کرلیا اور رات بھر اسے خانقاہ میں قید رکھا۔ صبح ہونے پر اسے مجرم کی حیثیت سے حاکم کشمیر کے سامنے پیش کیا گیا۔ حاکم کشمیر کے حکم سے بطور سزا اسے پھانسی دی گئی۔ اس واقعہ کے بعد کشمیر میں شیعہ سنی فساد برپا ہوا۔ جس کے باعث بہت سے لوگ مارے گئے۔ سلطان جہانگیر کو اس صورتحال کا علم ہوا تو انہوں نے حضرت ایشان رحمہ اللہ تعالیٰ کو اپنے پاس بلایا اور آپ کا روزینہ بھی مقرر کر دیا۔

پندرہ دن قبل وصال کی خبر دینا:۔

اولیاء کرام بعض اوقات اپنے وصال کی خبر پیشگی دے دیتے ہیں۔ حضرت خواجہ خاوند محمود المعروف حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے خدام، متوسلین اور مریدین کی مجلس میں پندرہ روز پہلے اپنے وصال کی خبر دے دی تھی۔ جونہی مقرر کردہ سن اور وقت آیا تو آپ کا

وصال ہوگیا۔

غسل کے وقت عریانی حالت سے بچنا:۔

وصال کے بعد آپ کو غسل کے لیے تختہ پر لٹایا گیا تو غسال عدم توجہ کا شکار ہو گیا اور قریب تھا کہ آپ کا تہبند شرمگاہ سے اٹھ جاتا اور عریانی حالت پیدا ہو جاتی لیکن آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے چادر کو پکڑلیا اور عریانی کیفیت پیدا نہ ہونے دی۔ موقع پر موجود لوگوں نے جب یہ نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا تو سب بیک زبان پکار اٹھے کہ اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَایَمُوْتُوْنَ یعنی اللہ کے ولی واقعی مرتے نہیں ہیں۔ جب آپ کو قبر میں اتایا گیا تو لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ہونٹ حرکت کر رہے ہیں۔

حضرت خواجہ معین الدین ہادی نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے والد گرامی کے وصال کے حوالے فرماتے ہیں کہ میں والد گرامی (حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ) کی زندگی کے آخری دنوں میں کشمیر (سری نگر) میں مقیم تھا ۲۴، رجب ۱۰۵۲ھ کو آپ کا خط موصول ہوا۔ جس میں لکھا تھا کہ ”ترا وفرزندانِ ترا بخدا سپردیم“ (ہم آپ کو اور آپ کی اولاد کو خدا کے سپرد کرتے ہیں)۔ پڑھ کر بہت پریشان ہوئے۔ چٹھی رساں سے آپ کی صحت کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا: جب ہم لاہور سے روانہ ہوئے تو آپ بالکل تندرست اور بصحت تھے۔ اس کے آٹھ دن بعد معلوم ہوا کہ آپ علیل ہو گئے ہیں۔ اسکے آٹھ دن بعد آپ سال ہو گیا۔

حضرت خواجہ معین الدین ہادی نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال کا دن قریب آیا تو آپ نے اپنے خادم و مرید نواب افتخار الدین خاں سے فرمایا: پندرہ دن بعد ہم دارِ فانی سے دارِ بقاء کی طرف ہجرت کر جائیں گے۔ اس ارشاد عالیہ کے سولہویں دن غروب آفتاب کے وقت فرمایا: وقت تنگ ہے۔ نماز مغرب کا وقت ہونے پر نماز

ادا کی۔ نماز مغرب اور عشاء کی درمیان چند مرتبہ حضرت علامہ عبد الرحمٰن جامی رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ شعر پڑھا:

الٰہی غنچہ امید بکشا
گلے از روضہ جاوید بنما

(اے اللہ! میرا اصلی مقصد پورا کر۔ تو مجھے دائمی گلشن کے پھول کی خوشبو سے سرفراز فرما)

اکاسی (81) سال عمر پا کر ۱۲ شعبان المعظم ۱۰۵۲ھ مطابق ۲۶ اکتوبر ۱۶۴۲ء بروز بدھ حالت سجدہ میں آپ نے وصال فرمایا۔ خدام کی ایک جماعت نے غسل دینے کا قصد کیا۔ آپ کو خوشبو دار تختہ پر لٹایا گیا۔ لوگوں کی بے احتیاطی اور عدم توجہ کے سبب قریب تھا کہ عریانی (بے پردگی) کی حالت پیدا ہو جاتی۔ سب لوگوں نے اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا کہ آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنی چادر (تہبند) مضبوطی سے تھام لی۔ سب نے کہا: یہ بات حق ہے کہ اولیاء کرام مرتے نہیں ہیں بلکہ وہ زندہ ہوتے ہیں لیکن تم ان کی زندگی کا شعور نہیں رکھتے۔

حضرت مفتی غلام سرور لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے قطعہ تاریخ یوں بیان کیا:

حمد اللہ کہ در جنت مکان کرد — ولی بے ریا خاوند محمود
بسرور گفت رضوان ارتحالش — کہ ''قطب الاصفیاء'' خاوند محمود

آپ کی وفات کے وقت سلطانِ عصر شاہجہاں لاہور میں موجود تھا۔ وصال کی اطلاع پاتے ہی انہوں نے میراں سید جلال الدین صدر الصدور رحمہ اللہ تعالیٰ کو آپ کی تجہیز و تکفین کے لیے بھیج دیا۔

حضرت خواجہ معین الدین ہادی نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ صدر الصدور حضرت میراں سید جلال الدین رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ (حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ) کو لحد میں لٹا کر چہرہ انور سے کپڑا اٹھا کر زیارت کی تو ہونٹ حرکت کر رہے تھے یعنی آپ کچھ پڑھ رہے تھے۔

مصنف تاریخ لاہور کے مطابق دربار نواب زکریا خاں بہادر نے تعمیر کروایا تھا۔ سید

مصنف تاریخ لاہور کے مطابق دربار نواب زکریا خاں بہادر نے تعمیر کروایا تھا۔ سید محمد لطیف مصنف ہسٹری آف لاہور کے مطابق حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنا دربار عالیہ خود تعمیر کروایا تھا۔ یہ درست نہیں ہے کیونکہ درس وتدریس، وعظ وتبلیغ اور رشد وہدایت کو چھوڑ کر اپنے دربار کی تعمیر کروانے میں مصروف ہونا ایک ولی کامل کی شایان شان ہرگز نہیں ہوسکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ دربار عالیہ اور گنبد نواب سعد اللہ خاں (وزیر شاہجہاں) نے اپنی نگرانی میں تعمیر کرایا تھا۔

آپ کے مزار اقدس پر نصب شدہ تختی کی عبارت درج ذیل ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھوالباقی

مزار مُعلّٰی

جانب زبدۃ العارفین، قدوۃ السالکین، حجۃ الکاملین، امام العارفین۔

حضرت سید خواجہ خاوند محمود صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ۔

المشہور

حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ

تاریخ وفات: ۱۲ شعبان المعظم ۱۰۵۲ھ

دربار عالیہ انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور کی جانب مشرق محلّہ بیگم پورہ (باغبان پورہ لاہور) میں عظیم الشان۔ کشادہ اور فلک بو ہے۔ جس میں چبوترے پر تین بڑے مزارات ہیں۔ جانب مغرب آپ کا مزار ہے۔ جانب مشرق دو مزار ہیں۔ ایک حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ کا اور دوسرا حضرت سید محمود آغا رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔

دربار عالیہ ہشت پہلو، محرابی شکل اور قدیم طرزِ تعمیر کا ہے۔ دربار عالیہ کے گنبد پر جانے کے لئے ایک زینہ ہے۔ دربار عالیہ کے نیچے ایک تہہ خانہ ہے جس میں جانے کے لیے

ایک زینہ ہے۔اب وہ بند ہو چکا ہے۔تہہ خانے میں قبور ہیں جن کی تفصیل معلوم نہیں ہو سکی۔
دربار عالیہ میں داخل ہوتے ہی زائرین ایک خاص کیفیت محسوس کرتے ہیں۔دربار عالیہ کے دروازے کے دونوں اطراف میں امراء کابل اور چند عقیدت مندوں کی قبور ہیں۔جن میں سے چندایک کے اسماء گرامی یہ ہیں: بابا میاں محمد دین (باورچی)، مولوی حاکم علی (سابق پرنسپل اسلامیہ کالج، لاہور)، مہر محمد دین کاچھو، مہر جلال الدین کاچھو، میاں کریم بخش، منشی اللہ بخش، باباغلام محمد، میاں عبدالرشید (متولی)، مرزاغلام احمد اور مرزاغلام نقشبند وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ۔

سکھوں کے دور حکومت میں جہاں دیگر تاریخی مقامات مقدسہ کو برباد کیا گیا وہاں دربار عالیہ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ، آپ کی خانقاہ اور مسجد کو بھی نقصان پہنچایا گیا۔سنگ مرمر اتارلیا گیا اور اینٹیں اکھاڑلی گئیں۔مہاراجہ رنجیت سنگھ کے زمانہ میں دربار عالیہ کے پاس سردار گلاب سنگھ پھوونڈیہ نے چھاؤنی بنالی۔اس نے باغ برباد کر دیا۔علاوہ ازیں خانقاہ اور مسجد کی چاردیواری گرادی۔مزارات کی اینٹیں اکھاڑلیں اور تعویذات اتار لیے گئے۔سردار گلاب سنگھ نے دربار عالیہ کا فرش کھود کر بارود بھر کر تالا لگا دیا۔انگریز حکومت قائم ہونے پر انہوں نے بارود نکلوا کر دریائے راوی میں پھینکوادیا۔

حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کی اولاد سے ایک بزرگ حضرت خواجہ احد کشمیری رحمہ اللہ تعالیٰ کشمیر سے تشریف لائے۔انہوں نے مزارات، دربار عالیہ اور مسجد کی مرمت کروائی۔ پھر محمد بخش صحاف لاہوری کو متولی (نگران) بنا کر کشمیر واپس چلے گئے۔بعدازاں ۱۸۸۳ء میں انگریز حکومت نے رائے بہادر کنہیالال ایگزیکٹوانجینئر کی نگرانی میں مرمت کروائی۔

پھر ۱۹۰۰ء میں حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسجد اور دربار عالیہ کی مرمت کروائی۔

منشی محمد دین فوق کے مطابق انگریز دور میں مسلمانوں نے دربار عالیہ کو حکومتی تحویل سے واگذار کرانے کی کوشش کی۔اس سلسلے میں خاں بہادر محمد برکت علی خاں صدر انجمن

اسلامیہ پنجاب زیادہ متحرک تھے۔ مسلمانوں کی جہد مسلسل رنگ لائی ۲۵ مئی ۱۸۹۰ء میں ٹاؤن ہال لاہور خصوصی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں مسٹر ڈوئی سابق کمشنر نے یوں اعلان کیا: ''خانقاہ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ صاحب جو محکمہ نزول میں چلی آتی تھی، گورنمنٹ نے مہربانی فرما کر چودہ ایکڑ اراضی نزول سمیت خانقاہ مسلمانان پنجاب کے حوالے کر دی ہے'' اس پر مسرت اعلان کے موقع پر خاں بہادر برکت علی خاں، میاں شاہ دین ہمایوں جج چیف کورٹ (والد گرامی میاں بشیر احمد سابق سفیر ترکی) اور دیگر راہنماؤں نے شکریہ ادا کیا۔

دربار عالیہ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کی تولیت کی خدمات مختلف ادوار میں مختلف شخصیات کے حصہ میں آئی۔ حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے دور میں سجادہ نشین اور تولیت کی خدمات انجام دیتے رہے۔ آپ لاولد تھے اس لیے وصال کے بعد خدام کے متفقہ فیصلے کے مطابق آپ کا خادم و منظور نظر بابا کامل دین رحمہ اللہ تعالیٰ متولی بنے جبکہ انتظام والنصرام کی خدمات مرزا غلام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ انجام دیتے تھے۔ روزانہ صحنِ مسجد میں ختم خواجگان پڑھا جاتا تھا۔ وہ مسجد اور دربار عالیہ کی نگرانی و مرمت میں دلچسپی لیتے تھے۔ ان کے وصال کے بعد مولوی حاکم علی رحمہ اللہ تعالیٰ متولی بنے۔ انہوں نے دربار عالیہ کے گنبد پر شیشے کے ٹکڑوں کا ایک خوبصورت کلس لگوایا۔ جس سے دن کے وقت اور چاندنی رات میں شعاعیں منعکس ہوتی تھیں۔ آپ مہمان نواز، عابد و زاہد محبِ خلق خدا تھے۔ انہوں نے اپنی زندگی میں ہی حضرت میاں عبدلرشید رحمہ اللہ تعالیٰ کو متولی بنانے کا اعلان کر دیا تھا۔

صدر ایوب خان کے دور میں محکمہ اوقاف کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جس کے ذمہ اولیائے کرام کے دربار، تاریخی و قدیمی مساجد اور مقامات مقدسہ کی مرمت و حفاظت تھا۔ محکمہ اوقاف نے دربار حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ اور متصل مسجد کو بھی اپنی تحویل میں لے لیا۔ نہایت ذمہ داری اور عقیدت سے دربار عالیہ کی مرمت کروائی۔ مسجد کی مرمت کروائی اور ایک خوبصورت برآمدے کا اضافہ بھی کیا۔ اس طرح زائرین اور نمازیوں کی مشکلات دور ہو گئیں۔

اس دور کے چند عقیدت مندوں کے اسماء گرامی یہ ہیں: میاں محمد حسین باغبانپوری، مرزا غلام محمد، مخدوم صدر دین، مخدوم شیر شاہ، مخدوم راجن شاہ، مخدوم رضا شاہ، میاں عبدالمجید باغبانپوری، مولوی حاکم علی، مولوی باقر علی، میاں جلال الدین کاچھو، مولوی فیروز دین، میاں عبدالصمد، میاں شمس الدین، پیر آغا جان، میاں نذیر احمد کاچھو، میاں کریم بخش، میاں بشیر احمد کاچھو، سید ولی شاہ، اور میاں جمال زین وغیرہ۔ مقبرہ کے اندرونی حصہ کے نقش ونگار جو اپنی زرق برق کھو گئے تھے۔ انہیں دوبارہ نمایاں کیا۔ بیرونی حصہ کی گاہے بگاہے مرمت کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ مقبرہ سے متصل جانب جنوب ایک گراسی پلاٹ ہے جسے پھولدار پودوں اور درختوں سے مزین کیا گیا ہے۔

مزار اقدس پر ہمہ وقت زائرین کی آمد و رفت کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ آپ کا سالانہ عرس مبارک ہر سال ۱۲ شعبان المعظم کو منعقد ہوتا ہے۔ عرس کی تقریبات میں قرآن خوانی، نعت خوانی، تقاریر علماء کرام ختم خواجگان اور درود وسلام کے پروگرام ہوتے ہیں۔ ان تقریبات میں ہزوروں زائرین شمولیت کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ مزار اقدس سے متصل مسجد کے دامن میں ایک حجرہ ہے جس میں شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ اعتکاف و عبادت کیا کرتے تھے۔ یہ حجرہ قدیمی طرز تعمیر اور محرابی شکل کا ہے۔ اس کی پیشانی پر یہ الفاظ تحریر ہیں: ''حجرۂ اعتکاف شر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ''۔ اس حجرہ میں داخل ہونے والا اب بھی خاص کیفیت محسوس کرتا ہے۔ اب اس حجرہ میں ''حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ لائبریری'' قائم کی گئی ہے۔ جس میں علمی، ادبی، فقہی اور اصلاحی کتب رکھی گئی ہیں۔

وہ منبر جس پر حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ تشریف فرما ہو کر خطبہ جمعۃ المبارک ارشاد فرماتے تھے ''عہد انگریز'' تک محفوظ رہا۔ دربار عالیہ کے قریب تسبیح خانے بھی تھے۔ جن میں دیگر اوقات وتواریخ کے علاوہ جمعرات کو خدام، متوسلین اور عقیدت مند حاضر ہوتے۔ اس ہفت روزہ محفل میں قرآن خوانی، ختم خواجگان اور پند ونصائح کے پروگرام ہوتے تھے۔ علاوہ

ازیں غرباء، مساکین اور یتیموں کی مالی امداد بھی کی جاتی تھی۔ سکھوں کے دور حکومت میں یہ عمارات برباد کر دی گئیں جن کے آثار و کھنڈرات کھدائی کے وقت اب بھی دکھائی دیتے ہیں۔ لاہور میں تشریف آوری سے قبل آپ کے کسی بزرگ کے تذکرہ اور احوال و آثار میں ''ارشادات و تعلیمات'' کو مرکزی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ اس لیے ''تعلیمات'' کے ذریعے ان کے مشن، پیغام اور تبلیغ کا تعین ہوتا ہے۔ اس سے استفادہ کر کے مریدین، متوسلین اور عقیدت مند اپنی زندگی میں انقلاب برپا کر سکتے ہیں۔ تعلیمات ان کی زندگی کا آئینہ دار، اہل سلسلہ کے لیے دستور العمل اور عوام کے لیے قیمتی سرمایہ ہوتا ہے۔ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کی تعلیمات سے روشناس ہونے کے لیے آپ کی تصانیف مبارکہ کا مطالعہ کافی ہے لیکن گردش زمانہ کے ہاتھوں آپ کی تصانیف ناپید و نایاب ہو گئی ہیں۔ لہٰذا ان سے استفادہ ممکن نہیں رہا۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ نے حصول فیض و برکات، قلوب اذہان کو پاک وصاف رکھنے اور بامقصد زندگی گزارنے کیلئے گیارہ اصول بیان کیے ہیں۔ جو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سے وابستہ لوگوں کے لیے مشعل راہ کی حیثیت رکھتے ہیں وہ یہ ہیں۔

﴿1﴾ ہوش دوام (ہمہ وقت اللہ کی طرف متوجہ رہنا)

﴿2﴾ نظر بر قدم

﴿3﴾ سفر در وطن (حصول مقصد کے لیے کوشاں رہنا)

﴿4﴾ خلوت و انجمن (مجلس میں بھی قلبی میلان اللہ تعالیٰ کی طرف رہنا)

﴿5﴾ یاد (ذکر الٰہی میں مشغول رہنا)

﴿6﴾ بازگشت (اپنے ہر عمل کے نتیجے پر نظر رکھنا)

﴿7﴾ وقوف زمانی (فنا اور بقاء کی طرف رجوع کرنا)

﴿8﴾ وقوف قلبی (وصال الٰہی میں دل کا سکون پانا) اور

﴿9﴾ وقوف عددی (اپنی ذات کو اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگنا)

ان میں سے پہلے آٹھ اصول حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی کے ہیں جبکہ آخری آٹھ حضرت خواجہ سید بہاء الدین نقشبند رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہیں۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے مشہور شیخ حضرت خواجہ علی رامیتی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سالک طریقت کے لیے ضروری ہے کہ وہ دس اصولوں کو ہمیشہ پیش نظر رکھے:

﴿1﴾ ہمیشہ باطہارت (باوضو) رہے۔

﴿2﴾ زبان کو خاموش رکھے۔

﴿3﴾ خلوت اور عزلت (لوگوں سے الگ تھلگ ہو کر یاد الٰہی میں مصروف رہے)

﴿4﴾ روزہ سے رہے (اس سے فرشتوں کیساتھ مشابہت پیدا ہوتی ہے)

﴿5﴾ ذکرِ الٰہی (کلمہ طیبہ اور درودِ ابراہیمی بہترین وظائف ہیں)

﴿6﴾ خیالات کی نگہداشت (غیر کے خیال سے نکل کر یاد الٰہی میں گم ہونا)

﴿7﴾ حکم خداوندی پر راضی رہنا (ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے راضی رہنا)

﴿8﴾ نیک لوگوں کی صحبت (اولیاء کرام کی محفل میں حاضر ہو کر اکتساب علم وفیض کرنا)

﴿9﴾ بیداری شرط ہے (احکام الٰہی پر عمل کرنے سے غفلت نہ کرنا) اور

﴿10﴾ نگہداشت لقمہ (کھانا حلال و پاک ہو)۔

حضرت ابو یوسف ہمدانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اولیاء کرام کی صحبت اختیار کرنے پر زور دیتے ہوئے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کی صحبت اختیار کرو۔ اگر کسی کو اللہ کی صحبت میسر نہ آئے تو وہ اس شخص کی صحبت اختیار کرے جسے اللہ تعالیٰ کی صحبت اختیار کرنے کا مرتبہ حاصل ہو۔ بقول حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمہ اللہ تعالیٰ یہ منزل فنا کے بعد ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی صحبت حاصل نہ ہو تو تم اہل فنا کی صحبت اختیار کرو۔

حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جو شخص صحیح اعتقاد و

محبت سے اولیاء کرام کے احوال واقوال پر مشتمل کتب کا مطالعہ کرتا ہے اور اولیاء عظام کی صحبت اختیار کرتا ہے وہ ان سے ہو جاتا ہے"۔

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے صاحبزادہ کا ہاتھ اپنے دست اقدس میں لے کر وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

"خدمت خلق میں کوشاں رہنا، اپنی جان و مال کی پرواہ نہ کرنا، اولیاء کرام کو اپنی جان سے زیادہ عزیز سمجھنا، ان کے افعال کا انکار نہ کرنا، اپنے دل کو ہمیشہ پریشان رکھنا، باقاعدگی سے باجماعت نماز ادا کرنا، فقہ اور حدیث کا علم حاصل کرنا، جاہل صوفیاء سے احتراز کرنا، اپنی شہرت کو پسند نہ کرنا، سماع میں تادیر نہ بیٹھنا، زیادہ گفتگو سے بچنا، کم کھانے کا طریقہ اختیار کرنا اور عوام سے جلوت کی بجائے خلوت کو اختیار کرنا"۔

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ تعالیٰ سالک طریقت کیلئے صحیح العقیدہ، اہل سنت و جماعت ہونا اور اتباع شریعت شرط اوّل قرار دیتے تھے۔ آپ نے فرمایا:

"طریقت تابع شریعت ہے نہ کہ شریعت تابع طریقت ہے۔ شریعت کی تکمیل اور اس پر عمل کا نام طریقت ہے۔ طریقت اور شریعت دونوں الگ الگ چیزیں نہیں۔ طریقت وتصوف کا بنیادی مقصد صحیح معنی میں مسلمان بننا ہے"۔

اہل محبت کے استفادہ کے لیے حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کے چند مختصر مگر جامع اقوال پیش کیے جاتے ہیں۔

☆۔ سالک کے لیے درج ذیل چار اصولوں پر کمر بستہ ہونا ضروری ہے:

(1) یاداشت (ہر وقت ذات باری تعالیٰ کی طرف متوجہ رہنا)، (2) نگاہ داشت (ہر لحہ یادالٰہی میں گزارنا)، (3) خلوت در انجمن (مجلس میں بھی یادالٰہی سے غفلت نہ برتنا)، (4) سفر در وطن (حصول مقصد کے لیے کوشاں رہنا)۔

☆۔ سالک طریقت مراقبہ پر توجہ دے کیونکہ مراقبہ تمام صفات کا جامع اور تمام نقائص سے پاک

عمل ہے۔ ذکر الٰہی کی کثرت کرے اور خواب و بیداری میں اس سے غافل نہ ہو۔

☆۔سنت مطہرہ کی پیروی میں جو شخص جتنا فعال اور اتباع سنت مصطفیٰ ﷺ میں جتنا زیادہ جذبہ رکھتا ہو، وہ اتنا ہی روحانیت اور بزرگی میں افضل ہوگا۔

☆۔طالبِ مولیٰ کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایک دن میں ستر بار استغفار کرے اور نماز عصر سے نماز مغرب تک ذکر الٰہی میں مشغول رہے۔ دنیاوی گفتگو سے بچنا اور ہمہ وقت فکر مند رہنا بھی عبادت میں شامل ہے۔

☆۔سالک طریقت کے لئے ضروری ہے کہ نماز عصر کے بعد بیٹھے۔ اپنے اقوال، افعال اور انفاس کا خود محاسبہ کرے۔ طلوع آفتاب سے لے کر غروب آفتاب تک بارہ ساعت (گھنٹے) ہیں۔

ان بارہ گھنٹوں میں مبارہ مرتبہ سانس اندر جاتا ہے اور باہر آتا ہے۔ ہر سانس ایک عظیم نعمت ہے اور ہر نعمت کا زبان سے شکر ادا کرنا واجب ہے۔

☆۔ایک دفعہ کسی خادم نے حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمہ اللہ تعالیٰ سے دریافت کیا کہ جب کسی مرشد کا وصال ہو جائے تو مریدین اور عقیدت مندوں کو اپنے ایمان کے تحفظ و سلامتی کے لیے کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: "ایسی صورت میں اپنے شیخ (یا سلسلہ کے دیگر مشائخ) کے احوال و تعلیمات پر مشتمل کتاب کے آٹھ صفحات کا روزانہ مطالعہ کریں تاکہ ایمان سلامت رہے"۔

☆۔حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اولیاء کرام کے اقوال اللہ تعالیٰ کے لشکروں میں ایک لشکر ہے۔ ان کے مطالعہ سے احوال کو استحکام اور مشتاقین کے ذوق میں اضافہ ہوتا ہے۔

☆۔ظاہری و باطنی اعتبار سے ہمارے مشائخ کا طریقہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسا ہے۔

☆۔جو شخص ضمیر کی پروا نہیں کرتا اس پر کبھی بھروسہ نہیں کرنا چاہیے۔

ولادت باسعادت حضرت سیّد میر جان کابلی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ:۔

تذکرہ نویسوں نے حضرت سید میر جان کابلی نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ کا سن پیدائش نہیں لکھا۔تاہم آپ کے حالات زندگی پر گہری نظر ڈالنے کے بعد کہا جاسکتا ہے کہ آپ 1800ء کے پہلے یا دوسرے عشرے میں کابل (افغانستان) کے سادات گھرانے میں پیدا ہوئے۔مولد کی نسبت سے آپ کابلی کہلائے۔

نام و شجرۂ نسب:۔

والدین کریمین نے آپ کا نام: ''سید میر جان'' رکھا۔لقب مبارک ''بڑے شاہ صاحب''۔والد بزرگوار کا اسم گرامی سید میر حسن رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ننھیال کی طرف سے آپ کا سلسلہ نسب حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ سے جا ملتا ہے۔حضور اقدس ﷺ تک آپ کا شجرہ نسب درج ذیل ہے:

تعلیم و تربیت:۔

آپ سادات گھرانے کے چشم و چراغ تھے اور گھریلو ماحول خالصتاً مذہبی تھا۔اس لیے قرآن پاک سے تعلیم کا آغاز کیا۔علوم اسلامیہ اور تربیت کی تکمیل اپنے والد گرامی حضرت سید میر حسن رحمہ اللہ تعالیٰ سے جو معارف شریعت اور اسرار طریقت میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔

تبلیغ و تدریس:۔

علوم اسلامیہ کی تکمیل کے بعد آپ نے موثر انداز میں تعمیری بنیادوں پر سلسلہ تبلیغ و تدریس شروع فرمادیا۔چونکہ قرآن، حدیث اور فقہ وغیرہ میں دسترس حاصل کر چکے تھے۔اس لیے تبلیغی مساعی اور تدریسی جدوجہد میں تیز رفتاری سے ترقی کی منازل طے کرتے گئے۔

آپ کی تبلیغی جدوجہد کے نتیجہ میں کثیر تعداد میں لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ ہزاروں کی تعداد میں اعمال بد سے تائب ہوئے اور بے شمار لوگ روحانی فیضان سے مستفید و مستفیض ہوئے۔

سیر وسیاحت:۔

قانونِ خداوندی ہے: "قُلْ سِیْرُوا فِی الْاَرْضِ" (اے محبوب! آپ فرمادیں کہ تم زمین کی سیر کرو) کے مطابق اولیاء صالحین اور صوفیاء کرام سیر وسیاحت کا راستہ اختیار فرماتے ہیں۔ جوان کا طرہ امتیاز ہے۔ حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے والد گرامی سے تعلیم وتربیت کی تکمیل کے بعد سلسلہ تبلیغ وتدریس شروع کرتے ہی سیر وسیاحت کا آغاز کردیا۔ آپ مزارات اولیاء اور مقامات مقدسہ سے کسب فیض کرتے ہوئے محبوب رب العالمین ﷺ کی بارگاہ مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے۔

ایک دفعہ آپ سفر میں تھے کہ ایک مقام پر قیام کیا۔ وہاں عجیب چیز یہ ملاحظہ فرمائی کہ ایک سید صاحب تھے۔ جو اپنے پاس موجود آگ کی بھٹی میں اپنا ہاتھ ڈالتے اور آگ کے اندر اشرفیاں نکال کر مسکینوں، مسافروں اور حاجت مندوں کی ضرورت پوری کرنے کے لیے انہیں عنایت فرماتے تھے۔ آپ نے جب وہاں سے کوچ کرنا چاہا تو سید صاحب موصوف نے آپ سے تصویر حیرت بن کر دریافت کیا: حضور! سب لوگ اشرفیاں طلب کر کے اپنی ضروریات پوری کررہے ہیں۔ لیکن آپ نے کوئی چیز بھی طلب نہیں کی؟ آپ نے جواب دیا: آپ کے لیے بہتر یہ تھا کہ مسجد بناتے اور لوگوں کو اس میں نماز پڑھنے کی تلقین کرتے۔

زیارتِ حرمین شریفین:۔

زیارت حرمین شریفین کی نیت سے آپ حجاز مقدس پہنچے۔ حج بیت اللہ کی ادائیگی کے بعد مدینہ طیبہ پہنچے۔ اسی دور میں حجاز مقدس پر ترکوں کی حکومت تھی۔ ترک لوگ عاشق رسول ﷺ

تھے۔مدینہ طیبہ میں آپ کی ایک ایسے شخص سے ملاقات ہوئی جو''کابلی'' کی نسبت سے آپ کا ہمسایہ تھا۔حجاز مقدس کا حاکم سادات کرام کے مقام ومرتبہ کے پیش نظر وظیفہ مقرر کر دیتا تھا۔ آپ اور کابلی ہمسائے کے درمیان مسئلہ ''سیّد'' پر کشمکش شروع ہوگئی۔ہمسایہ صرف وظیفہ خوری کے لالچ میں اپنے آپ کو''سیّد'' قرار دیتا اور آپ کے ''سیّد'' ہونے کا انکار کرتا۔آپ حسنی وحسینی ''سیّد'' ہونے کا اعلان کرتے تھے مگر ہمسایہ کے ''سیّد'' ہونے کا انکار نہیں کرتے تھے۔ بلکہ خاموشی اختیار کرتے تھے۔ہمسایہ کا مقصد آپ کو وظیفہ سے محروم رکھنا تھا۔یہ تنازعہ بادشاہ وقت تک پہنچ گیا۔سلطان وقت نے فیصلہ کیا کہ دونوں شخصیات میں سے جس کی دعا سے روضہ رسول ﷺ کے دروازے کا تالا ازخود کھل کر زمین پر گر جائے۔وہ صحیح النسب ''سیّد'' ہوگا۔ جس کی دعا سے تالا ازخود کھل کر نہ گرے وہ صحیح النسب ''سید،، نہیں ہوگا۔سلطان وقت کے کہنے پر ہمسایہ نے دعا کی جس پر تالا کھل کر نہ گرا۔حاکم نے اعلان کیا: آپ جھوٹے ہیں لہٰذا میں تمہیں ابھی قتل کرتا ہوں۔ جب آپ نے دعا کی تو ازخود تالا کھل کر زمین پر گر گیا۔جو اس بات کی علامت تھی کہ آپ صحیح النسب ''سیّد'' ہیں۔بادشاہ نے آپ سے اپنی لڑکی کا نکاح کرنے کا اعلان کر دیا۔حضرت میر جان کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے سلطان سے فرمایا: آپ ہمارے ہمسائے کا قتل نہ کریں کیونکہ وہ بھی ''سیّد'' ہیں۔بات صرف اتنی ہے کہ وہ والدہ کی طرف سے غیر سیّد اور والد کی طرف سے ''سیّد'' ہیں۔سلطان نے حسب وعدہ اپنی لڑکی کا نکاح آپ سے کر دیا۔دوسری طرف آپ کے ہمسایہ کو بھی معاف کر دیا۔

سفر بمبئی:۔

بارگاہ رسالتمآب ﷺ میں حاضری کے بعد سفر بمبئی کا اشارہ ملا تو بمبئی کی طرف عازم سفر ہوگئے۔اس سفر میں آپ کے دونوں صاحبزادے اور زوجہ محترمہ ساتھ تھیں۔جدہ سے بمبئی جانے والے بحری جہاز پر سوار ہوئے۔جہاز منزلوں پر منزلیں طے کرتا ہوا جب ایک مقام

پر پہنچا تو طوفانی لہروں کا شکار ہو گیا۔ جس کے نتیجے میں جہاز اور سوار سب کے سب طوفانی لہروں کی زد میں ڈوب گئے لیکن قدرت نے آپ کی غیبی مدد کی کہ ایک پھٹے پر سوار ہو گئے۔ وہ پھٹہ آپ کو لے کر معجزانہ طور پر بمبئی کی بندرگاہ کے کنارے پر پہنچ گیا۔ آپ کے صاحبزادے اور بیوی صاحبہ بھی دوسرے سواروں کی طرح طوفانی لہروں کی نذر ہو گئے۔ یہ حادثہ 1865ء میں پیش آیا۔

بیعت و خلافت:۔

علوم ظاہری کی تحصیل کو ناکافی تصور کرتے ہوئے علوم باطنی اور تصوف کی طرف متوجہ ہوئے۔ تلاش مرشد کے لیے کوشاں ہوئے۔ حصول مقصد کے لیے امرتسر میں پہنچ گئے وہاں کوشش رنگ لائی کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم پیشوا حضرت علامہ سید احمد یار بخاری اوچی ثم امرتسری خلیفہ مجاز حضرت شیخ محمد شریف قندھاری نقشبندی مجددی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دست اقدس پر شرف بیعت حاصل کیا۔ مرشد کامل کی خدمت میں ٹھہر کر نہایت قلیل عرصہ میں منازل سلوک طے کیں۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ، سلسلہ عالیہ چشتیہ، سلسلہ عالیہ قادریہ، سلسلہ عالیہ سہروردیہ، سلسلہ عالیہ مداریہ، سلسلہ عالیہ قلندریہ، اور سلسلہ عالیہ سروریہ میں خرقہ خلافت حاصل کیا۔

لاہور میں تشریف آوری کا سبب:۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ کے لاہور تشریف لانے کا مقصد کیا تھا؟ اس سلسلہ میں گزارش ہے کہ لاہور میں تشریف لانے اور قیام کرنے کی بڑی دو وجوہات تھیں:

(1) حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ سے کسب فیض کرنا۔ اور (2) حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کے دربار عالیہ کی تولیت کا شرف حاصل کرنا کیونکہ ننھیال کی طرف سے آپ کا رشتہ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ سے جا ملتا ہے۔

قیام گاہ کا انتخاب:۔

لاہور میں تشریف لانے کے بعد اونچی مسجد، سریانوالہ بازار، اندرون دہلی دروازہ، لاہور میں قیام پذیر ہوئے۔ سلسلہ تبلیغ وتدریس اور رشد وہدایت شروع فرمادیا۔ آپ کے علم و عرفان اور فیض وبرکات سے مستفیض ہونے کیلئے لوگ جوق در جوق حلقہ درس وتربیت میں حاضر ہونا شروع ہو گئے۔

حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت:۔

اندرون دہلی دروازہ لاہور کی اونچی مسجد کے زمانہ قیام میں آپ ہر روز صبح کو پاپیادہ باغبانپورہ میں حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار پر حاضر ہوتے، مراقبہ کرتے، فاتحہ خوانی کرتے اور فیوض وبرکات سمیٹ کر شام کو مسجد میں تشریف لے آتے۔ یہ سلسلہ ایک عرصہ تک جاری رہا۔ جس سے حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ سے آپ کی والہانہ عقیدت ومحبت کا پتہ چلتا ہے۔

پہلا مرید:۔

ورود لاہور کے بعد سلسلہ رشد وہدایت شروع فرمادیا۔ آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہونے والا پہلا خوش قسمت انسان مرزا غلام محمد صاحب رئیس لاہور تھا۔ جو اس وقت اونچی مسجد، اندرون دہلی دروازہ لاہور کا متولی ومنتظم اعلیٰ تھا۔

سفر کشمیر:۔

لاہور میں مختصر قیام کے بعد آپ سرزمین کشمیر میں اولیاء کرام سے کسب فیض، رشد وہدائت اور سیاحت کی غرض سے تشریف لے گئے۔ دیگر اولیاء کرام کے مزارات عالیہ پر حاضری وکسب فیض کے علاوہ سلطان الاولیاء حضرت سہ ریشی بابا رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں

کچھ عرصہ قیام پذیر رہے۔ کشمیر میں آٹھ سال تک قیام فرمایا۔ اس قیام کے دوران کثیر لوگوں نے آپ کے دست اقدس پر شرف بیعت حاصل کیا۔

استنبول اور بغداد کا سفر:۔

اولیاء اللہ سے کسب وفیض اور تبلیغ کی غرض سے کشمیر سے فراغت پر استنبول (ترکی) تشریف لے گئے۔ جہاں تین سال تک قیام فرمایا اور تبلیغ ورشد وہدایت کا سلسلہ جاری رکھا۔ آپ بغداد شریف میں بھی تشریف لے گئے۔ جہاں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر علماء ومشائخ کے مزارات پر حاضری کا شرف حاصل کیا اور کسب فیض فرمایا۔

لاہور میں دوبارہ تشریف آوری:۔

حضرت سیّد میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ مختلف مقامات مثلاً کشمیر، بغداد شریف اور استنبول وغیرہ میں مختصر قیام کے بعد دوبارہ لاہور میں تشریف لے آئے۔ یہاں مستقل طور پر قیام پذیر ہو کر تبلیغ وتدریس اور رشد وہدایت کا سلسلہ وسیع پیمانے پر شروع فرمادیا۔ جو تا حیات جاری وساری رہا۔

درگاہ بڑے میاں رحمہ اللہ تعالیٰ پر حاضری:۔

حاجی شمس الدین (جو کہ میاں محمد حسین صاحب کے بیٹے تھے) کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے درس بڑے میاں، مغل پورہ حاضر ہونے کا حکم دیا۔ آپ کا خیال تھا کہ وہاں جا کر ختم خواجگان پڑھیں گے اور چائے کلچہ تقسیم کریں گے۔ بیس مریدین سماوار اور پیالے ساتھ لے کر چل دیئے۔ حاضری کے لیے پیدل چل رہے تھے کہ پاؤں کو ٹھوکر لگنے سے میں گر گیا اور پیالے ٹوٹ گئے۔ عبدالرشید صاحب مجھ سے ناراض ہونے لگے۔ حضرت میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ آپ سب سے آگے تھے۔ آپ نے ناراض ہونے سے منع فرمایا۔ آپ نے دس روپے عنایت فرمائے اور حکم دیا کہ مزید پیالے لے آؤ۔

میں باغبانپورہ سے پیالے لے کر ''درس بڑے میاں'' پہنچ گیا۔ آپ اسوقت ختم خواجگان پڑھ رہے تھے۔ ختم کے اختتام پر دعا ہوئی اور چائے کلچہ تقسیم ہوا۔ آپ نے وہاں مراقبہ کرنے کے بعد فرمایا: حضرت حافظ اسماعیل المعروف بڑے میاں رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہاں ایک اور بزرگ ہیں، وہاں بھی حاضری دو۔ پھر وہاں گئے۔ فاتحہ خوانی کی اور فرمایا:

یہ بھی اللہ کے ولی ہیں۔

بطور شاعر:۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ کو بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا۔ ان میں سے ایک شاعری ہے۔ آپ کبھی کبھی فارسی زبان میں اشعار کہا کرتے جو زبان و بیان اور ادب کا شاہکار ہوتے۔ آپ کے کہے ہوئے چند اشعار بھی ہیں جو اپنے چھوٹے بھائی کی وفات پر اپنی ہمشیرہ کے نام تحریر فرمائے تھے۔ (مسجد میں داخل ہوتے ہی میں نے ایک بیمار نوجوان پڑا ہوا دیکھا۔ میں نے اس کا سر اپنی ران پر رکھا۔ میں نے اس کی پیشانی پر باپ کی طرح بوسہ دیا۔ میں نے اس سے دریافت کیا کہ اے نوجوان! تو کہاں کا رہنے والا ہے؟ اس نے جواب دیا: میں خراساں شہر کا باسی ہوں۔ میں نے پوچھا:

اے نوجوان! تیرا نام کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: میرا نام ''سیّد تراب جان'' ہے۔ میں نے سوال کیا: اے نوجوان! تیرے دل میں کیا چیز ہے؟ اس نے جواب دیا: میرے دل میں بہت سے راز پوشیدہ ہیں۔ اے ہمشیرہ! تو سن کر میرے بھائی کا انتقال ہو گیا ہے۔ اس بات پر مسکین کا بھائی زاروقطار رویا)۔

عشق رسول ﷺ کا غلبہ:۔

حضرت حاجی فضل احمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے والد گرامی حضرت حاجی فضل الٰہی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ حضرت سیّد میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ کو

حضور نبی اکرم ﷺ سے بڑی محبت تھے۔ عشقِ رسول کا ان پر غلبہ تھا۔ وہ ضعیف العمر اور کمزور ہونے کی وجہ سے قرآن پاک کی تلاوت کرتے وقت اپنے گھٹنے کھڑے کر کے کمر اور زانوں کے گرد کپڑا لپیٹ لیتے تھے اور گھٹنوں پر قرآن شریف رکھ کر تلاوت فرماتے تھے لیکن جب سرکار دو عالم ﷺ پر درود پاک پڑھنا ہوتا تو کمال ادب اور محبت کی وجہ سے دوزانوں بیٹھ کر پڑھتے۔ سبحان اللہ! میر جان کابلی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نماز میں جماعت کی امامت عموماً خود کیا کرتے تھے۔ جب قرات پڑھتے وقت حضور ﷺ کا اسم گرامی آجاتا تو نماز کی حالت میں ہی بے ساختہ اونچی آواز میں پکار اٹھتے: صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی درگاہ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ پر حاضری کی کیفیت:۔

حضرت حاجی فضل احمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ درگاہ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ پر حضرت میاں صاحب شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی حاضری کی کیفیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ جب کبھی وہاں جاتے میر جان صاحب آپ سے بڑی محبت کرتے۔ آپ نے خود فرمایا کہ آپ ایک دن حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار پر تشریف لے گئے۔ میر جان صاحب مسجد کے صحن میں حوض کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ بھی ان کے پاس بیٹھ گئے۔ اس وقت وہاں کا ماحول کچھ عجیب سا تھا۔ ایک آدمی کو وجد ہو رہا تھا' ایک پاس بیٹھا تلاوت کر رہا تھا' ایک مراقبہ میں مشغول تھا اور ایک آدمی آکر حوض میں نہانے لگا۔ آپ فرماتے ہیں:

''مجھے بڑی غیرت آئی اور میں اُٹھ کر حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کے روضہ کے اندر چلا گیا''۔

وہاں سے آواز آئی:

''اندر کیا لینے آئے ہو ایشاں صاحب تو باہر بیٹھے ہوئے ہیں''۔

آپ فرماتے ہیں: ''میں باہر آ گیا لیکن برداشت نہ کر سکا اور اُٹھ کر چلا آیا۔ اندر سے پھر وہی آواز آئی اور میں باہر آ گیا''۔ تین بار ایسے ہی ہوا۔ آخر میر جان صاحب نے مسکرا کر کہا:

''اے میرے عزیز! وہ اپنا کام کر رہے ہیں تم اپنے خیال میں مگن رہو''۔ پھر مجھے تسکین ہو گئی۔

خدمت کے سبب حضرت میاں صاحب شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کیلئے دعاؤں کی بارش:۔

حضرت میاں صاحب شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ سے والہانہ عقیدت بتاتی ہیں کہ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کے حضور ہیں۔ حضرت حاجی فضل احمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ:

ایک دفعہ میر جان صاحب کا ایک خادم خاص غلام محمد انہیں دبا رہا تھا اور میر صاحب لیٹے ہوئے تھے کہ سرکار میاں صاحب شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ تشریف لے آئے۔ اور غلام محمد کے پاس چپ چاپ بیٹھ گئے۔ آپ نے غلام محمد کو اشارہ سے فرمایا کہ وہ دبانا چھوڑ دے اور آپ میر صاحب کو مٹھیاں بھریں۔ غلام محمد نے اپنا ایک ہاتھ اٹھایا تو آپ نے اپنا ایک ہاتھ میر صاحب کی ران پر رکھ دیا غلام محمد نے دوسرا ہاتھ اٹھایا تو حضور نے دوسرے ہاتھ سے دبانا شروع کر دیا۔ اسی طریقے سے آپ نے غلام محمد کی جگہ لے لی اور غلام محمد اُٹھ کر کسی دوسرے کام کو چلا گیا۔ حضرت صاحب قبلہ کافی وقت میر جان صاحب کو مٹھیاں بھرتے رہے۔ جب غلام محمد واپس آیا تو میر صاحب نے اس سے کہا: ''غلام محمد دیکھو! یہ شخص بڑا با کمال ہے۔ اس کی شہرت سارے ملک میں پھیلے گی۔ یہ شمع ہدایت بن کر چمکے گا اور ان کی ضیا پاشیاں تاریک دلوں کی سیاہی

دور کر کے لوگوں کو نور اور روشنی عطا فرمائیں گے۔ لوگ چار دانگ عالم سے کھچ کھچ کر آئیں گے اور اس چشمہ ہدایت سے فیض یاب ہو کر جائیں گے۔ یہ شخص اس دورِ الحاد میں سنتِ رسول اللہ ﷺ کو از سرِ نو اُجاگر کرے گا''۔

معمولات مبارکہ:۔

حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ ولی کامل اور عالم ربانی تھے۔ معرفت باری تعالیٰ کے حصول کا جذبہ زمانہ بچپن سے موجزن تھا۔ علوم اسلامیہ کے حصول سے اس میں کمی نہ آئی بلکہ اضافہ ہوا۔ فیضانِ نگاہ مرشد نے درجہ کمال تک پہنچا دیا۔ سلسلہ رشد و ہدایت شروع کر دیا۔ تشنگانِ معرفت خانقاہ میں حاضر ہونے لگے۔ طالبین آپ کے چشمہ معرفت سے فیض یاب ہونے لگے۔

علماء، مشائخ، امراء، اور عوام سب حاضر خدمت ہوتے اور فیض یاب ہوتے۔ آپ مہمان نواز تھے۔ مہمانوں کی آمد و رفت کا سلسلہ جاری رہتا۔ ہمہ وقت متوسلین کا ہجوم رہتا۔ مسجد کے شمالی حجرہ میں تشریف فرما ہوتے۔ (جواب شہید ہو چکا ہے) طلباء کو قرآن، حدیث، تفسیر، فقہ اور تصوف وغیرہ کی تعلیم دیتے۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ آپ تربیت کی طرف بھی توجہ فرماتے۔ آپ کی شبانہ روز محنت کے نتیجہ میں بیگم پورہ، لاہور علوم و فنون کا مرکز اور روحانیت کا محور تھا۔ خانقاہ سے متصل آبادی مسجد میں نماز پنجگانہ کے علاوہ خطبہ جمعۃ المبارک بھی خود ارشاد فرماتے تھے۔ آپ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا خصوصیت سے درس دیتے تھے۔

موسم گرما میں آپ کشمیر تشریف لے جاتے۔ وہاں اپنی آبائی خانقاہ ''خانقاہ فیض نقشبندیہ'' میں قیام کرتے۔ وہاں بھی طلباء، خدام اور عوام کا ہجوم ہوتا تھا۔ حسب معمول درس و تدریس، رشد و ہدایت اور تبلیغ و نصیحت کا سلسلہ جاری رہتا۔ موسم گرما ختم ہونے پر آپ لاہور تشریف لے آتے۔ آپ نے درگاہ حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ سے متصل زمین کا کچھ حصہ

وقف کیا۔ جس پر "قبرستان حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ" ہے۔ اُس قبرستان میں خدام، متوسلین اور دیگر لوگوں کی قبور ہیں۔

اسلاف کے طریقے کے مطابق حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسجد، خانقاہ اور مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ انہیں پایا تکمیل تک پہنچایا اور انہیں نہایت کامیابی کے ساتھ پُر رونق بنایا۔ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کی تعمیر شدہ مسجد شہید ہو چکی تھی۔ دربار عالیہ کی زرق برق ختم ہونے کو تھی اور کنویں کا نام ونشان بھی ختم ہو چکا تھا۔

حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مزار اقدس پر قیام کے بعد مسجد کی تعمیر نو کی، غیر آباد کنویں کو آباد کیا، دربار عالیہ کی مرمت کروائی اور مسجد کے صحن میں عظیم الشان حوض بھی بنوایا (جواب ختم ہو چکا ہے)۔ تعمیر مسجد سے لے کر تا حال روز بروز مسجد کی رونق میں اضافہ ہوتا رہا اور ہو رہا ہے۔ مسجد سے متصل آپ نے حجرے بھی تعمیر کروائے تھے جواب تک بوسیدہ اصل حالت میں موجود ہیں۔ ان حجروں میں مہمانوں کو ٹھہرایا جاتا تھا۔

وصال مبارک:۔

آپ نے تا حیات قال اللہ وقال الرسول کا درس دینے، رشد وہدایت کا فریضہ سر انجام دینے، مریدین ومتوسلین کی تہذیب نفوس واصلاح فرمانے اور قطب الاقطاب حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیر عاطف تیس سال تک سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی تبلیغ وترویج فرمانے کے بعد یکم شعبان المعظم ۱۳۱۹ھ، مطابق 13 نومبر 1901ء میں دار فانی کو خیر آباد کہہ کر دار بقا کی طرف کوچ فرمایا۔

آپ کا مزار لاہور میں انجینئرنگ یونیورسٹی کی مشرقی جانب محلہ بیگم پورہ (باغبانپورہ) میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم روحانی اور ولی کامل حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں اپنے برادر اصغر حضرت سید محمود آغا (متوفی 1882ء) اور مزار حضرت ایشاں کے درمیان موجود ہے۔

عبارت لوح مزار:۔

آپ کے مزار اقدس پر سنگ مرمر کی جو تختی نصب کی گئی ہے اس پر درج ذیل عبارت کندہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مزار

حضرت سید میر جان صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

تاریخ وفات: یکم شعبان المعظم ۱۳۱۹ھ

کاملاں را نور دیدہ جانِ جانانِ عارفاں　　　نور چشم خواجگان نام پاکش میر جان

(کاملاں کی آنکھوں کا نور، عارفوں کی روحوں کی جان اور خواجگان کی آنکھوں کی روشنی ہیں جن کا نام حضرت سید میر جان رحمہ اللہ تعالیٰ ہے)۔

عرس مبارک:۔

حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ کا سالانہ عرس مبارک ہر سال 2 شعبان المعظم کو مزار اقدس سے متصل مسجد بیگم پورہ لاہور میں منعقد ہوتا ہے۔ جس میں قرآن خوانی اور تقاریر علماء کی تقریبات کا اہتمام ہوتا ہے۔

ارشاد گرامی:۔

حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو شیخ اپنے مرید کو خلافت دیتا ہو۔ وہ اسے ہر قسم کے اسلحہ سے لیس کرتا ہے یعنی وہ خود تو بھوک برداشت کر لیتا ہے لیکن مہمانوں کو بھوکا نہیں رہنے دیتا۔

اہل تولیت اور اہل علاقہ کی صدری روایات کے مطابق حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کثیر کرامات ہیں۔ جن میں سے چند ایک ذیل میں پیش کی جاتی ہیں۔

شیروں پر تصرف:۔

حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ ایک دفعہ اپنی والدہ محترمہ سے کچھ عرصہ دور رہے۔ والدہ صاحبہ نے اپنے چھوٹے صاحبزادے حضرت سید محمود آغا رحمہ اللہ تعالیٰ کو حکم دیا کہ وہ اپنے بڑے بھائی کو تلاش کر کے لائیں۔ وہ ہندوستان کے مختلف شہروں مثلاً بمبئی، لدھیانہ، فیروز پور، دہلی اور لاہور وغیرہ میں گئے۔ انہیں اپنے مقصد میں کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ پھر وہ کشمیر پہنچے۔ حضرت سید علی ہمدانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار اقدس پر حاضری دی۔ وہاں حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایک خادم سے ملاقات ہوئی۔ جن سے معلوم ہوا کہ آپ کشمیر میں ہی تشریف فرما ہیں۔ آپ نے خادم کے ذریعے ملاقات کا پیغام پہنچانے کی کوشش کی۔ خادم نے عرض کیا: آپ چلہ کشی کر رہے ہیں۔ لہٰذا تین دن بعد ملاقات ہو سکتی ہے۔ انہوں نے خادم سے فرمایا: آپ جا کر عرض کریں کہ آپ کے چھوٹے بھائی ''کابل'' سے ملاقات کرنے اور والدہ محترمہ کا ایک پیغام لے کر آئے ہیں۔ خادم نے آپ کی خدمت میں جا کر بھائی کا پیغام دیا تو آپ فوراً تشریف لے آئے۔ دونوں بھائیوں میں ملاقات ہوئی۔ چھوٹے بھائی کی مہمان نوازی کی۔ حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے چھوٹے بھائی کو اپنے سینے سے لگایا۔ جس سے حضرت سید محمود آغا رحمہ اللہ تعالیٰ کو وجد ہو گیا۔ وہ زمین پر گر پڑے اور وجد کی حالت میں اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے۔ پھر وہ بے خودی کی حالت میں جنگل کی طرف بھاگ گئے۔ تین سال بعد حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک بلند و بالا پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے ہو کر آواز بلند پکار کر اپنے چھوٹے بھائی کو واپس آنے کا کہا۔ ان کے حکم کی تعمیل میں وہ واپس آ گئے۔ واپسی پر ان کے ساتھ دو شیر بھی تھے۔ بڑے بھائی نے شیروں کو واپس جنگل بھیجنے کا حکم دیا۔

انہوں نے چھوٹے شیر کو جنگل کی طرف بھیج دیا جبکہ بڑے شیر کو اپنے پاس رکھ لیا۔

گناہوں کی معافی مانگی۔اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کے صدقے ہمارے گناہ معاف کرے۔
آمین !ثم آمین !پھر مزدلفہ میں مشعر حرام کی زیارت کی۔میدان منیٰ میں مسجد خیف کی زیارت کی،
میدان منیٰ وہ مبارک میدان ہے۔جس میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے سیدنا اسماعیل علیہ
السلام کو قربانی کے لیے منہ کے بل لٹایا تھا۔قرآن کریم میں ہے۔کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
نے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے فرمایا:

یا بنی انی ار یٰ فی المنام انی اذبحک فا نظر ما ذا تریٰ قال یابت افعل ما تومر ستجدنی ان شآء اللہ من الصابرین فلما اسلما وتلہ للجبین و نادینہ ان یا ابراھیم قد صدقت الروءیا.(الصفت ۱۰۲ تا ۱۰۵)

سیدنا ابرہیم علیہ السلام نے اپنے نورنظر سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو فرمایا:اے پیارے
بیٹے !میں نے خواب دیکھا ہے۔کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔تیری اس بارے میں کیا رائے
ہے؟انہوں نے عرض کیا:اے میرے باپ !جلدی کرو جو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔وہ کر
گزرو۔انشاء اللہ تعالیٰ آپ مجھے صابرین میں سے پائیں گے۔سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے سید
نا اسماعیل علیہ السلام کو منہ کے بل لٹالیا۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔اس وقت کا حال مت پوچھو فرشتے
رو رہے تھے،زمین،آسمان،پہاڑ اور درخت تمام رو رہے تھے،ہم نے ندا دی:اے ابراہیم علیہ
السلام !تو نے خواب کو سچ کر دکھایا ہے۔سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی جگہ اللہ تعالیٰ نے ذبح کے
لیے جنت سے دنبہ بھیج دیا۔اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کا ثواب سیدنا ابراہیم علیہ
السلام کو عطا کر دیا۔اس کے بعد جمرہ اولیٰ،جمرہ اوسط،اور جمرہ کبیر کو دیکھا۔پھر جنت معلیٰ میں سید
نا خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کے حضور سلام عرض کیا۔غار حرا کو دیکھا۔جہاں ہمارے مصطفےٰ کریم
ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی تھی۔اس کے بعد حرم شریف میں آ گئے۔ظہر کی نماز پڑھ کر طواف کیا
شام کی نماز پڑھ کر حاجی محمد لطیف،حاجی محمد نذیر،حاجی حسن دین،میاں تاج دین،حاجی محمد شفیع
اور احقر محمد جمیل نے اللہ تعالیٰ کے مقدس گھر کا طواف کیا۔اللہ تعالیٰ یہ سعادت بار بار نصیب

فرمائے۔آمین!ثم آمین!

آج بارہ (12) دسمبر 1991ء بروز جمعرات ہے۔آج تہجد کی اذان سے پہلے تقریباً چار بجے طواف کیا۔تہجد کی اذان ہونے پر نماز تہجد ادا کی۔اس کے بعد فجر کی اذان ہونے پر فجر کی نماز ادا کر کے مسجد سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے ٹیکسی کی۔35 ریال آمد ورفت کا کرایہ ادا کیا۔میاں تاج دین، حاجی محمد شفیع، صفیہ بی بی، حاجی حسن دین، احقر محمد جمیل اور حاجی محمد نذیر نے عمرہ کے لیے احرام باندھا۔مسجد میں نوافل ادا کیے،اس کے بعد حرم شریف میں آگئے۔طواف کر کے نوافل پڑھے۔سبحان اللہ!ابابیل بھی طواف کر رہے ہیں۔پھر آب زم زم پیا۔اس کے بعد 40 منٹ تک صفہ ومروہ کی سعی کی۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ (البقرہ ۱۵۸) صفہ اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے۔ کیونکہ یہاں اللہ تعالیٰ کی ولیہ کاملہ سیدہ ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دوڑیں۔اللہ تعالیٰ کو آپ کا دوڑنا پسند آگیا۔عمرہ اور حج کرنے والوں سب کے لیے ضروری قرار دیا،کہ یہاں دوڑیں۔عمرہ کرنے کے بعد حجامت کرائی۔اس کے بعد ٹکٹیں کنفرم کرالیں۔

آج تیرہ (13) دسمبر 1991ء بروز جمعہ ہے۔نماز جمعہ مسجد حرام میں پڑھیں گے۔ پھر انشاءاللہ جدہ ایئرپورٹ میں جائیں گے۔آج مغرب کی نماز پڑھ کر 37 سیڑھیاں اتر کر مسجد حرام میں داخل ہوئے۔بیت اللہ شریف کا طواف کیا۔سبحان اللہ!عجیب نظارہ ہے،کالے، گورے، عجمی، عربی،اور حبشی سب اللہ تعالیٰ کے دربار میں سرنیاز خم کیے ہوئے ہیں۔کوئی رو رہا ہے۔کوئی آہ وزاری کر رہا ہے۔کوئی گناہ کی معافی مانگ رہا ہے۔کوئی توبہ کر رہا ہے،کوئی محبت الٰہی کے جام پی رہا ہے،کوئی عشق ومستی میں مستغرق ہے۔کوئی خوش قسمت دیدار خداوندی سے سرشار ہو رہا ہے۔کوئی شراب طہور کے جام نوش کر رہا ہے۔کوئی مراقبے میں ہے۔کوئی مشاہدہ میں ہے،کوئی جلوت میں ہے،کوئی خلوت میں ہے۔غرض کہ ہر پھول کی مہک جدا ہے۔

شنیدم کہ در روز امید و بیم
بداں را بنیکاں بخشد کریم

میں نے سنا ہے، کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ نیک کاروں کے صدقے بروں کو بخش دے گا۔ یا اللہ! یا رحمٰن! یا ستار! یا غفار! یا رحیم! یا کریم! ان نیک بندوں کا صدقہ کر کے ہمارا خاتمہ ایمان پر ہو، ہر نیک تمنا پوری فرما دے، آمین!

آج ہمارا مکہ مکرمہ میں آخری دن ہے۔ یا اللہ! یا اللہ! بار بار حاضری نصیب فرما۔ آمین! ثم آمین! آج صبح پونے چار بجے (3:45) بوقت سحری طواف کیا۔ اللہ! اللہ! سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ کے دربار بیت اللہ شریف کی چوکھٹ کو یعنی ملتزم کو تھام لیا ہے۔ عجیب کیفیت ہے، اور آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ گناہ کی آلودگی، قلب کی تاریکی اور ساری عمر کا سب اعمال نامہ سامنے آ گیا ہے۔ یا اللہ! تو ستار ہے۔ اور غفار ہے، ہمارے گناہ معاف کر دے۔ اپنے محبوب علیہ السلام کی شفاعت نصیب فرما دے۔ خاتمہ ایمان پر ہو۔ بار بار حاضری نصیب ہو۔ اپنی رضا اور اپنے محبوب علیہ السلام کی رضا نصیب فرما دے، سرکار مدینہ، تاجدار عرب و عجم ﷺ کا عشق اور تڑپ ہمارے لوں لوں میں بھر دے، آپ علیہ السلام کی سنت کو زندہ کرنے کی توفیق عطا کر دے۔ آمین، پھر تہجد کی اذان ہوئی، نماز تہجد ادا کی۔ اس کے بعد فجر کی اذان ہوئی نماز فجر ادا کر کے حاجی محمد لطیف، محمد نذیر، حسن دین، میاں تاج دین، محمد شفیع، صفیہ بی بی اور احقر محمد جمیل احرام باندھ کر تنعیم میں مسجد سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں حاضر ہوئے۔ غسل کر کے دو رکعتیں عمرہ کی پڑھیں۔ **لبیک اللھم لبیک، لبیک لاشریک لک**۔ (میں حاضر ہوں اے اللہ! اے اللہ! میں حاضر ہوں۔ میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں) اس کے بعد پچیس (25) سیڑھیاں اتر کر آب زم زم پیا، پھر دعا کی، یہ عمرہ میں اپنی والدہ محترمہ کی طرف سے ادا کر رہا ہوں، اللہ تعالیٰ اس عمرے کا ثواب میری والدی محترمہ کی روح کو پہنچائے۔ ان کے درجات بلند فرمائے، اور جنت فردوس میں جگہ عطا فرمائے، آمین! مسجد حرام میں آئے طواف کیا۔ اس کے بعد دو رکعت نوافل ادا کیے۔ اس کے بعد صفا و مروہ کی سعی کی۔ پھر حجامت کرائی۔ اس سفر کا یہ آخری عمرہ تھا۔ جو ہم نے جمع ہو کر جمعہ مبارک کے روز کیا، پھر تقریباً

ساڑھے دس بجے (10:30) بجے آخری طواف یعنی طواف زیارت کیا۔ پھر مسجد حرام کی دوسری منزل پر بیٹھ گئے۔ بارہ بج کر پچیس منٹ (12:25) پر جمعہ کی اذان ہوئی۔ نماز جمعہ ادا کی۔ اس کے بعد اداس قلب و جان سے کعبۃ اللہ کے نورانی نظاروں سے محروم ہو رہے ہیں، اے کعبۃ اللہ! تیری عظمت کو سلام۔ مسجد حرام! تیرے نظارروں کو سلام! اے مسجد حرام کے نوری مینارو! تم کو سلام۔ مسجد حرام کے دروازوں کو سلام۔ کعبۃ اللہ کے مبارک غلاف کو سلام حجر اسود، رکن یمانی، ملتزم، میزاب رحمت اور مقام ابراہیم کو سلام! یا اللہ! یا غفار! بار بار حاضری نصیب فرما۔ اے بیت اللہ! ہم پر نظر کرم رکھنا۔ یا اللہ! مکہ مکرمہ کی بے ادبیاں معاف کر دے۔ آمین! ثم آمین! اے مکہ مکرمہ کے جنت معلیٰ والو! تم پر لاکھوں سلام۔ مولد النبی ﷺ پر لاکھوں درود سلام، اہل مکہ مکرمہ پر لاکھوں سلام! تمام مقامات مقدسہ کو لاکھوں سلام۔

حجاز مقدس سے پاکستان واپسی کا سفر

دو ٹیکسیاں ایک سو ساٹھ ریال (160) کرایہ پر لیں ہیں۔ تقریباً دو بجے (2:00) جدہ کی طرف ہمارا قافلہ جا رہا ہے، ڈیڑھ گھنٹہ (1:30) میں جدہ کے خوبصورت انٹرنیشنل ایئر پورٹ میں پہنچ چکے ہیں۔ ضروری کاغذات چیک کروانے کے بعد مسافر خانہ میں آ گئے ہیں۔ اب انشاء اللہ تعالیٰ ہمارا جہاز جدہ سے لاہور کو رات آٹھ بجے (8:00) چلے گا۔ ہمارا جہاز آٹھ بج کر پچیس منٹ پر (8:25) پر جدہ سے لاہور کی طرف اڑا، چار گھنٹے پچیس (4:25) منٹ میں لاہور کے ائیر پورٹ پر اترا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ خیر و عافیت سے سفر گزرا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب رحمت۔ سرور دو عالم ﷺ کا صدقہ کر کے بار بار حاضری باادب، باعشق اور بارضا عطا فرمائے۔ آمین! ثم آمین!

(حاجی) محمد جمیل نقشبندی

دو گنج ٹاؤن، نزد رینجرز ہیڈ کوارٹرز، غازی روڈ، لاہور کینٹ

cell:03224757685

دعا

یا اللہ! یا رحمن! یا رحیم! اپنے حبیب پاک علیہ کے مقدس شہر مدینہ منورہ زاد اللہ شرفا اور مکہ مکرمہ کی بار بار باادب حاضری نصیب فرما۔ مدینہ شریف، مواجہ شریف، قدمین شریفین، میں صلوۃ سلام پڑھتے ہوئے موت نصیب فرما۔ جنت البقیع شریف میں مدفن نصیب کر۔

یا اللہ! یا رحیم! یا کریم! میرے سارے صغیرہ کبیرہ گناہ معاف فرما۔ آستانہ عالیہ سیدی خواجہ خاوند محمود المعروف حضرت ایشاں، اعلی حضرت شیر ربانی شرقپوری، غوث دوراں و قیوم زمان حضرت سید نور الحسن شاہ بخاری کیلانی، حضرت سید محمد باقر علی شاہ بخاری اور مربی و محترم حضرت علامہ مفتی محمد عبد الغفور شرقپوری رحمھم اللہ تعالیٰ کی سچی محبت عطا فرما۔

یا اللہ! میرے استاذ و مربی حضرت علامہ مفتی محمد عبد الغفور نقشبندی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے جامعہ فاروقیہ رضویہ، کی شکل میں جو پودا لگایا۔ اس سے تا قیامت فیضان علم و عرفان کا چشمہ جاری فرما، یا اللہ! اپنی معرفت عطا فرما، نور ایمان اور نور عرفان سے دل روشن فرما۔

یا اللہ! اپنے محبوب محترم علیہ کے تصدق اور وسیلہ جلیلہ سے اپنی سچی محبت عطا فرما، یا اللہ! حبیب محترم نور مجسم علیہ کے سچے عاشقوں کو جو عشق و درد ملا ہے اس کا ایک قطرہ ہمیں بھی عطا فرما۔

جیہڑا عشق رومی تے جامی نوں ملیا
او سانوں وی تے کر عطا کملی والے

خدایا! بدہ شوق ذات رسول
بروئے محمد مرا کن قبول
شب و روز در عشق حضرت بدار
ہمہ عمر در وصل احمد گزار

زبان تا بود در دهاں جائے گیر
ثنائے محمد بود دلپذیر

یا اللہ! ملک پاکستان میں مقام مصطفےٰ ﷺ کا تحفظ اور نظام مصطفےٰ ﷺ نافذ کرنے والا مرد قلندر عطا فرما۔ پاکستان کی حفاظت فرما، پاکستان کو امن کا گہوارہ بنا۔

یا اللہ! قائد اہل سنت حضرت امام شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تبلیغی، تالیفی، مذہبی اور سیاسی خدمات کو قبول فرما۔ اور ان کے مشن کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرما، یا اللہ! ایمان پر خاتمہ فرما، نزع کے وقت پیارے آقا علیہ السلام کی زیارت نصیب فرما۔ آمین!

حاجی محمد جمیل، لاہور:

﴾سلام بر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴿

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

شہر یار ارم، تاجدار حرم
نوبہار شفاعت پہ لاکھوں سلام

شب اسریٰ کے دولہا پہ دائم درود
نوشۂ بزم جنت پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اس جبین سعادت پہ لاکھوں سلام

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا
اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆☆☆

فہرست اولادِ نرینہ

میرے مرشد کامل حاجی محمد جمیل نقشبندی کیلانی کی دعا سے اولاد نرینہ پیدا ہوئی۔

1۔مولوی محمد امین صاحب ولد حاجی محمد رمضان	محمد طاہر (نواسہ)
2۔مولوی لیسین والٹن	لڑکا
3۔شاہد بریدہ سعودی عرب	محمد انس
4۔شہباز بریدہ سعودی عرب	محمد عمیر
7,6,5۔مہر مجید	نواسے (تین لڑکے)
11,10,9,8۔مہر رشید	نواسے (محمد اذان، محمد شایان، محمد دانیال، محمد معاذ، محمد انس صادق، محمد عبدالاحد، شہزاد، محمد مظہر صادق)
13,12۔مہر انور	پوتے (دو لڑکے)
15,14۔مہر ظہور دین محمد منیر	(دو لڑکے، محمد طاہر)
16۔محمد رشید دوگیچ	(محمد احمد)
17۔محمد نوید (دھرم پورہ)	(ایک لڑکا)
18۔سید اشفاق شاہ	ایک لڑکا (محمد قاسم)
19,20۔عبدالوحید (دوگیچ ٹاؤن)	دو بیٹے (محمد قاسم، محمد طاہر)
21۔محمد علی (گوجرانوالہ)	ایک بیٹا (محمد قاسم)
23,22۔عبدالمجید	دو بیٹے (محمد طاہر، محمد طیب)
24۔محمد عمران	ایک لڑکا (محمد قاسم)
26,25۔ڈاکٹر فرحان	دو بیٹے (محمد طاہر، عبدالرحمٰن)

27۔ محمد طارق۔	ایک لڑکا (محمد طاہر)
28۔ پدری، جمشید	ایک لڑکا (محمد طاہر)
29۔ محمد شفیع (جیندرا)	نواسہ (محمد طاہر)
30۔ حاجی لطیف (جیندرا)	(محمد طاہر)
31۔ واڑہ ستار	(محمد انس)
32۔ حاجی نذیر (دوگیج)	پوتا (محمد طاہر)
33۔ محمد یٰسین (دوگیج)	(محمد طیب)
34۔ حاجی لال دین (کوٹ عبدالمالک)	(محمد قاسم)
35۔ ساجد محمود (دوگیج)	بیٹا (محمد اویس)
36۔ پرویز (چونگی)	ایک لڑکا (محمد طاہر)
37۔ ہجویری ٹاؤن	(ایک لڑکا)
38۔ منشاء (گھوڑے شاہ)	ایک لڑکا (محمد طاہر)
39۔ زوالفقار (صدر چھاؤنی)	ایک لڑکا (محمد طاہر)
40۔ چچا اسحاق (دوگیج)	ایک لڑکا (محمد قاسم)
41۔ سبحان	(محمد اعجاز)
42۔ محمد یونس نقشبندی ولد محمد شفیع (دوگیج)	(محمد طاہر)
43۔ محمد بلال (واں)	(محمد انس)
44۔ محمد آصف (دوگیج)	(محمد انس)
45۔ ادریس (دوگیج)	(ایک لڑکا)
46۔ آصف محمود (چکوال)	(محمد انس)
47۔ محمد کاشف (ہربنس پورہ)	(محمد حسین)

49,48۔امجد(دوگیج)	(دولڑکے)
50۔شاہد(منہالہ)	(محمد احمد)
51۔حافظ محمد شکیل (دوگیج)	(محمد انس)
52۔چونگی امر سدھو معرفت سبحان (دوگیج)	(محمد حمزہ)
55,54,53۔بریدہ سعودی عرب	(تین لڑکے)
56۔شاہد(چونگی)	(محمد عبداللہ)
58,57۔حاجی منیر(دوگیج)	دونواسے (محمد انس، محمد حسنین)
59۔عبدالرحمٰن	ایک لڑکا (محمد بلال)
60۔محمد جمیل (ہڈیارہ)	ایک لڑکا (محمد بلال)
61۔شرقپور، کوٹ عبدالمالک	ایک لڑکا
62۔کاموئکی	ایک لڑکا
63۔میاں سنگھ	ایک لڑکا
64۔یاسین (گوجرانوالہ)	ایک لڑکا
65۔مہر اسحاق	نواسہ
66۔کوٹ عبدالمالک	ایک لڑکا
67۔اعظم (سلامت پورہ)	(محمد ابراہیم)
68۔عبدالوحید(دوگیج)	(محمد حمزہ)
69۔سبحان (دوگیج)	(محمد حمزہ)
70۔فریاد	ایک لڑکا
71۔اشرف محمود دادا جان محمد (جیندری)	(محی الدین)
72۔ محمد محمود	

73۔محمد شہزاد(دوگیج)	(محمد انس)
75,74۔فیاض	دولڑکے(محمد انس،حمزہ)
76۔سیالکوٹ	(محمد حمزہ)
77۔اللہ رکھا دودھی(دوگیج)	(محمد حمزہ)
78۔منہالہ	(محمد قاسم)
79۔حاجی مہر رفیق	نواسا(محمد فیضان)
80۔ندیم(دوگیج)	محمد زین
81۔عباس موٹا(دوگیج)	محمد انس
82۔یونس گھرکی(حبیبہ آباد)	پوتا(محمد بلال)(محمد قاسم)
83۔فیاض(دوگیج)	ایک لڑکا
85,84۔حاجی شفیع(جیندری)	دوپوتے(محمد انس،محمد قاسم)
87,86۔گارد	دولڑکے
89,88۔ذیشان(دوگیج)	دولڑکے(محمد عمیر،محمد حمزہ)
91,90۔وقاص(چکوال)	دولڑکے(محمد منیب،محمد آفتاب)
92۔کاشف(ہربنس پورہ)	(علی حسن)
93۔حافظ عظمت(جوڑے پل)	(محمد عمیر)
94۔بلجئیم	(محمد عامر)
95۔مقصود احمد(جیندری)	(محمد طیب)
96۔افضال(جیندری)	(محمد انس)
97۔حافظ شہزاد(جیندری)	(محمد طاہر)
98۔نعیم(سمن آباد)	لڑکا(نوفل)

99۔حاجی صفدر (دوگیج)		(محمد احمد)
100۔عبدلعزیز (جیندری)		
101۔محمد اقبال (مل والی گلی)		(محمد ابوبکر)
102۔جمشید		(عبدالحنان)
103۔محمد عامر (لندن)		(حسن)
104۔محمد زاہد		بیٹا (علی حسن)
105۔محمد اعظم (سلامت پورہ)		(محمد ابراہیم)
106۔محمد جمیل (ہڈیارہ)		(حمزہ)
107۔مہر نعیم (سمن آباد)		(محمد نوفل)
108۔محمد شہزاد (منظور کالونی)		(عبدالاحد)
112,111,110,109۔محمد صادق (جھلاراں)		چار لڑکے (محمد معیز، محمد انس، محمد معاذ، محمد طٰہٰ)
115,114,113۔شوکت علی (جھلاراں)		تین لڑکے (محمد دانیال، محمد اذان، محمد شایان)
116 محمد عظیم	ہربنس پورہ	محمد طیب
117 سرفراز احمد خاں	کراچی	محمد عمیر
118 محمد ریاض	کراچی	محمد طیب
119 فرحان	لندن	ارزلان
120 شفیق الرحمن		محمد احمد
121 لطیف سپاہی		(نواسہ) محمد احمد
122 نثار	پنج پیر	عطا محمد

123 عادل دودھی	دوگیج	علی رضا
124 فیاض		محمد قاسم
125 اتحاد ٹاؤن	والد محمد مقبول حسین	محمد قاسم
126 مل والی گلی	مبین ورزی	محمد حسین
127 محمد سرور	الطاف کالونی	محمد بلال
128 پدری		محمد طاہر
129 حاجی محمد سلیم	دوگیج	(لڑکا) محمد جمیل
130 محمد ندیم	نتھوکی	(لڑکا) محمد قاسم
131 محمد طیب		محمد فیضان
132 اصغر علی	کوٹ عبدالمالک	(لڑکا) محمد احمد
133 عدیل	دوگیج	محمد احمد
134 وحید احمد	دوگیج	محمد انس
135 محمد صفدر	بورے والہ	محمد احمد
136 محمد شریف	بورے والہ	(لڑکا) محمد احمد
137 واڑہ ستار		(لڑکا) محمد حسین
138 حمزہ	پڑھانہ	(ایک لڑکا)
139 والد فتح شیر	دوگیج	(لڑکا) محمد جہانزیب

دعوتِ میت سے متعلق تین اہم فتوے

عبادت بدنی اور مالی سے میت کو ایصال ثواب کرنا درست ہے۔ ایصال ثواب کی آڑ میں میت کے تیجے، ساتویں، دسویں اور چالیسویں کے مواقع پر برادری کی دعوت کرنا (جیسا کہ دورِ حاضر میں بطور رسم اور ریاکاری کیا جاتا ہے) شرعی نقطہ نظر سے منع ہے کیونکہ دعوت خوشی کے موقع پر کی جاتی ہے نہ کہ غمی کے موقع پر۔ البتہ ایصال ثواب کی غرض سے صرف غرباء مساکین، یتیموں اور بیوگان کو کھانا کھلانا درست ہے۔ یہ بھی ورثا کی مرضی پر منحصر ہے۔ اکثر آئمہ مساجد و خطباء کم علمی بے عملی اور یا پھر ذاتی مفادات کے پیش نظر یہ مسائل بتانے سے قاصر دکھائی دیتے ہیں۔ اس حوالے سے عوام الناس کی اصلاح اور استفادہ کے لیے سطور ذیل میں تین اہم فتوے پیش کیے جاتے ہیں۔

پہلا فتویٰ:

پہلا فتویٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ فتویٰ سے قبل آپ کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے:

حضرت امام احمد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ 1856ء کو حضرت علامہ مفتی نقی علی خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں بریلی شریف میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی سے علوم اسلامیہ کی تحصیل کی۔ چودہ سال کی عمر میں علوم اسلامیہ کی تکمیل کے بعد مسند افتاء پر جلوہ افروز ہوئے۔ خانوادہ برکاتیہ میں شرف ارادت حاصل کیا۔ ایک ماہ میں قرآن پاک حفظ کیا۔ **''کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن''** کے نام سے پہلا اردو ترجمہ پیش کیا۔ بارہ ضخیم جلدوں میں ''فتاویٰ رضویہ'' کے نام سے فقہی انسائیکلوپیڈیا پیش کیا جو یقیناً تجدیدی کارنامہ ہے۔ اس تاریخ ساز عظیم خدمت کے باعث ممتاز علماء عرب وعجم نے آپ کو ''مجددِ عصر'' قرار دیا اور ممتاز علماء و مشائخ اہل سنت نے ''اعلیٰ حضرت'' کا معزز لقب پیش کیا۔ عاشق رسول، ولی کامل اور صاحب کرامت بزرگ

تھے۔65 علوم فنون میں ایک ہزار سے زائد علمی، فقہی اور تحقیقی تصانیف مبارکہ یادگار ہیں۔ حامی شریعت اور ماحی بدعت تھے۔ 1921ء میں وصال فرمایا۔ مزار اقدس بریلی شریف میں مرجع خلائق ہے۔

دعوتِ میت کی ممانعت کے حوالے سے امام اہل سنت۔ مجدد وقت، اعلیٰ حضرت، حضرت امام احمد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں:

مسئلہ نمبر ۱۸۹: از ایرایاں۔ محلہ سادات، ضلع فتحپور مسئولہ حکیم سید نعمت اللہ صاحب۔ ۲۳ محرم ۱۳۳۹ھ

(۱) کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ سوم ودہم وچہلم میت کے کھانا جو پکتا ہے، اس کو برادری کو کھلادے اور خود جاکر کھائے تو جائز ہے؟ بعض کہتے ہیں کہ تین روز کے اندر میت کے گھر کا کھانا نہ کھائے بعد کو جائز ہے۔ یہ تفریق صحیح ہے؟ اگر صحیح ہے تو وجہ مابہ الفرق ارشاد ہو؟ (۲) مقولہ: طعام المیت یمیت القلب (میت کا کھانا دل کو مردہ کردیتا ہے) مستند قول ہے؟ اگر مستند ہے تو اس کے کیا معنی ہیں؟

الجواب:

(۱) سوم، دہم وچہلم کا کھانا مساکین کو دیا جائے برادری کو تقسیم یا برادری کو جمع کرکے کھلانا بے معنی ہے کما فی مجمع البرکات موت میں دعوت ناجائز ہے۔ فتح القدیر وغیرہ میں ہے: انھا بدعۃ مستقبحۃ لانھا شرعت فی السرور ولا فی الشرور (بیشک دعوت میت قبیح (بری بدعت) ہے کیونکہ دعوت تو خوشی کے موقع پر جائز ہے نہ کہ غمی کے موقع پر) تین دن تک اس کا محمول (رواج) ہے لہٰذا ممنوع ہے۔ اس کے بعد بھی موت کی نیت سے اگر دعوت کرے گا ممنوع (بدعت قبیحہ ہے جو حرام کے قریب) ہے (۲) یہ تجربہ کی بات ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ جو طعام میت کے متمنی رہتے ہیں، ان کا دل مرجاتا ہے۔ ذکر واطاعت الٰہی کیلئے حیات وچستی اس میں نہیں رہتی کہ وہ اپنے پیٹ کے لقمہ کے لیے موت مسلمین کے منتظر رہتے ہیں۔

کی لذت میں شامل۔واللہ تعالیٰ اعلم (امام احمد رضا خاں قادری: فتاویٰ رضویہ قدیم جلد چہارم ۲۲۳)

مزید ''دعوت میت'' کے حوالے سے ایک سوال کے جواب میں حضرت امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سبحان اللہ! اے مسلمان! یہ پوچھتا ہے جائز ہے کیا؟ یوں پوچھ کہ یہ ناپاک رسم کتنے قبیح اور شدید گناہوں، سخت خرابیوں پہ مشتمل ہے (امام احمد رضا خاں قادری: فتاویٰ رضویہ قدیم جلد چہارم قدیم ص ۱۳۸)۔

غریب لوگ بھی اگر دعوت میت سے احتراز کریں، تو ان کا یہ اقدام درست ہے۔اس سلسلے میں حضرت مفتی محمد خلیل خاں برکاتی لکھتے ہیں:

''بہت سے لوگ اگر چہ شرعاً غریب ہوتے ہیں سوم و چہلم وغیرہ کے موقعوں پر کی جانے والی دعوتوں میں شرکت سے گریز کرتے ہیں ان کا یہ اقدام صحیح ہے۔انہیں برادری یا پنچایت کے قانون میں گھسیٹنا مذموم حرکت ہے'' (علامہ مفتی محمد خلیل خاں برکاتی: سنی بہشتی زیور ص ۱۷۵)

میت کے سوم کے چنوں کا حکم بھی طعام میت جیسا ہے یعنی صرف غرباء مساکین اور یتیموں کیلئے جائز ہیں۔صاحب حیثیت، اغنیاء اوران کے بچوں کے لیے منع ہیں۔حضرت امام احمد رضا خاں قادری فرماتے ہیں: (سوم کے) چنے فقراء ہی کھائیں، غنی کو نہ چاہیے۔غنی بچوں کوان کے والدین منع کریں''۔(امام احمد رضا خاں قادری: فتاویٰ رضویہ قدیم جلد چہارم ص ۲۳۷) حضرت امام احمد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ نے تاحیات سوم کے چنے نہیں کھائے۔ آپ فرماتے ہیں: ''(چنوں سے) احتراز پسندیدہ ہے اسی پر ہمیشہ سے فقیر کا عمل ہے'' (امام احمد رضا خاں قادری: فتاویٰ رضویہ قدیم جلد چہارم ص ۱۳۷)۔

چنے لانے سے احتراز کیا جائے تاکہ ممکنہ قباحت پیدا ہی نہ ہو۔کلمہ طیبہ یا سورۂ اخلاص گٹھلیوں پر بھی پڑھی جاسکتی ہے۔حضرت امام احمد رضا خاں قادری رحمہ اللہ تعالیٰ نے

حضرت مولوی محمد شریف قندھاری، الٰہی بحق حضرت مولوی احمد یار بخاری امرتسری، الٰہی بحق حضرت سیّد میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ، الٰہی بحق حضرت سیّد سید محمود آغا برادر اور، حضرت سید میر جان کابلی رحمہم اللہ تعالیٰ۔

کشف و کرامات

حضرت سیّد سید محمود آغا رحمہ اللہ تعالیٰ صاحب کرامت ولی کامل تھے۔ آپ کی سب سے بڑی کرامت شریعت مطہرہ پر عمل پیرا ہونا ہے۔

پرندوں پر تصرف:۔

اہل اللہ کی پرندوں پر بھی حکومت ہوتی ہے۔ ایک دفعہ حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے چھوٹے بھائی حضرت سیّد سید محمود آغا رحمہ اللہ تعالیٰ سے فرمایا: بھائی صاحب! آپ جلدی سے ہمارے لیے کبوتر لانے کا انتظام کریں۔ زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ حضرت سیّد سید محمود آغا رحمہ اللہ تعالیٰ کبوتر لے کر حاضر ہو گئے۔ دریافت فرمایا: اتنی جلدی میں کبوتر کہاں سے لے آئے اور انہیں کیسے شکار کیا؟ جواب میں عرض کیا: حضور! میں نے اپنی آنکھ کے اشارے سے کبوتروں کا شکار کیا ہے اور انہیں خدمت میں پیش کر دیا۔

وصال مبارک:۔

ولی کامل حضرت سیّد سید محمود آغا رحمہ اللہ تعالیٰ کا عالم شباب میں ۱۱۔ ذوالحجہ ۱۲۹۹ھ مطابق 1882ء کو لاہور میں حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کی پُر انوار خانقاہ میں وصال ہوا۔

وصال مبارک کے وقت اپنے برادر اکبر حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ کو وصیت فرمائی کہ جہاں میری تدفین عمل میں لائی جائے وہاں ساتھ ہی آپ کا مزار بھی بننا چاہیے۔ اس سلسلے میں وصال کے وقت اپنے خدام سے وصیت فرمائی۔ وصیت کے مطابق آپ کا مزار حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں آپ کی بائیں طرف بنایا گیا۔ دونوں

بزرگوں کے درمیان حضرت میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار مبارک کے لیے جگہ چھوڑی گئی۔تاکہ بھائی کی وصیت پر پورا پورا عمل ہو سکے۔آپ کے وصال کے بیس سال بعد حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ کا وصال ہوا۔آپ کی وصیت کے مطابق مذکورہ دونوں مزاروں کے درمیان آپ کا مزار اقدس بنایا گیا۔

لوح مزار پر کندہ عبارت:۔

آپ کے مزار اقدس کی لوح پر درج ذیل عبارت کندہ ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

هُوَ الْبَاقِیْ

مزار

جناب قدوۃ السالکین حضرت محمود رحمہ اللہ تعالیٰ

بتاریخ وفات: ۱۱ ذوالحجہ ۱۲۹۹ھ

سالانہ عرس مبارک:۔

آپ کا سالانہ عرس مبارک ہر سال 21 ذوالحجہ کو دربار عالیہ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ (بیگم پورہ، باغبانپورہ) سے متصل مسجد میں انعقاد پذیر ہوتا ہے۔جس میں قرآن خوانی، نعت خوانی اور تقاریر علماء کی تقاریب کا اہتمام کیا جاتا ہے۔عرس مبارک کے اختتام پر حاضرین کی لنگر سے تواضع کی جاتی ہے۔

حضرت سیدہ بی بی جان کابلی رحمہا اللہ علیہا (ابتدائی حالات)

آپ حضرت میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ کی حقیقی ہمشیرہ محترمہ ہیں۔آپ کے تفصیلی

حالات معلوم نہیں ہو سکے۔ تذکرہ نگاروں نے سال ولادت بھی نہیں لکھا۔ آپ ولیہ کاملہ، عابدہ۔ زاہدہ، متقیہ، قائمۃ اللیل اور صائمۃ الدھر تھیں۔ زمانہ بچپن سے لے کر وصال تک پردے کا اہتمام فرمایا۔ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ اور برادران گرامی سے اکتساب فیض کیا۔ خواتین کی تعلیم و تربیت کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیا تھا۔ خاندانی اکابر کی طرح بعد از وصال بھی آپ سے کرامات و تصرفات کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔

روحانی رابطہ اور لاہور میں آمد:۔

حضرت سیدہ بی بی جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ ''افغانستان'' کے مشہور شہر ''کابل'' کی رہنے والی تھیں۔ شادی شدہ مگر لاولد تھیں۔ شوہر کا وصال ہو گیا۔ اپنے بھائی حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ جو لاہور میں درگاہِ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ پر مقیم تھے، سے روحانی طور پر مخاطب ہو کر عرض کیا: بھائی صاحب! کیا مجھے آپ کے پاس لاہور آنے کی اجازت ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں! آپ ہمارے پاس آسکتی ہیں۔ اجازت ملنے پر آپ کابل سے بذریعہ گاڑی پشاور آئیں۔ پھر وہاں سے بذریعہ ریل کار لاہور تشریف لائیں۔ جب آپ لاہور ریلوے اسٹیشن پر پہنچنے والی تھیں تو حضرت میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خادم خاص جناب کامل دین صاحب سے فرمایا: ابھی ہمارے ایک مہمان لاہور پہنچنے والے ہیں۔ لہٰذا ہمیں انہیں لانے کے لیے ریلوے اسٹیشن جانا ہے۔ خادم فوراً تیار ہو گیا۔ آپ خادم کو لے کر سٹیشن پر پہنچے تو گاڑی کھڑی ہوئی دکھائی دی۔ جس سے تمام سواریاں اتر چکی تھیں لیکن ایک باپردہ خاتون گاڑی میں موجود تھیں۔ وہ حضرت بی بی جان صاحبہ رحمہا اللہ تعالیٰ تھیں۔ آپ انہیں لے کر درگاہ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ میں تشریف لے آئے۔ خانقاہ پر پہنچنے پر آپ نے ہمشیرہ سے مخاطب ہو کر فرمایا: محترمہ ہمشیرہ صاحبہ! یہ مکان آپکی رہائش گاہ ہے، آپ اس سے باہر نہیں جا سکتیں۔ آپ کو ولایت سونپی گئی ہے۔ آپ خواتین کی تربیت کریں اور انہیں فیض رسانی کریں۔ غیر مرد کا

داخلہ یہاں ممنوع ہے۔آپ کا وصال بھی یہیں ہو گیا اور آپ کی آخری آرام گاہ بھی یہی مقام ہے۔مرشد گرامی کے حکم کے مطابق خادم کامل دین صاحب نظریں جھکائے ہوئے حضرت بی بی جان رحمہا اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہو کر استعمال کی اشیاء دریافت کرتے اور مطلوبہ اشیاء لاکر پردے میں ہی پیش کر دیتے تھے۔کوئی مرد آپ کے مزار اقدس پر حاضر نہیں ہو سکتا۔

البتہ حضرت علامہ حاجی محمد جمیل نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ اجازت لے کر جا سکتے ہیں۔کیونکہ آپ نے انہیں اپنا متبنیٰ (منہ بولا بیٹا) بنا رکھا ہے۔حضرت حاجی صاحب موصوف اجازت لے کر دوسرے مرد کو بھی فاتحہ خوانی کے لیے آپ کے مزار پر ساتھ لے جا سکتے ہیں۔مزار اقدس پر لائٹ کا انتظام ہونے کے باوجود آپ کے تصرف سے بتی نہیں جلتی۔

روحانی تصرف:۔

حضرت علامہ حاجی محمد جمیل نقشبندی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا بیان ہے کہ حضرت سید آغا جان نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت سید سید محمود آغا رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے برادر اکبر حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ سے حضرت مادھو لال حسین قادری رحمہ اللہ تعالیٰ کے عرس مبارک پر حاضری کی اجازت طلب کی جو انہیں دے دی گئی۔وہ عرس مبارک کی تقریب میں شامل ہوئے اور دربار عالیہ پر فاتحہ خوانی کی۔

دوران حاضری انہیں ایک بزرگ ملے جنہوں نے ان کی تمام جیبیں نوٹوں سے بھر دیں۔گھر واپسی پر انہوں نے یہ واقعہ حضرت بی بی جان رحمہا اللہ تعالیٰ سے عرض کیا۔

انہوں نے فرمایا:

نوٹوں سے آپ کی جیبیں بھرنے والے بزرگ شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ تھے۔اس واقعہ سے حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی شفقت حضرت بی بی جان رحمہا اللہ تعالیٰ کی کمال ولایت اور تصرف کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

چور پر تصرف:۔

ایک دفعہ ایک چور حضرت سیدہ صدیقہ جان رحمہا اللہ تعالیٰ کے گھر میں گھس آیا۔آپ
آپ نے چور کو دیکھتے ہی اپنا منہ دوسری طرف کرلیا۔

چور سے فرمایا:

میں سیدزادی ہوں تم جو چیز بھی لے جانا چاہو لے جاسکتے ہو۔ایک صندوق میں بی بی صاحبہ کی مختلف قیمتی اشیاء تھیں۔چور نے صندوق اٹھالیا اور بڑے اطمینان کے ساتھ چل پڑا۔متولی درگاہِ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ جناب میاں عبدالرشید صاحب نے چور کو رنگے ہاتھوں پکڑلیا۔انہوں نے چور کو بندوق کی گولی ماری جو اس کی ٹانگ پر لگی۔چور سامان پھینک کر بھاگنے میں کامیاب ہوگیا۔اس کی ٹانگ سے بہنے والے خون کے قطرے اس کے راستے کی نشاندہی کرتے رہے۔اس کا پیچھا کرنے سے وہ پکڑا گیا۔

وصال مبارک:۔

حضرت سیدہ بی بی جان رحمہا اللہ تعالیٰ نے 1914ء میں وصال فرمایا۔حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کی خانقاہ عالیہ سے متصل ایک بڑی حویلی کے مکان کے اندر خانہ کے ایک کمرے میں آپ کا مزار اقدس ہے۔وہاں کسی مرد کا جانا کجا عورت بھی فاتحہ وزیارت مزار اقدس کر کے لیے نہیں جاسکتی۔

حضرت سیدہ بی بی جان رحمہا اللہ تعالیٰ کے مزار اقدس پر چھت نہیں تھی۔جامع شریعت وطریقت حضرت علامہ حاجی محمد جمیل نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ نے اظہار عقیدت کرتے ہوئے آپ کے مزار پر چھت ڈلوائی ہے۔

علاوہ ازیں مزار اقدس کے کمرے میں خوبصورت قالین بچھایا ہے۔اللہ تعالیٰ حاجی صاحب کی خدمت کو قبول فرمائے اور مزید ذوق عطا فرمائے۔آمین!

سالانہ عرس مبارک:۔

حضرت حاجی محمد جمیل نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ (دو گنج ٹاؤن، لاہور) کے زیر اہتمام ۳۰ جمادی الثانی ۱۴۳۱ھ مطابق 13 جون 1010ء سے آپ کے سالانہ عرس مبارک کا آغاز ہو چکاہ۔ جو آئندہ ہر سال باقاعدگی سے 20 جمادی الثانی کو خانقاہ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ میں بعد از نماز ظہر منعقد ہوا کرے گا۔ شرکاء وزائرین کیلئے وسیع پیمانے پر لنگر کا انتظام ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

حضرت سید میر آغا شاہ بخاری نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ

(یکے از فرزندانِ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ)

دل حبِ الٰہی و عشق مصطفےٰ ﷺ سے معمور، ہمہ وقت درود شریف سے رطب اللسان، اصلاحِ خلق خدا مقصد حیات، چہرہ ابھرا ہوا، سینہ کشادہ، رنگ گندمی، ڈاڑھی گھنی، قد میانہ، لباس مطابق سنت۔ رفتار وگفتار میں عجز وانکساری کا عنصر غالب اور اپنے اسلاف کی چلتی پھرتی تصویر۔ یہ تھے حضرت سید میر آغا شاہ بخاری نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

خاندانی پس منظر:۔

آپ سادات گھرانے کے چشم وچراغ تھے۔ علاوہ ازیں یکے از فرزندانِ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ بھی تھے۔ آباء واجداد ''کابل'' (افغانستان) کے باسی تھے۔ والد گرامی ''کابل'' کے قاضی تھے۔ پیرومرشد کے حکم سے عہد قضاء سے استعفیٰ دے دیا تھا۔ بارہ سال تک حرمین شریفین میں قیام پذیر رہے اور متعدد حج کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔

ابتدائی حالات:۔

آپ عالم ربانی اور ولی کامل تھے۔ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں شرف بیعت اور اعزاز

خلافت حاصل کیا۔ جامع شریعت وطریقت ہونے کے باوجود کسی کو مرید نہیں کیا۔ فرمایا کرتے تھے کہ میں دنیا میں پردیسی ہوں جبکہ مرید کا بوجھ پیر پر ہوتا ہے۔ ذریعہ معاش تجارت تھا۔ کوئٹہ میں خشک میوہ جات کی تجارت کرتے تھے۔ عرصہ دراز تک کوئٹہ میں مقیم رہے۔ زلزلہ کے باعث کوئٹہ تباہ ہوگیا تو آپ کے تمام افراد خانہ جام شہادت نوش کر گئے۔ البتہ آپ معجزانہ طور پر بچ گئے۔ 1932ء میں کوئٹہ سے لاہور تشریف لائے۔ لاہور میں مختصر قیام کے بعد منڈی فیض آباد (ڈھوکا منڈی) ضلع شیخوپورہ میں نقل مکانی کر گئے۔ آپ فیصل آباد، خانیوال اور منڈی وارٹن میں بھی رہے لیکن زیادہ عرصہ منڈی فیض آباد میں رہائش پذیر رہے۔ آپ نے دو شادیاں کی تھیں۔

فیاضی وسخاوت:۔

حضرت شاہ صاحب سخی، فیاض اور دریادل تھے۔ کسی سائل کو محروم نہیں کرتے تھے۔ آپ کی سخاوت کرامت سے کم نہیں تھی۔ سخاوت دیکھ کر لوگ اظہار عقیدت کرتے کہ آپ کے پاس اتنی دولت کہاں سے آتی ہے؟۔

اولیاءکرام سے عقیدت:۔

آپ کو اولیاء کرام سے والہانہ عقیدت تھی۔ اس عقیدت کی بنا پر بے شمار اولیاء کرام کے مزارات پر حاضری دی اور اکتساب فیض کیا۔ جن اولیاء کرام کے مزارات پر حاضری دی، ان میں سے چند ایک اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سید میر جان کابلی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سید سید محمود آغا رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سید بھلے شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیر ربانی

شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ۔

کشف و کرامات

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ صاحب کرامت بزرگ تھے۔ حاجی محمد حنیف صاحب کا بیان ہے کہ حاجی نواز صاحب کے پاس ایک بھینس تھی جو پانچ کلو دودھ دیتی تھی، اس کا دودھ کم ہو کر دو کلو باقی رہ گیا تھا۔ وہ روزانہ ایک بڑا گلاس دودھ حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں پیش کرتے تھے۔ انہوں نے ایک دن دودھ کی کمی کے بارے میں آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ نے فرمایا: آپ بھینس کے کان میں کہیں کہ ہم تو تیری خدمت پوری کرتے ہیں۔ جبکہ تو دودھ کم دیتی ہے۔ تیرا کیا خیال ہے؟ اس ارشاد پر عمل کیا گیا آئندہ روز بھینس نے دو کلو کی بجائے پانچ کلو دودھ دینا شروع کر دیا۔

دو ماہ بعد بھینس کا دودھ پھر کم ہو گیا۔ دوبارہ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ آپ نے سورۂ رحمان پڑھ کر بھینس کو پھونک مارنے کا حکم دیا۔ تعمیل ارشاد کی گئی بھینس نے دوبارہ پانچ کلو دودھ دینا شروع کر دیا۔

حاجی محمد حنیف صاحب کا بیان ہے کہ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ حاجی محمد نواز صاحب کے مکان میں رہائش پذیر تھے۔ آپ نے سامان اُٹھا کر دوسری جگہ رہائش اختیار کر لی۔ ایک دن آپ نے فرمایا: ہم نے یہاں سے بھی چلے جانا ہے۔ ہم آپ کی بات نہ سمجھ پائے۔ آپ سے دریافت کیا: حضور! آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟ آپ جہاں جائیں گے ہم وہاں آجائیں گے۔ جواب میں فرمایا: تم لوگ میرے پاس نہیں آسکتے تمہارے لیے ابھی بہت وقت ہے۔ اگلے روز آپ کا وصال ہو گیا۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے مشہور ولی کامل حضرت سید میر آغا شاہ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ (حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بھتیجے) کی خدمت (منڈی فیض آباد، ضلع

شیخوپورہ) میں عرصہ دراز تک حضرت حاجی محمد جمیل نقشبندی صاحب مدظلہ العالی حاضر ہوتے رہے۔

1977ء میں ان کی طرف سے آپ کو "دلائل الخیرات شریف" پڑھنے اور دیگر وظائف کی اجازت عنایت ہوئی۔ حضرت صوفی محمد صدیق نقشبندی مرولوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی حاجی صاحب کو مختلف وظائف اور تعویذات ودم کرنے کی اجازت ہے۔

وصال مبارک:۔

آپ نے 31 اکتوبر 1979ء میں وصال فرمایا۔ حسب وصیت حضرت حاجی طفیل صاحب نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ منڈی فیض آباد میں مدفون ہوئے۔ مزارِ اقدس مرجع خلائق ہے۔

بعداز وصال مشائخ سے اکتسابِ فیوض وبرکات کے مختلف طریقے ہیں، مثلاً

☆ درگاہ میں حاضری وفاتحہ خوانی کے ذریعے۔

☆ جب بھی چاہیں حسبِ طبیعت وطاقت ایصالِ ثواب کرکے۔

☆ سالانہ عرس مبارک کی شکل میں ایصالِ ثواب کرکے۔

☆ ختم خواجگان کے ذریعے۔

☆ ختم خواجگان جو ہمارے طریقے پر پڑھا جاتا ہے، سات بزرگوں کی طرف منسوب ہے:

(اوّل) حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمہ اللہ تعالیٰ (دوم) حضرت عارف ریوگری رحمہ اللہ تعالیٰ (سوم) حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمہ اللہ تعالیٰ (چہارم) حضرت خواجہ علی رامیتنی رحمہ اللہ تعالیٰ (پنجم) حضرت خواجہ بابا سماسی رحمہ اللہ تعالیٰ (ششم) حضرت سید میر کلال رحمہ اللہ تعالیٰ، (ہفتم) حضرت خواجگان شیخ طریقت خواجہ بہاء الدین نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ۔ مگر چونکہ تعداد اسماء میں کسی قدر اختلاف ہے۔ اس لیے اس طرح بخش دینا چاہیے کہ الٰہی اس ختم کا ثواب ان

خواجگان کے لیے ہے۔

حضرت مہر دین چشتی صابری رحمہ اللہ تعالیٰ بن نبی بخش المعروف نھو سنیارا بہت بڑے ولی اکمل تھے۔ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ بابا فضل شاہ کلیامی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیعت ہیں۔ آپ بابا فضل شاہ کلیامی رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اکبر ہیں۔ بابا فضل شاہ کلیامی رحمہ اللہ تعالیٰ کی نمازِ جنازہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑہ شریف نے پڑھائی تھی۔ آپ کے فرزندِ اکبر محمد اسلام رحمہ اللہ تعالیٰ درودِ ابراہیمی کثرت سے پڑھتے تھے۔ ۲۷ رمضان المبارک کو درودِ پاک پڑھتے ہوئے وصل فرمایا۔ آپ کا مزارِ پُر انوار حضرت سید پیر بہار شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ والے قبرستان کے قریب بہار شاہ روڈ پر واقع ہے۔ حضرت مہر دین رحمہ اللہ تعالیٰ کے پوتے حضرت درویش افتخار راجا ۱۱ دسمبر ۱۹۸۴ء کو اکتالیس برس کی عمر میں وصال فرما گئے۔ آپ کا مزارِ پُر انوار ضرار شہید روڈ پر قبرستان غوثیہ میں واقع ہے۔

کلام درویش افتخار راجہ رحمۃ اللہ علیہ

قدم قدم ہوگئی ہے ساقی وہ لغزشِ انقلاب پیدا
جہاں چھلک جائے جام اپنا ہزار ہوں آفتاب پیدا
بہار قدموں پہ سر جھکائے حسین غنچے سلام بھیجیں
تجلیاں آپ در پہ آئیں نگاہ میں کر کے تاب پیدا
جو قرب و دوری کے درمیاں ہے وہ اک تعلق بڑا حسیں ہے
ورائے حد وصال ہوتا ہے عالم صد حجاب پیدا
ہزارہا منزلوں میں بڑھ کر ہمارے نقشِ قدم کو چوما
جدھر جدھر سے گزر گئے ہم ہوا نہ اپنا جواب پیدا
کبھی کبھی شام غم نے بخشی ہے زندگی کو عجیب مستی
کبھی کبھی آنسوؤں نے چھپ کر کیا ہے کیف شراب پیدا

(ماخوذ از سوچ رُت، 1984ء، مصباح الحقیقت)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

جانِ جاناں عارفاں حضرت سیّد میر جان کابلی رحمۃ اللہ علیہ

میاں عبداللہ ولد میاں ہاشم کو جناب سرکار حضرت سیّد میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دستِ حق پر بیعت کا شرف حاصل ہوا۔ مرشد کامل کی خدمت میں رہ کر عبادت و ریاضت اور امورِ لنگر خانہ کی خدمات انجام دیتے رہے۔ تقریباً 75 سال کی عمر میں مرشد کامل کی طرف سے شادی کا حکم ہوا۔ تکمیل حکم کی خاطر اپنی منہ بولی بہن سے انتظام کی درخواست کی اس سے جواب ملا کہ بھائی قبر تلاشنے کی عمر میں دلہن تلاش کرتے ہو۔ خاموش ہو رہے۔ مرشد کے پوچھنے پر درخواست گذار ہوئے کہ حضرت لوگ شادی کے معاملہ میں میرا مذاق اُڑاتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت نے فرمایا میاں اٹھو اور ابھی جاؤ کسی امیر وزیر چاہے کسی بادشاہ کی بیٹی ہو، کنواری ہو یا بیوہ ہو پسند کر لو، میں آٹھ دن کے اندر تمہاری شادی کروں گا۔ بحکم مرشد میاں عبداللہ اپنی ہمشیرہ کے ہمراہ ضلع شیخوپورہ کے ایک گاؤں برج اٹاری اپنے تعلق داروں کے ہاں طالب رشتہ ہوئے۔ جب انہوں نے سنا کہ یہ ہماری جوان بچی کے لیے ایک بوڑھے کا رشتہ لے کر آئے ہیں تو بھڑک اٹھے انہیں آگ بگولا دیکھ کر بڑی مشکل سے جان چھڑائی اور واپس آکر سارا قصہ حضرت کی خدمت میں بیان کیا۔ حضرت سن کر مسکرائے اور فرمایا میاں جو میں دیکھتا ہوں تم نہیں دیکھتے، لہٰذا لڑکی کے باپ کو خواب میں کسی بزرگ نے اپنی لڑکی کا نکاح میاں عبداللہ سے کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ بیدار ہونے پر اس نے اپنے اہلِ خانہ کو اکٹھا کیا اور اپنی بچی کے ہمراہ حاضر خدمت ہوا اور حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بچی کے نکاح کی درخواست کی۔ حضرت نے خود نکاح پڑھایا۔

(1) بعد نکاح بچی کو تھپکی دی تو بچی بیہوش ہوگئی، تمام احباب پریشان ہوگئے، سب کو پریشان دیکھ کر حضرت نے فرمایا گھبراؤ نہیں یہ ٹھیک ہے۔ یہ تھپکی اس کے لیے ایمان کی سلامتی

ہے میاں بوڑھا ہے اور یہ جوان کوئی غیر محرم نظر اسے دیکھ نہ پائے گی۔ ایسا ہی ہوا جب بی بی میاں کو گھر سے کھانا دینے آتی تو کوئی بھی دیکھ نہ پاتا، اور میاں سے پوچھتے کہ میاں کھانا کون دینے آیا تھا میاں عبداللہ کے بتانے پر سب حیران رہ جاتے۔

(2) ایک دفعہ کسی نے میاں عبداللہ کے گھر کو عداوت کی بنا پر آگ لگا دی تو میاں دوڑتے ہوئے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ حضرت کنوئیں سے پانی نکال نکال کر اپنے پاؤں پر ڈال رہے ہیں میاں کو دیکھ کر فرمانے لگے میاں پریشان مت ہو آگ تو بجھ چکی ہے جب واپس لوٹ کر دیکھا تو آگ واقعی بجھ چکی تھی۔

میاں عبداللہ کی اولاد میں تین بیٹے ا۔امام دین ۲۔حسن دین ۳۔ چراغ دین اور ایک بیٹی ۴۔حسن بی بی تھیں، جو حضرت سیّد میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دعائے خاص سے ہوئیں۔

(3) حضرت سائیں چراغ دین قادری رحمہ اللہ تعالیٰ:۔

جو کہ سب سے چھوٹے تھے حضرت نے قبل از وقت ان کی پیدائش کی نوید سنائی اور چراغ دین نام تجویز کیا۔

(4) حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ:۔

اکثر میاں عبداللہ کے گھر تشریف لے جاتے آرام فرماتے اور اس گھر کو اپنا گھر بیان فرماتے۔ایک دن تشریف لائے اور چھت پر چڑھ کر چار دیواری کے اوپر بمشکل دو تین اینٹوں کی بلند اور کچی تھی چلنا شروع کر دیا۔یہ دیکھ کر میاں صاحب نے گذارش کی کہ حضرت دیواریں کچی ہیں۔آپ برائے کرم نیچے تشریف لے آئیں تو حضرت نے فرمایا میاں جو ہم دیکھتے ہیں تم نہیں دیکھتے۔اللہ تمہیں فرزند عطا فرمائے گا اس کا نام چراغ دین رکھنا وہ یہاں سے گرے گا مگر اسے چوٹ نہ آئے گی۔ایسا ہی ہوا چند سال گزرنے کے بعد میاں عبداللہ کے ہاں اللہ تعالیٰ نے

فرزند عطا فرمایا جو بحکم مرشدان کا نام چراغ دین رکھا گیا پھر وہ وہاں سے گرے مگر اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دعائے خیر کی بدولت انہیں ہرگز چوٹ نہ لگی۔ جو بعد میں سائیں چراغ دین، سائیں چراغ شاہ کے نام سے جانے جاتے رہے۔ سائیں چراغ دین کو حضرت سیّد میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس سے بے حد محبت وعقیدت تھی اکثر آپ کے مزار پُر انوار پر درود وسلام کی غرض سے حاضر ہوتے۔

(5) ایک دن میاں عبداللہ درگاہ حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ سے گھر واپس جانے لگے تو حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے میاں کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا میاں گھر جا رہے ہو تو میرے بچوں کے لئے کچھ لیتے جاؤ وہاں ایک درخت کے پاس بڑی بڑی ٹانگوں والی بہت سی چیونٹیاں موجود تھی۔ ایک بڑے سے رومال میں ڈال دیں اور گھر جانے کا حکم صادر فرمایا۔ وہاں سے رخصت ہو کر میاں عبداللہ نے سوچا کہ حضرت نے چیونٹیاں تھما دیں اور کہا کہ بچوں کیلئے لے جاؤ اسی کشمکش میں دیکھنا چاہا کہ کیا حکمت ہے دیکھا تو ساری کی ساری چیونٹیاں مٹھائی بن چکی تھیں۔ تو میاں عبداللہ نے حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس کرامت کو تمام احباب سے بڑے جوش وخروش سے بیان فرمایا اور حضرت کی محبت وعنایت پر بڑی خوشی کا اظہار فرمایا۔

☆☆☆☆☆

حضرت سیّد سید محمودؒ برادر حضرت سیّد میر جان کابلی رحمۃ اللہ علیہ

ایک دن حضرت سید سید محمود رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میاں عبداللہ! ہمارے پاس بھی بیٹھا کرو۔ عرض کی سرکار! ہم اس لائق کہاں؟ کہ آپ کے پاس بیٹھیں۔ آپ فیض کا سمندر سنبھالے بیٹھے ہیں اور ہم اب تک پیاسے ہیں، ان کو فرمایا یہ بات ہے تو آؤ ہمارے سینے سے لگو، سینے سے لگنا تھا کہ باطن روشن ہوگیا اور درمیان کعبہ تمام حجاب اٹھ گئے جس نے جدھر دیکھا کعبہ ہی نظر آیا۔ تو رفع حاجت میں پریشانی ہوئی جس طرف دیکھتے سامنے کعبہ ہوتا، کھانا پینا چھوڑ دیا حاجت روک دی اور ایک چلتے کنویں میں اتر گئے۔ تو حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کنویں پر پہنچ کر آواز دی تو مرشد کامل کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے باہر نکل آئے۔ دیکھ کر حضرت میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میاں تھوڑی جگہ میں بہت زیادہ سامان رکھ دیا گیا ہے، یہ تو ہونا ہی تھا۔ سینے سے لگایا تو کسی حد تک سکون قلبی عطا فرمائی اور رفع حاجت سے فارغ ہو کر حاضرِ خدمت کا حکم صادر فرمایا۔ اور فرمایا میاں یہ جو کچھ بھی میں نے تم سے لیا ہے یہ میرے پاس تمہاری امانت ہے اگر میں تم سے پہلے دنیا سے چلا گیا تو تم میری قبر پہ ہاتھ رکھ دینا میں تمہیں عطا کردوں گا۔ اگر تم مجھ سے پہلے چلے گئے تو میں تمہاری قبر پہ آکر تم کو عطا کردوں گا۔

میاں عبداللہ اپنے آخری وقت تک اپنے مرشد کامل کے طریق پر چلتے رہے۔ ایک دن کسی کام کی غرض سے امرتسر گئے وہاں عشاء کی اذان ہوگئی بڑا بیٹا امام دین بھی ساتھ تھا اذان سن کر کہنے لگے امام دین! ہم نے تو نماز حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کی مسجد میں پڑھنی تھی۔

کہا کہ امام دین آنکھ بند کرلو اور ہمارے ہاتھ پہ ہاتھ رکھو ابھی چند قدم ہی چلے تھے۔ کہا کہ امام دین! آنکھ کھول لو ہم پہنچ چکے ہیں۔ حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مریدین کی شان یہ ہے کہ اذان امرتسر سن کر نماز باجماعت مسجد حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ میں ادا کی۔

تو جناب حضرت سید میر جان کابلی رحمۃ اللہ علیہ کی شان کیا ہو گی؟

وفات:۔

میاں عبداللہ بحکم مرشد عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے۔ ایک دن نماز فجر کے بعد اپنے اہل و عیال اور تمام احباب سے کہنے لگے کہ بھائی آج سب ہم سے مل لو آج ہم دنیا سے رخصت ہونے والے ہیں۔ لہٰذا ایسا ہی ہوا کہ اپنے سب سے چھوٹے بیٹے سائیں چراغ دین قادری کو اپنے علم و فیض کا وارث ٹھہرا کر خالق حقیقی سے جا ملے۔ ان کی قبر مبارک دربار حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ مرشد کامل کے قدموں کی طرف ہے۔

میاں عبداللہ حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ کے واحد مرید تھے جو سید محمود رحمہ اللہ تعالیٰ صاحب سے بھی فیض یاب تھے۔

☆☆☆☆☆

(کرامات بابا کابلی رحمہ اللہ علیہ) ڈیرہ سیّداں دا سید سیف علی شاہ

(سیّد سعید احمد شاہ بخاری سید وحید احمد شاہ بخاری اولاد ولی شاہ محمد رحمۃ اللہ علیہ)

﴿1﴾ حاجی امام دین کوٹ خواجہ سعید کے رہنے والے تھے اُن کے والد مٹی کے برتن بناتے تھے۔ اُن کی نرینہ اولاد نہیں تھی۔ حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دعا سے حاجی امام دین پیدا ہوئے۔ حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے والد کو حکم دیا کہ بچے کا نام امام دین رکھو۔ امام دین کے والد نے اپنے بیٹے کو حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ کی گود میں ڈال دیا۔ اُسی وقت اُس بچے کو چھی بندری درخت کی سب سے اونچی چوٹی پر لے گئی۔ بندر کا نام موتی تھا۔ چھی کو حضرت صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فارسی زبان میں حکم دیا کہ اس کو نیچے لے آؤ۔ چھی بندری بچے کو نیچے لے آئی۔ بچہ رویا بھی نہیں، بچے کے والد کا ایمان کامل تھا کہ حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہوتے ہوئے میرے بچے کو کچھ نہیں ہو سکتا۔ لیکن بچے کی والدہ کا ایمان کمزور تھا۔

حضرت میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جتنا اونچا یہ چھی بندری بچے کو لے کر گئی ہے اسی طرح اس کی عمر بھی بہت لمبی ہوگی۔ اور واقعی ان کی طبعی عمر سو سال کی ہوئی۔

﴿2﴾ ایک بابا محمد، ذات کا جولاہا تھا۔ وہ بہت غریب تھا۔ ایک حجرے میں اس نے کھڈی لگائی ہوئی تھی۔ وہ ریشمی کپڑے والی لنگی بناتا تھا۔ ایک بندر اور بندری نے وہ تانی توڑ دی تھی۔ بابا محمد صاحب پریشان ہو گئے کہ میں نے تو اُجرت بھی لینی تھی۔ اب کیا ہوگا مال بھی کسی کا ہے۔ سائیں کامل دین جو حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ کا خاص خادم تھا۔ اس نے حضرت صاحب کو بتایا کہ بابا محمد بہت پریشان ہے اس کی کھڈی کی تانی ایک بندر بندری نے توڑ دی ہے۔ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ بندر اور بندری کو ایک گھنٹہ کیلئے کمرے میں بند کر دیں۔ جب وہ تانی جوڑ دیں تو ان کو باہر نکال دینا۔ جب ایک گھنٹے کے بعد دروازہ کھولا گیا تو کچھ

دھاگے ٹوٹے رہ گئے تھے باقی سب ٹھیک ہو گئے تھے۔ حضرت سید میر جان کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ بندر بندری کو دوبارہ آدھے گھنٹے کے لیے کمرے میں بند کر دو، جب تانی ٹھیک ہو جائے تو انہیں باہر نکال دینا۔ آدھے گھنٹے کے بعد جب دروازہ کھولا گیا تو کھڈی بالکل ٹھیک تھی۔ نہ کوئی گانٹھ لگائی گئی تھی، نہ کوئی مروڑی دی گئی تھی۔

﴿3﴾ سید ولی شاہ محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ اپنی زمینوں کے کام کے سلسلے میں شرقپور شریف گئے ان کے ساتھ ان کے بیٹے سید یوسف علی شاہ بھی تھے۔ آپ کا کام جلدی ختم ہو گیا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنے بیٹے سید یوسف علی شاہ سے کہا ابھی ٹائم ہے بگھی کا رخ میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کے آستانہ کی طرف موڑ لو۔ حضرت میاں شیر ربانی شرقپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ کشف القلوب اور کشف القبور بھی تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ اپنے مریدوں کا لشکر لے کر چل پڑے۔ حضرت میاں شیر ربانی شرقپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنے مریدوں سے فرمایا آؤ آپ ولی کامل جو سید ہیں ان کی زیارت کر کے آتے ہیں۔ جب شاہ ولی رحمۃ اللہ تعالیٰ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ سے ملے اور کہا کہ ہم آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ کی زیارت کرنے آئے ہیں۔ حضرت میاں شیر ربانی شرقپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا شاہ جی آپ زیارت کرنے نہیں، کروانے آئے ہیں۔ وہاں ایک آدمی آیا ہوا تھا جو قوم کا ماشم تھا وہ وہاں مونجری لینے آیا ہوا تھا۔ اس نے کہا کہ میں میاں شیر ربانی شرقپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ کی زیارت کیلئے آیا ہوں میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، کچھ لوگ اپنے کام کے لیے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کی زیارت کرنے کیلئے آیا ہوا ہوں۔

روایت سید سعید احمد شاہ بخاری

﴿4﴾ سید ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ نے گھر میں نماز پڑھائی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے سید ولی شاہ محمد اور مولوی محمد بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ کو حکم دیا کہ دونوں دو دو نمازیوں کی جگہ پر کھڑے ہوں۔ اُن کے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ کھلے کھلے جتنی جگہ میں دو نمازی نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوتے

ہیں اُتنی جگہ میں وہ کھڑے ہو جائیں۔ نماز پڑھتے ہوئے مولوی محمد بخش رحمہ اللہ تعالیٰ کے دل میں خیال آیا کہ حضرت صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کم علم رکھتے ہیں۔ اس لیے ہمیں کھلا کھلا ہو کر کھڑا ہونے کا حکم دیا ہے۔ اچانک مولوی محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کو مولانا روم رحمہ اللہ تعالیٰ کی حکایت یاد آ گئی کہ اگر مرشد شراب سے بھیگے ہوئے مصلے پر بھی کھڑا ہونے کا حکم دے تو بغیر کسی چوں چراں کے کھڑا ہو جانا چاہیے۔ اس میں بھی کوئی حکمت و راز ہوتا ہے۔ جب سید ہاشمؒ رحمہ اللہ تعالیٰ نے سلام پھیرا اور آپ رحمہ اللہ تعالیٰ مولوی محمد بخش سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ آپ کے دل میں خیال آیا کہ حضرت صاحب کم علم رکھتے ہیں اس لئے دو نمازیوں کی جگہ پر کھڑا ہونے کا کہہ رہے ہیں۔

اُس کے بعد آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کو مولانا روم رحمہ اللہ تعالیٰ کی حکایت یاد آ گئی کہ اگر مرشد شراب سے بھیگے ہوئے مصلے پر بھی کھڑا ہونے کا حکم دے تو بغیر کسی چوں چراں کے کھڑا ہو جانا چاہیے۔ جب یہ حکایت آپ کو یاد آئی تو آپ کے دل کو تسلی ہوئی اور آپ خاموش ہو گئے۔

سید ہاشم رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آپ کو کھلا کھلا کر کے کھڑا ہونے کا حکم اس لئے دیا کہ آپ کے گھر ایک شہید بھی ہے اس نے بھی نماز پڑھنی تھی اور شہید کبھی مرتا نہیں ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔ مولوی محمد بخش رحمہ اللہ تعالیٰ سید ہاشم رحمہ اللہ تعالیٰ سے عرض کی حضور میں حج کرنے جانا چاہتا ہوں۔ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: چلے جاؤ لوگ بھی جا رہے ہیں۔ مولوی محمد بخش رحمہ اللہ تعالیٰ نے عرض کی حضور میں نے وہاں جا کر ٹکریں نہیں مارنی، میں نے حضور ﷺ کی زیارت کرنی ہے۔ سید ہاشم رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پھر آپ اگلے سال چلے جانا۔ جب اگلا سال آیا تو سید ہاشم رحمہ اللہ تعالیٰ نے مولوی محمد بخش کو فرمایا مسجد نبوی میں چلے جانا اور وہاں تھمب گن کر بیٹھ جانا اور اپنے چہرے کا رخ منبرِ رسول ﷺ کی طرف کر لینا۔ باوضو ہو کر بیٹھنا اور وضو ٹوٹنے نہ دینا اور درودِ خضری کا ورد کرتے رہنا۔ دربان، مسجد نبوی ﷺ کو دس بجے رات کو بند

کر دیتے ہیں۔تم کسی دربان کو پانچ ریال دے دینا۔ مولوی محمد بخش رحمہ اللہ تعالیٰ نے دربان کو پانچ ریال دے دیئے وہ دربان ولی کامل تھا اس نے مولوی محمد بخش کو تھمب گن کرو ہیں بٹھا دیا جہاں مولوی محمد بخش رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرشد کامل نے بیٹھنے کو کہا تھا اور اس ولی کامل نے بھی مولوی محمد بخش کو درود خضری پڑھنے کو کہا۔ولی کامل نے کہا میں تمہیں ساری رات قہوہ پلاتا رہوں گا تم نے سونا نہیں رات کے وقت بارہ سے ایک بجے کے درمیان تمہیں حضور ﷺ بمعہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت ہوگی ۔ مسجد نبوی ﷺ پوری نور سے روشن اور خوشبوؤں سے معطر ہو جائے گی۔مولوی محمد بخش رحمہ اللہ تعالیٰ پریشان ہو گئے کہ جو باتیں میرے مرشد کامل نے مجھے بتائی تھیں وہی باتیں یہ مجھے دربان بتا رہا ہے۔

مولوی محمد بخش کو بارہ سے ایک بجے کے درمیان زیارت ہوئی۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرشد کامل جہان فانی سے ظاہری پردہ کر گئے۔مولوی محمد بخش رحمہ اللہ تعالیٰ پھر دوبارہ اگلے سال حج کرنے گئے اور وہی طریقہ اپنایا جو اُن کے مرشد کامل نے بتایا تھا لیکن آپ کو زیارت نہ ہوئی۔ پہلے آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کو زیارت اس لئے ہوئی کہ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرشد کامل ظاہری طور پر حیات تھے۔مولوی محمد بخش کو ایک بزرگ نے پنجابی میں فرمایا:

پہلی وی کیتی گوائی۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔ **اَمَّابَعْدُ** احقر العباد منشی اللہ بخش گورنمنٹ پنشنر مرید حضرت سید السادات حضرت شاہ صاحب سید میر جان شاہ صاحب آغا نقشبندی، قادری، چشتی، سہروردی، مداری، کبروی، قلندری مجددی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ برادران طریقت کے فائدہ کے لئے تحریر کرتا ہے کہ وہ ختم جو حضرت شاہ صاحب مرحوم عموماً ہر صبح وشام سالانہ عرسوں کے موقع پر اور خاص ضرورتوں کے وقت اپنے مُریدوں اور معتقدوں کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ حسب ذیل ہیں۔ بمعہ پڑھنے کے طریقہ کے۔

صبح کا ختم شریف

چاہیے کہ امام ختم یعنی ختم پڑھانے والا اور دوسرے ختم پڑھنے والوں کیساتھ ایک حلقہ مکمل یا اگر ضرورت ہو تو حلقہ غیر مکمل کی شکل میں ایک پاکیزہ چادر کے حاشیہ کے نیچے دونوں زانو رکھ کر دوزانو بیٹھ کر ختم شریف اس طرح شروع کرے کہ پہلے سب دونوں ہاتھ بطور دعا اُٹھائیں اور امام ختم یہ دعا مانگے۔ اور دعا مانگنے سے پہلے ختم دانے تھیلی سے چادر ختم پر ڈال لئے جائیں۔

دعائے افتتاحیہ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔ الٰہی علوِّ ترقی درجاتِ مراتب پیر پیراں میر میراں والی طریقت قطب ربانی محبوبِ سبحانی قندیلِ نورانی شہبازِ لامکانی بانی مسلمانی حضرت میراں محی الدین سلطان شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ الٰہی علوِّ ترقی درجات مراتب پیر پیراں میر میراں والی طریقت دستگیرِ درماندگان خواجہ خواجگان خواجہ جہان آفتاب

جہان تاب مشکل کشائے ہر بند خواجہ **محمد بہاو الحقِ وَالمِلّتِ وَالدِّیْنِ**

حضرت خواجہ محمد بہاء الدین نقشبند بلاگردان بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت شیخ الدین

شیخ معروف کرخی شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی خواجہ نجم الدین طامۃ الکبریٰ خواجہ معین

الدین چشتی پیر سیّد علی ہمدانی **حضرت ایشاں** خواجہ خاوند محمود مغفور مرحوم۔ حضرت خواجہ

باقی باللہ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی نقشبندی عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم صاحب شیخ

الدین شیخ سیف الدین صاحب سید السادات سیّد نور محمد صاحب بداونی شمس الدین حبیب اللہ

حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں شہید شاہ غلام علی شاہ صاحب۔ شاہ ابو سعید صاحب شاہ احمد سعید

مولانا مولوی محمد شریف صاحب ،مولانا مولوی احمد یار صاحب بخاری سید السادات سیّدنا

ومرشدنا و ہادینا حضرت شاہ صاحب **حضرت سید میر جان صاحب**

سیّد السّادات سیّدنا حضرت سیّد محمود صاحب آغا سیّد السّادات سیّدنا حضرت سیّد میر فضل اللہ

صاحب آغا رضی اللہ تعالیٰ اجمعین۔ بروح شاں۔

(۱) فاتحہ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم ط

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱﴾ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴿۲﴾ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ﴿۳﴾ اِیَّاکَ

نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ﴿۴﴾ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ

عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ﴿۶﴾ اٰمِیْن ط

بعد فاتحہ شریف کے امام ختم اوراد قادریہ پڑھے اور دوسرے بھی جن کو اوراد قادریہ

یاد ہو امام ختم کیساتھ ساتھ پڑھیں۔ مگر یہ احتیاط رکھیں کہ کوئی جملہ اوراد شریف کا امام ختم سے پہلے

نہ پڑھیں بلکہ تمام اس کے ساتھ ساتھ پڑھتے جائیں۔اوراد شریف یہ ہے۔نیز اوراد قادریہ پڑھتے پڑھتے ختم دانوں میں سے گیارہ بڑے دانے علیحدہ کئے جائیں۔اور باقی سودانے پانچ پانچ کر کے گن لئے جائیں۔

(۲) اَوْرادِ قادریہ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ ۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ ۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیَّ الْقَیُّوْمَ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ وَاَسْئَلُہُ التَّوْبَۃَ ۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَام ع مِنْکَ السَّلَامِ ع وَاِلَیْکَ یَرْجِعُ السَّلَامُ ع حَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَام ع وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ ع تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ وَتَکَرَّمْتَ وَتَعَظَّمْتَ یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ۔ اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ حَمْدَ ایُوَافِیْ نِعَمَکَ وَیُکَافِیْ مَزِیْدَ کَرَمِکَ اَحْمَدُکَ بِجَمِیْعِ مَحَامِدِکَ مَاعَلِمْتُ مِنْھَا وَمَالَمْ اَعْلَمْ وَعَلٰی جَمِیْعِ نِعَمِکَ مَاعَلِمْتُ مِنْھَا وَمَالَمْ اَعْلَمْ وَعَلٰی کُلِّ حَالٍ یَامُحَوِّلَ الْاَحْوَالِ حَوِّلْ حَالَنَا بِاَحْسَنِ الْحَالِ ع بِحَقِّ اَفْضَلِ الْمَقَال ۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ ○ اٰمِیْنَ ۔ وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ۔ اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۔ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ ۔ لَہٗ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَمَافِی الْاَرْضِ ۔ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ ۔ یَعْلَمُ مَابَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَاخَلْفَھُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖ اِلَّا بِمَاشَآءَ ۔ وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ع

وَلَا يَئُودُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ الٓمّٓ ○ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ○ نَزَّلَ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰةَ وَالْاِنْجِیْلَ ۙ مِنْ قَبْلُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۙ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِکَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ○ وَنَحْنُ نَشْهَدُ بِمَا شَهِدَ اللّٰهُ بِهٖ وَنَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ هٰذِهِ الشَّهَادَةَ وَهِیَ لَنَا عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰی وَدِیْعَةٌ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۣ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ ۭ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○ تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ وَتُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ ۡ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ○ اَللّٰهُمَّ اَرِنَا لِقَآئَکَ الْکَرِیْمَ بِلَا حِسَابٍ وَّلَا عَذَابٍ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ مِنْ کُلِّ کَبِیْرٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَحَبِیْبِکَ وَنَبِیِّکَ وَرَسُوْلِکَ الْاُمِّیِّ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْنَ ۭ وَرَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَجْمَعِیْنَ ۭ عَنِ التَّابِعِیْنَ ۭ تَبْعِ التَّابِعِیْنَ لَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ۭ وَعَنْ سَیِّدِنَا وَسَنَدِنَا شَیْخِ مُحْیِ الدِّیْنِ اَبِیْ مُحَمَّدٍ سَیِّدِ عَبْدِ الْقَادِرِ جِیْلَانِیِّ مَکِیْنٍ اَمِیْنٍ رِضْوَانُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْنَ ۭ اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا خَیْرَ الدُّنْیَا وَخَیْرَ الْاٰخِرَةِ ۭ وَاصْرِفْ عَنَّا شَرَّ الدُّنْیَا وَشَرَّ یَوْمِ الْاٰخِرَةِ ۭ یَآ اِلٰهَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَیَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ۭ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○ سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اورادِ قادریہ شریفہ کے بعد جب امام ختم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھے، تو باقی ختم خواں چپ کر کے سُنیں کہ امام ختم کیا شروع کرتا ہے۔ جو درود شریف یا آیت کریمہ یا مناجات امام ختم شروع کرے۔ اس کو باقی تمام خوان ایک دفعہ چُپ چاپ رہ کر سُن لیں۔ جب امام ختم اُس دُرود شریف یا آیت کریمہ یا مناجات کو دوسری دفعہ پڑھے۔ تو باقی ختم خوان اُس کے ساتھ ساتھ پڑھتے جائیں۔ دو تین دفعہ اونچی پڑھنے کے بعد امام ختم بھی مُنہ میں پڑھے۔ اور باقی تمام ختم خوان ہمیشہ مُنہ میں پڑھیں تا کہ ساتھ والوں کو مغالطہ نہ لگے۔

(۳) ختم شریف حضرت شاہ غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام ختم پڑھے (ا) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم ○ ایک بار تمام پڑھیں۔ (ب) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اَصْحَابِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَيْهِمْ (یعنی درود شریف) ﴿۱۱۱ بار﴾۔

امام ختم پڑھے۔ (ت) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم ○ ایک بار تمام پڑھیں۔

(ث) حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ○ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۱۰۰ بار﴾

امام پڑھے (ج) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم ○ ایک بار تمام پڑھیں

(ح) حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ○ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۱۰۰ بار﴾

امام پڑھے (خ) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم ○ ایک بار تمام پڑھیں

(د) حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ○ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۱۰۰ بار﴾

امام پڑھے (ذ) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم ○ ایک بار تمام پڑھیں

(ر) حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ○ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۱۰۰ بار﴾

امام پڑھے (ز) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم ○ ایک بار تمام پڑھیں

(س) حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ○ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۱۱ بار﴾

امام پڑھے (ش) غَفرَانَکَ رَبَّنَاوَاِلَیکَ الْمَصِیْرُ ○ ایک بار امام پڑھیں (ص) بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ○ ایک بار تمام پڑھیں (ض) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰے سَیِّدِنَامُحَمَّدٍوَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَامُحَمَّدٍوَّاَصْحَابِ سَیِّدِنَامُحَمَّدٍوَّبَارِکْ وَسَلِّمْ عَلَیْھِمْ (یعنی درود شریف) ﴿۱۱۱بار﴾۔

ختم شریف شاہِ غوث الثقلین رضی اللہ تعالٰی عنہ

(ا) بسم اللہ شریف ایک بار۔

(ب) درود شریف ۱۱۱بار۔

(ت) ختم شریف۔ یعنی حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ ○ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ ﴿۱۱۵ بار﴾۔ اس طرح کہ ہر سو کے سر پر اور آخری ۱۱۱ کے سر پر بسم اللہ شریف ایک بار پڑھی جائے۔

(ث) غَفرَانَکَ رَبَّنَاوَاِلَیکَ الْمَصِیْرُ ایک بار۔ ایک بار بسم اللہ شریف۔

(ج) درود شریف ۱۱۱بار۔

ختم شریف حضرت خواجگان عالیشان رضی اللہ تعالٰی علیہم اجمعین

(ا) سورۂ فاتحہ بمعہ بسم اللہ شریف ہاتھ اُٹھا کر تمام پڑھنے والے سات یا سات سے زیادہ ہوں۔ اور اگر سات سے کم ہوں تو بغیر ہاتھ اُٹھانے کے یا اس حالت میں بھی ہاتھ اٹھا کر (اگر ہو سکے) ۷ بار یا جتنے پڑھنے والے ہوں ہر ایک ایک بار۔ اگر وہ ۷ سے زیادہ ہوں۔ یعنی کم از کم ۷ بار پڑھا جائے۔ اور زیادہ کی حد نہیں۔

(ب) بسم اللہ شریف ایک بار۔

(ت) درود شریف ایک سو بار۔

(ث) بسم اللہ شریف ایک بار

(ج) سورۃ اَلَمْ نَشْرَح شریف ۸۱ بار۔

(ح) سورۃ قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَد شریف ۱۰۰۰ بار اس طرح کہ ہر ایک ۱۰ کے سر پر بسم اللہ شریف ایک بار پڑھا جاوے۔

(خ) سورۂ فاتحہ بطریق مندرجہ شق اول۔

(د) بسم اللہ شریف ایک بار۔

(ذ) درود شریف ۱۰۰ بار۔

ازیں بعد اسماء شریف دعائیہ سو سو بار اس طرح پڑھے جائیں کہ ہر ایک سو کے سر پر بسم اللہ شریف ایک بار پڑھی جائے۔ اور اَللّٰهُمَّ ایک بار پڑھا جاوے۔

اسماء شریف یہ ہیں:

(ا) یَاقَاضِیَ الْحَاجَاتِ ﴿۱۰۰ بار﴾، (ب) یَادَافِعَ الْبَلِیَّاتِ ﴿۱۰۰ بار﴾، (ت) یَاکَافِیَ الْمُهِمَّاتِ ﴿۱۰۰ بار﴾، (ث) یَاحَلَّ الْمُشْکِلَات ﴿۱۰۰ بار﴾، (ج) یَا مُنْجِی مِنَ الْاٰفَاتِ ﴿۱۰۰ بار﴾، (ح) یَارَافِعَ الدرجَاتِ ﴿۱۰۰ بار﴾، (خ) یَامُنَزِّلَ الْبَرَکَات ﴿۱۰۰ بار﴾ (د) یَاشَافِیَ الْاَمْرَاضِ ﴿۱۰۰ بار﴾، (ذ) یَامُجِیْبَ الدَّعْوَاتِ ﴿۱۰۰ بار﴾، (ر) بِرَحْمَتِکَ ﴿ایک بار﴾، (ژ) یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ﴿۱۰۰ بار﴾

(۵) ختم شریف حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ا) بسم اللہ شریف ایک بار۔

(ب) درود شریف ۱۰۰ بار۔

(ت) یَابَاقِیُ اَنْتَ الْبَاقِیْ ۵۰۰ بار اسطرح کہ ہر ایک ۱۰۰ کے سر پر بسم اللہ شریف ایک بار پڑھی جائے۔

(ث) وَالْکُلُّ فَانِیْ ایک بار۔

(ج) بسم اللہ شریف ایک بار

(ح) درود شریف ۱۰۰ بار

(۶) ختم شریف حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ا) بسم اللہ شریف ایک بار۔

(ب) درود شریف ۱۰۰ بار۔

(ت) وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّابِاللّٰہِ ۵۰۰ بار اس طرح کہ ہر ایک سو کے سر پر بسم اللہ شریف ایک بار۔ اور اَلْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ، (بعد از اسم ذات) ایک بار پڑھا جاوے۔ اور ہر سو کے اخیر میں بعد از اسمِ ذات الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ایک بار پڑھا جاوے۔

(ث) مَاشَاءَ اللّٰہُ کَانَ وَمَالَمْ یَشَاءُ لَمْ یَکُنْ ایک بار۔

(ج) بِسْمِ اللّٰہِ شریف ایک بار۔

(ح) درود شریف ۱۱۱ بار۔

(۷) درود شریف اختتامیہ

وَصَلِّ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی الْمَلٰئِکَۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَعَلٰی عِبَادِاللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ وَارْحَمْنَامَعَھُمْ بِرَحْمَتِکَ یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۔

(۸) دعائے اختتامیہ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔ الٰہی ثوابہائے درودہائے شریف وآیت ہائے کریمہ ہر چہ صحیح خواندہ شد تحفہ کردیم ونیاز کردیم بروح پر فتوح معلّٰی مزکی۔ مطہرِ منورِ معنبر معطرِ خاصہ وخلاصہ موجدات برگزیدہ ہژدہ ہزار عالم وآدم سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین

رحمۃ للعالمین شفاعت دستگاہ اُمت پناہ احمد مجتبیٰ سیّدنا ومولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وبارک وسلم علیھم اجمعین. وبارواح پاک یک لک وچندین ہزار پیغمبر اولی العزم وغیر اولی العزم صلوٰات اللہ والسلام علی نبینا وعلیھم اجمعین. وبارواح پاک کل آل اولاد۔ اصحاب آں سرور کائنات خصوصاً بارواح پاک صحب رسول اللہ امیر المومنین سیّدنا حضرت ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ صحب رسول اللہ امیر المومنین سیدنا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحب رسول اللہ امیر المومنین سیّدنا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ صحب رسول اللہ امیر المومنین سیّدنا اسد اللہ الغالب سیّدنا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وبارواحِ پاک کل ازواج مطہرات آں سرور کائنات۔ خصوصاً بروح، پاک زوجۂ رسول اللہ ام المومنین ام الشرفاء حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنھا وبروح پاک زوجۂ رسول اللہ ام المومنین ام الشرفاء حضرت عائشہ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا وبروح پاک کل بنات مکرمات آں سرور کائنات خصوصاً بروحِ پاک بنتِ رسول زوجہ علی مرتضیٰ ام الحسنین سیّدۃ النساء خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ وبارواح پاک سیّدنا قاسم وسیّدنا ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنھما وبارواحِ پاک الامامین الھمامین السعیدین الشھیدین شہزادہائے کونین سیّدنا حضرت ابی محمد الحسن وسیّدنا حضرت ابی عبداللہ الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنھما وبارواح پاک عمین شریفین بین الناس حضرات الحمزۃ والعباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما وبارواحِ پاک شہداء جنگِ بدر جنگِ حنین۔ شہداء دشت کربلا تابعین تبع تابعین خلفاء راشدین دوازہ امامین چہاردہ معصومین چار طریقہ چاردہ سلسلہ مبارک خصوصاً نقشبندیہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ، مداریہ، کبرویہ، قلندریہ خصوصاً بروح پاک پیر پیراں میر میراں والی طریقت قطب ربانی محبوب سبحانی۔ قندیل نورانی شہباز لامکانی بانی مسلمانی حضرت میراں محی الدین سلطان شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ۔

یا پیر دستگیر دستِ مرا بگیر
دستم چناں بگیر کہ گویند دستگیر
یاحضرت غوث پاک وقتِ مد داست
شد سینہ زور چاک وقت مد داست
در حرز خودم نگہدار ازغم با
لاھرزلنا سواک وقت مد داست
توئی پیرم توئی میرم بہر دم دامنت گیرم
نہ بگذارم کہ تا میرم یا قطب ربانی
امداد کن امداد کن از بند غم آزاد کن
در دین دنیا شاد کن یا شیخ عبدالقادر
سید و سلطاں فقیر خواجہ مخدوم و ولی
بادشاہ و شیخ و مولانا محی الدین جلی
شمع بزمِ مصطفےٰ فرزند و دلبند علیؓ
از تو میخواہم مد داے پا بدوش ہر ولی

وخصوصاًبروح، پاک پیر پیراں میر میراںؒ والی طریقت دستگیر درماندگان خواجہ خواجگان جہان آفتاب جہانتاب کشائے ہر بند خواجہ محمد بہاء الحق والملت والدین خواجہ محمد بہاء الدین نقشبند بلاگردان بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

یا شاہ نقشبند نقش مرابہ بند
نقشم چناں بہ بند کہ گویند نقشبند
یاحضرت شاہ نقشبند بہ بیں حال زار ما
رحمے بکن بحالتِ پر اضطرارِ ما

شیئاللہ چوں گدائے مستمند

المدد خواہم زشاہ نقشبند

خصوصاً بارواح پاک حضرات شیخ الدین معروف کرخی شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی، خواجہ نجم الدین طامۃ الکبریٰ خواجہ معین الدین چشتی میر سید علی ہمدانی حضرت ایشاں خواجہ خاوند محمود مغفور و مرحوم ۔ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی نقشبندی عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم صاحب شیخ الدین شیخ سیف الدین صاحب سید السادات سید نور محمد صاحب بداونی شمس الدین حبیب اللہ حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں شہید شاہ غلام علی شاہ صاحب شاہ ابوسعید شاہ احمد سعید صاحب مولانا مولوی محمد شریف صاحب مولانا مولوی احمد یار صاحب بخاری سید السادات سیدنا و مرشدنا و ہادینا حضرت شاہ صاحب سید میر جان سید السادات سیدنا حضرت شاہ صاحب سیّد سید محمود صاحب آغا سید السادات سیدنا حضرت سید میر فضل اللہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین صوفیاں بغداد قلندران ولایت رشیان کشمیر خاک نشینان ہند کل اولیاء اللہ روئے زمین من الاولین والآخرین و بارواحِ پاک متوفی پدران مادران حکمان محققان محدثان مفسران استادان کساں بے کساں جمیع کافہ اہل ایمان تحفہ کرویم و نیاز کرویم و بخشیدیم ۔ الٰہی ھؤلآء الحضرات بدرگاہ تو شفیع آوردیم بحرمت ایشان عفو خطا کن ۔ الٰہی عفوِ خطا کن الٰہی عفوِ خطا کن الٰہی دفع بلا کن الٰہی دفع بلا کن ۔ الٰہی چارۂ ما کن چارۂ بیچارگاں کن ۔

چارۂ ما ساز کہ بے یاوریم

گر تو برانی بکہ روئے آوریم

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ حَلِیْمٌ کَرِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنَّا یا اللہ جل جلالہ.

الٰہی از سر تقصیرات ما درگذر سیئات ما بحسنات مبدل بگردانی یا اللہ جل جلالہ الٰہی با ایمان آوری با ایمان بداری با ایمان بمیرانی با ایمان بحشر بخیزانی یا اللہ جل جلالہ. الٰہی شفاء بیمارانِ

اہلِ اسلام خلاصی قرضداران اہل اسلام خلاصی بندیانِ اسلام آبادی کل شہرانِ اہل اسلام۔ الٰہی کارہائے ظاہری باطنی صوری معنوی قلبی قالبی دینی دنیوی مایان بخیر بگردانی یاالله جل جلاله.

الٰہی تو کریم مطلق ومن گدا چہ بجزایں کہ خوانیم۔ تو براہیم بہ کہ درروم در دیگرے بہما بمن الٰہی بجز درِ تو درِ دیگرے نیست یاالله جل جلاله. الٰہی از درِ خود محروم نہ گردانی یاالله جل جلاله. الٰہی از رحمت خود محروم نگردانی یا الله جل جلاله. الٰہی شرمندہ دنیا و آخرت نگردانی یاالله جل جلاله. سیاہ روئے دنیا و آخرت نہ گردانی۔ میانِ خلق رسوانہ کنی۔ اگرگرچہ بدکارم عقوبت راسزاوارم۔ امید از رحمت دارم توئی غفار یاالله توئی ستار یاالله اَللّٰھُمَّ استرنا بستر الجمیل. اَللّٰھُمَّ اٰتِنَا خیر الدنیا وخیر الاخرة، وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلَی الْمَلٰئِکَةِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَعَلٰی عِبَادِاللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ وَاَھْلِ طَاعَتِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَارْحَمْنَا مَعَھُمْ بِرَحْمَتِکَ یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۔لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔

شام کا ختم شریف

(۱) دعائے افتتاحیہ

(۲) اوراد قادریہ شریفہ

(۳) ختم شریف حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب رضی الله تعالیٰ عنه.

(ا) بسم اللہ شریف ایک بار (ب) درود شریف ۱۱۱ بار (ت) یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ○ ۱۱۱۱ بار، اس طرح کہ ہر ایک ۱۰۰ اور آخری ۱۱۱ کے سر پر بسم اللہ شریف ایک بار پڑھی جائے (ث) فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَ کَذٰلِکَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ ○ ایک بار (ج) بسم اللہ شریف ایک بار (ح) درود شریف ۱۱۱ بار۔

(۴) ختم شریف حضرت شیخ الدین شیخ شہاب الدین صاحب سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ا) بسم اللہ شریف ایک بار (ب) درود شریف ۱۱۱ بار (ت) رَبِّ اِنِّی مَغْلُوْب فَانْتَصِرْ ۱۱۱۱، بار اس طرح کہ ہر ایک ۱۰۰ کے سر پر اور آخری ۱۱۱ کے سر پر بسم اللہ شریف ایک بار پڑھا جاوے (ث) فَدَعَا رَبَّہٗ اِنِّیْ مَغْلُوْب فَانْتَصِرْ ایک بار (ج) بسم اللہ شریف ایک بار (ح) درود شریف ۱۱۱ بار۔

(۵) ختم شریف حضرت شیخ الشیوخ شیخ معروف کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ا) بسم اللہ شریف ایک بار (ب) درود شریف ۱۱۱ بار (ت) اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ط وَتَوَکَّلْتُ عَلَی الْمَلِکِ الْحَیِّ الْقَیُّوْمِ ۱۱۱۱ بار اس طرح کہ ہر ۱۰۰ کے سر پر اور آخری ۱۱۱ کے سر پر بسم اللہ شریف ایک بار پڑھی جاوے (ث) بسم اللہ شریف ایک بار (ج) درود شریف ۱۱۱ بار۔

(۶) ختم شریف حضرت شمس الدین حبیب اللہ حضرت مرزا مظہر جاناں شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

(ا) بسم اللہ شریف ایک بار (ب) درود شریف ۱۰۰ بار (ت) یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ ۵۰۰ بار اس طرح کہ ہر ۱۰۰ بار کے سرے پر بسم اللہ شریف ایک بار پڑھا جاوے (ث) بسم اللہ شریف ایک بار (ج) درود شریف ۱۰ بار۔

(۷) ختم شریف حضرت شاہ صاحب غلام علی شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ا) بسم اللہ شریف ایک بار (ب) درود شریف ۱۰۰ بار (ت) یَا اَللّٰہُ یَا رَحْمٰنُ ؔ یَا رَحِیْمُ ؔ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ؔ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ ط ۵۰۰ بار اس طرح کہ

ہر ۱۰۰ کے سر پر بسم اللہ شریف ایک باراور جل جلالہ (بعد از اسم ذات) ایک بار پڑھا جاوے (ث) بسم اللہ شریف ایک بار (ج) درود شریف ۱۱۱ بار (۸) درود شریف اختتامیہ (۹) دعائے اختتامیہ۔

سالانہ ختم شریف

چاہیے کہ ایک بڑی پاکیزہ چادر کے حاشیہ کے نیچے ہر ایک ختم پڑھنے والا اپنے دونوں زانوں لاوے۔ اور تمام پڑھنے والے ایک حلقہ مکمل کی شکل میں دوزانو بیٹھ کر ختم شریف سالانہ اس طرح پڑھیں کہ امام ختم ختم شریف شروع کرے اور باقی اس کی متابعت کریں جیسا کہ شام اور صبح کے ختموں کے بارے میں بیان ہو چکا ہے۔ سالانہ ختم شریف حسب ذیل ہے:

(۱) بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ایک بار (۲) درود شریف حضوری یعنی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ طصَلَّی اللّٰہ عَلَیْکَ وَسَلِّمْ یَاحَبِیْبَ اللّٰہِط تمام پڑھنے والے امام کے ساتھ ساتھ گیارہ گیارہ بار پڑھیں بلند آواز سے (۳) دعائے افتتاحیہ (۴) اورادِ قادریہ شریفہ (۵) ختم شریف حضرت شاہ غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس طرح کہ آخری بسم اللہ شریف ایک بار اور درود شریف ۱۱۱ بار پڑھنے سے پہلے یہ مناجات یعنی خذبیدی شیئاللہ ؏ یاحضرت میراں محی الدین سلطان شیخ سید عبدالقادر جیلانی المدد ۱۱۱ بار پڑھی جاوے کہ اس ۱۱۱ کے سر پر بسم اللہ شریف ایک بار پڑھی جاوے۔ اور اس ۱۱۱
کے اخیر میں رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بار پڑھا جاوے۔

............☆............

(۶) ختم شریف حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۷) ختم شریف حضرت شیخ الدین شیخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۸) ختم شریف حضرت شیخ الشیوخ شیخ معروف کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۹) ختم شریف حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۰) ختم شریف حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اس طرح کہ آخری بسم اللہ شریف ایک بار اور درود شریف ۱۰۰/۱۱۱ بار پڑھنے سے پہلے یہ مناجات یعنی شیئاً للہ یا مجدد الف ثانی پیر غم خوار المدد ۱۰۰ بار اس طرح پڑھی جاوے کہ اس ۱۰۰ کے سر پر بسم اللہ شریف ایک بار پڑھی جاوے اور اس ۱۰۰ کے اخیر میں رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بار پڑھا جاوے۔

(۱۱) ختم شریف شمس الدین حبیب اللہ حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

(۱۲) ختم شریف حضرت سید السادات شاہ غلام علی شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اس طرح کہ آخری بسم اللہ شریف ایک بار اور درود شریف ۱۰۰/۱۱۱ پڑھنے سے پہلے یہ مناجات یعنی اَلْمُسْتَغَاثُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ۔ اَلْمُسْتَعَانُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ۔ ۱۰۰ بار اس طرح پڑھی جاوے کہ اس ۱۰۰ کے سر پر بسم اللہ شریف ایک بار اور اس ۱۰۰ کے اخیر میں صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔ ایک بار پڑھا جاوے۔ اور نیز یہ دعا یعنی سَہِّلْ فَسَہِّلْ یاالٰھی کُلَّ صَعْبٍ بِحُرْمَۃِ سَیِّدِالابرار ۱۰۰ بار بطریق بالا۔

(۱۳) ختم شریف حضرت زکریا علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ وعلیہ السلام:

(ا) بسم اللہ شریف ایک بار (ب) درود شریف ۱۰۰ بار (ت) رَبِّ لَاتَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ ۵۰۰ بار اس طرح کہ ہر ۱۰۰ کے سر پر بسم اللہ شریف ایک بار پڑھی جاوے (ث) فَاسْتَجَبْنَالَہٗ وَوَھَبْنَالَہٗ یَحْیٰ وَاَصْلَحْنَالَہٗ زَوْجَہٗ، ایک بار (ج) بسم اللہ

شریف ایک بار (ح) درود شریف ۱۰۰ بار۔

(۱۴) ختم شریف حضرت شاہ نقشبند بلاگردان بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ا) بسم اللہ شریف ایک بار (ب) درود شریف ۱۰۰ بار (ت) یَاخَفِیَّ اللُّطْفِ اَدْرِکْنِیْ بِلُطْفِکَ الْخَفِیِ ۵۰۰ بار اس طرح کہ ہر ایک ۱۰۰ کے سر پر بسم اللہ شریف ایک بار پڑھی جاوے (ث) بسم اللہ شریف ایک بار (ج) شَیْئًاللّٰهِ من گدائے مستمند۔ المدد خواہم ز شاہ نقشبند ۱۰۰۰ بار (ح) رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ ایک بار (خ) بسم اللہ شریف ایک بار (د) درود شریف ۱۰۰ بار۔

(۱۵) **ختم خواجگان** بمہ اسمائے شریف دعائیہ اس طرح کہ پچھلے دو ائمین شریفین سے پہلے اور دوسرے اسمائے شریف دعائیہ جو یاد ہوں سو سو بار بقاعدہ معلومہ پڑھے جائیں۔ ان دوسرے اسمائے شریف میں سے ایک یَاخَیْرَ النَّاصِرِیْنَ ؕ ہے (۱۶) درود شریف حضوری (۱۷) درود شریف اختتامیہ (۱۸) دعائے افتتاحیہ۔

تــــــمــــــت بــــــالــــــخــــــیــــــر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شجرہ طیبہ مبارک وتبارک جناب حضرات سادات نقشبندیہ بخاری ہر کرا جاوید باید جنت الماویٰ

یقین ہر زماں باصدق خواند شجرہ شاہان دین

(۱) حضرت علی اسد اللہ الغالب (۲) حضرت امام حسین

(۳) حضرت امام حسن (۴) حضرت محسن

(۵) حضرت ابوبکر (۶) حضرت عمر

(۷) حضرت عثمان بن علی (۸) حضرت طلحہ بن علی

(۹) حضرت زبیر بن علی (۱۰) حضرت عباس بن علی

(۱۱) حضرت امام حسن (۱۲) حضرت امام حسین (علی اکبر، علی اصغر، علی اوسط)

(۱۳) حضرت امام زین العابدین (۱۴) حضرت امام باقر

(۱۵) حضرت امام جعفر صادق (۱۶) حضرت امام موسیٰ کاظم

(۱۷) حضرت امام علی رضا (۱۸) حضرت امام علی تقی

(۱۹) حضرت امام علی تقی (۲۰) حضرت امام حسن عسکری

(۲۱) امام مہدی آخر الزمان (۲۲) حضرت امام حسن

(۲۳) حضرت امام حسن مثنیٰ (۲۴) سید محمد عبد اللہ مہظ

(۲۵) سید موسیٰ (۲۶) سید عبد اللہ

(۲۷) سید موسیٰ (۲۸) سید محمد

(۲۹) سید محمد الزاحدی (۳۰) سید ابی عبد اللہ

(۳۱) سید ابو صالح جنگی دوست (۲۳) حضرت علی اکبر

(۳۳) سیّد محمد جامع (۳۴) سیّد فخر الدین

(۳۵) سید محمد صوفیؒ (۳۶) سید بلاق

(۳۷) سید محمد رومی (۳۸) سید برہان الدین

(۳۹) سید جلال الدین (۴۰) سید محمد بخاری

(۴۱) سید محمد عابد (۴۲) حضرت سید بہاولدین نقشبند

(۴۳) حضرت سید شہاب الدین احرار (۴۴) حضرت سید محمود

(۴۵) حضرت خواجہ خرد کہ المعروف حضرت عبید اللہ (۴۶) حضرت محمد درویش

(۴۸) حضرت خواجہ املنگی ۔ سید خاوند محمود مزار در لاہور

(۴۹) حضرت سید محمد صالح مزار بھیرہ (سوگودھا)

(۵۰) حضرت سید دیوان صاحب مزار مبارک در قادر آباد (منڈی بہاولدین)

(۵۱) حضرت محمد زاہد (۵۲) سید محمد رحمت اللہ

(۵۳) سید غلام علی صاحب (۵۴) سید مردان علی شاہ (قادر آباد)

(۵۵) سید مظہر علی شاہ صاحب مزار

(۵۶) سید فتح علی شاہ (مزار قصور شہر)

(۵۷) حضرت ولی شاہ (۵۸) حضرت جلال شاہ (مزار ضلع شیخوپورہ)

☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شجرہ شریف نقشبندیہ خاندان

(۱) الٰہی بحرمت سید المرسلین خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

(۲) الٰہی بحرمت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۳) الٰہی بحرمت حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۴) الٰہی بحرمت حضرت امام قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۵) الٰہی بحرمت حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۶) الٰہی بحرمت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

(۷) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ

(۸) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ

(۹) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابویوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۰) الٰہی بحرمت خواجہ خواجگان عبدالخالق غجدانی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۱) الٰہی بحرمت حضرت محمد عارف دیوگری رحمۃ اللہ علیہ

(۱۲) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمود انجیری رحمۃ اللہ علیہ

(۱۳) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ بوعلی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۴) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۵) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ میر کلال رحمۃ اللہ علیہ

(۱۶) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ جہاں خواجگان آفتاب جہاں تاب بہول ملت والدین خواجہ محمد بہاوالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ

(۱۷) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ

(۱۸) الٰہی بحرمت مولانا محمد یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۹) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ناصر الملت والدین خواجہ محمد ناصر الملت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۲۰) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ

(۲۱) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ

(۲۲) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ علیہ

(۲۳) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ خواجہ بیرنگ خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۲۴) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ خواجہ امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

(۲۵) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ

(۲۶) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ

(۲۷) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ خواجہ نور محمد بدونی رحمۃ اللہ علیہ

(۲۸) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ شاہ شمس حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۲۹) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ شاہ عبداللہ المعروف مرزا مظہر جان جاناں شہید غلام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

(۳۰) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ شاہ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ

(۳۱) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ

(۳۲) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ احمد یار بخاری رحمۃ اللہ علیہ

(۳۳) الٰہی بحرمت حضرت میر جان کابلی رحمۃ اللہ علیہ

(۳۴) الٰہی بحرمت حضرت حافظ نصر اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(۳۵) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ پیر بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(۳۶) الٰہی بحرمت حضرت مولانا محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(۳۷) الٰہی بحرمت حضرت مولانا غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(۳۸) الٰہی بحرمت حضرت سید ہاشم صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(۳۹) الٰہی بحرمت حضرت سید محمد سندی رحمۃ اللہ علیہ

ودین الدنیا سرخرو گرداں ورزاطاعت خواہشات نفسانی نجات بدہ۔ وورا طاعت
سیدنا و مولانا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ مستقیم گرداں زندگی عطا فرما (آمین ثم آمین)

☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین ط والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم واٰلہٖ و اصحابہٖ اجمعین ط **اما بعد** احقر العباد منشی اللہ بخش گورنمنٹ پنشنر مرید حضرت سید السادات حضرت شاہ صاحب سید میر جان شاہ صاحب آغا نقشبندی، قادری، چشتی۔ سہروردی۔ مداری۔ کبروی۔ قلندری مجددی رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین۔ برادران طریقت کے فائدہ کے لئے تحریر کرتا ہے۔ کہ وہ ختم جو حضرت شاہ صاحب مرحوم عموماً ہر صبح و شام سالانہ عرسوں کے موقع پر اور خاص ضرورتوں کے وقت اپنے مریدوں اور معتقدوں کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ حسب ذیل ہیں۔ بمعہ پڑھنے کے طریقہ کے ۔

صبح کا ختم شریف

چاہیئے کہ امام ختم یعنی ختم پڑھانے والا دوسرے ختم پڑھنے

والوں کے ساتھ ایک حلقہ مکمل یا اگر ضرورت ہو تو حلقہ غیر مکمل کی شکل میں ایک پاکیزہ چادر کے حاشیہ کے نیچے دو نوں زانو رکھ کر دو زانو بیٹھ کر ختم شریف اس طرح شروع کرے ۔ کہ پہلے سب دونو ہاتھ بطور دعا اُٹھائیں ۔ اور امام ختم یہ دعا مانگے ۔ اور دعا مانگنے سے پہلے ختم والے تھیلی سے چادر ختم پر ڈال لیے جائیں ۔

دعائے افتتاحیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ط وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ہ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ط وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط

الٰہی عملو ترقی درجاتِ مراتب پیرِ پیراں میر میراں والی طریقت قطبِ ربانی محبوبِ سبحانی قندیلِ نورانی شہبازِ لامکانی بانیٔ مسلمانی حضرت میراں محی الدین سلطان شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللّٰہ تعالٰی عنہٗ

الٰہی عملو ترقی درجات مراتب پیر پیراں میر میراں والی طریقت دستگیر درماندگاں خواجہ خواجگاں خواجہ جہان آفتاب جہان تاب مشکل کشائے بے بند خواجہ محمد بہاؤ الحق والدین حضرت خواجہ محمد بہاؤ الدین نقشبند بلاگردان بخاری رضی اللّٰہ تعالٰی عنہٗ ۔ حضرت شیخ الدین شیخ معروف کرخی شیخ الشیخ شیخ شہاب الدین سہروردی خواجہ نجم الدین

طامتہ الکبریٰ خواجہ معین الدین چشتی میر سید علی ہمدانی **حضرت**
ایشان - خواجہ خاوند محمود مغفور مرحوم - حضرت خواجہ باقی باللہ
حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی نقشبندی عروۃ الوثقیٰ خواجہ
محمد معصوم صاحب شیخ الدین شیخ سیف الدین صاحب سید السادات
سید نور محمد صاحب بداونی شمس الدین حبیب اللہ حضرت مرزا مظہر جان
جانان شہید شاہ غلام علی شاہ صاحب - شاہ ابو سعید صاحب شاہ احمد
سعید مولانا مولوی محمد شریف صاحب - مولانا مولوی احمد یار صاحب
بخاری سید السادات سیدنا و مرشدنا و ہادینا حضرت شاہ صاحب
حضرت سید میر جان صاحب سید السادات
سیدنا حضرت سید محمود صاحب آغا سید السادات سیدنا حضرت سید
میر فضل اللہ صاحب آغا رضی اللہ تعالیٰ اجمعین بروح شاں +

فاتحہ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۙ مٰلِكِ یَوْمِ
الدِّیْنِ ؕ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ؕ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۵ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ
لَا الضَّآلِّيْنَ ۵ اٰمِيْنَ ۔

بعد فاتحہ شریف کے امام ختم اوراد قادریہ پڑھے اور دوسرے بھی جن کو اوراد قادریہ یاد ہو امام ختم کے ساتھ ساتھ پڑھیں مگر یہ احتیاط رکھیں کہ کوئی جملہ اوراد شریف کا امام ختم سے پہلے نہ پڑھیں بلکہ تمام اس کے ساتھ ساتھ پڑھتے جائیں۔ اوراد شریف یہ ہے۔ نیز اوراد قادریہ پڑھتے پڑھتے ختم دانوں میں سے گیارہ بڑے دانے علیحدہ کئے جائیں۔ اور باقی سو دانے پانچ پانچ کر کے گن لئے جائیں ۔

(۲) اَوْرَادِ قَادِرِیَّہ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ ۵ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ ۵ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَيُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَيْهِ وَ اَسْئَلُهُ التَّوْبَةَ ۵ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ ۵ وَ مِنْكَ السَّلَامُ ۵ وَ اِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ ۵ حَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ ۵ وَ اَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ ۵ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَ تَعَالَيْتَ يَاذَا الْجَلَالِ وَ الْاِكْرَامِ

وَ تَعَظَّمَتْ يَا ذَالْجَلَالِ وَ الْاِكْرَامِ ۝ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ
حَمْدًا يُوَافِيْ نِعَمَكَ وَ يُكَافِيْ مَزِيْدَ كَرَمِكَ اَحْمَدُكَ
بِجَمِيْعِ مَحَامِدِكَ مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَ مَا لَمْ اَعْلَمْ وَ عَلٰى
جَمِيْعِ نِعَمِكَ مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَ مَا لَمْ اَعْلَمْ وَ عَلٰى كُلِّ حَالٍ
يَا مُحَوِّلَ الْاَحْوَالِ حَوِّلْ حَالَنَا بِاَحْسَنِ الْحَالِ ط بِحَقِّ اَفْضَلِ
الْمَقَالِ ط اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ
الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ
الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ
نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ لا صِرَاطَ الَّذِيْنَ
اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ ۝
اٰمِيْن ط وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ
الرَّحِيْمُ ط اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ط لَا تَاْخُذُهٗ
سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ ط لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ
مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ط يَعْلَمُ مَا بَيْنَ
اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَ لَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ
اِلَّا بِمَا شَآءَ ط وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ ج
وَ لَا يَؤُدُهٗ حِفْظُهُمَا وَ هُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ الٓمّٓ ○ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ
اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَيُّوْمُ ○ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا
لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَ اَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيْلَ ○ مِنْ
قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ اَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ○ شَهِدَ اللّٰهُ
اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ○ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا
بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ وَ نَحْنُ نَشْهَدُ
بِمَا شَهِدَ اللّٰهُ بِهٖ وَ نَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ هٰذِهِ الشَّهَادَةَ
وَ هِیَ لَنَا عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰی وَدِيْعَةٌ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ
الْاِسْلَامُ وقف قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ
مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ
تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰی
كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ○ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِی النَّهَارِ وَ تُوْلِجُ
النَّهَارَ فِی الَّيْلِ وَ تُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ تُخْرِجُ
الْمَيِّتَ مِنَ الْحَیِّ ز وَ تَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○
اَللّٰهُمَّ اَرِنَا لِقَآئَكَ الْكَرِيْمَ بِلَا حِسَابٍ وَّ لَا عَذَابٍ
سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ
اَكْبَرُ مِنْ كُلِّ كَبِيْرٍ ○ اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَی

النَّبِيِّ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَحَبِيْبِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ ۚ وَرَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَجْمَعِيْنَ ۚ عَنِ التَّابِعِيْنَ ۚ تَبَعِ التَّابِعِيْنَ لَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۚ وَعَنْ سَيِّدِنَا وَسَنَدِنَا شَيْخِ مُحْيِ الدِّيْنِ اَبِيْ مُحَمَّدٍ سَيِّدِ عَبْدِ الْقَادِرِ جِيْلَانِيْ ۚ مَكِّيْنٍ اَمِيْنٍ رِضْوَانُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ ۚ اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا خَيْرَ الدُّنْيَا وَخَيْرَ الْاٰخِرَةِ ۚ وَاصْرِفْ عَنَّا شَرَّ الدُّنْيَا وَشَرَّ يَوْمِ الْاٰخِرَةِ ۚ يَا اِلٰهَ الْاَوَّلِيْنَ وَ الْاٰخِرِيْنَ وَيَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْاِكْرَامِ ۚ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اوراد قادریہ شریفہ کے بعد جب امام ختم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھے۔ تو باقی ختم خواں چپ کر کے سُنیں

کہ امام ختم کیا شروع کرتا ہے۔ جو درود شریف یا آیت کریمہ
یا مناجات امامِ ختم شروع کرے۔ اس کو باقی تمام ختم خوان
ایک دفعہ چپ چاپ رہ کر سُن لیں۔ جب امام ختم اُس درود
شریف یا آیت کریمہ یا مناجات کو دوسری دفعہ پڑھے۔ تو باقی ختم
خوان اُس کے ساتھ ساتھ پڑھتے جائیں۔ دو تین دفعہ اونچی پڑھنے
کے بعد امام ختم بھی منہ ہی میں پڑھے۔ اور باقی تمام ختم خوان ہمیشہ منہ
میں پڑھیں۔ تاکہ ساتھ والوں کو مغالطہ نہ لگے۔

۳۔ ختم شریف حضرت شاہ غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام ختم پڑھے (ا) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ایک بار
تمام پڑھیں۔ (ب) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ
عَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اَصْحَابِ سَيِّدِنَا
مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ عَلَيْهِمْ یعنی درود
شریف) ۱۱۱ بار

امام ختم پڑھے۔ (ت) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ایک بار
تمام پڑھیں۔ (ث) حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰى

وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ٥ ۱۰۰ بار

امام پڑھے (ج) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥ ایک بار

تمام لوگ پڑھیں (ح) حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ٥ نِعْمَ الْمَوْلٰى

وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ٥ ۱۰۰ بار

امام پڑھے (خ) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥ ایک بار

تمام پڑھیں (د) حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ٥ نِعْمَ الْمَوْلٰى

وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ٥ ۱۰۰ بار

امام پڑھے (ذ) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥ ایک بار

تمام پڑھیں (ر) حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ٥ نِعْمَ الْمَوْلٰى

وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ٥ ۱۰۰ بار

امام پڑھے (ز) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥ ایک بار

تمام پڑھیں (س) حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ٥ نِعْمَ الْمَوْلٰى

وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ٥ ۱۱۱ بار

امام پڑھے (ش) غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ٥ ایک بار

امام پڑھے (ص) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥ ایک بار

تمام پڑھیں (ض) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى

اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

وَ بَارِكْ وَ سَلِّمْ عَلَيْهِمْ ۱۱۱ بار

یہ اوپر جو لکھا گیا ہے۔ اسی کو مجملاً اس طرح بیان کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ آگے بیان کیا جاتا ہے۔ یہی مجمل طریقہ باقی تمام ختم شریفوں کے بیان میں استعمال کیا جاوے گا +

ختم شریف حضرت شاہ غوث الثقلین رضی اللہ تعالےٰ عنہ

(ا) بِسْمِ اللّٰہِ شریف ایک بار۔

(ب) درود شریف ۱۱۱ بار۔

(ت) ختم شریف۔ یعنی حَسْبُنَا اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ ؕ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَ نِعْمَ النَّصِیْرُ ۱۱۵ بار۔ اس طرح کہ ہر سو کے سر پر اور آخری ۱۱۱ کے سر پر بسم اللہ شریف ایک بار پڑھی جائے +

(ث) غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَ اِلَیْکَ الْمَصِیْرُ ایک بار۔ بسم اللہ شریف ایک بار +

(ج) درود شریف ۱۱۱ بار۔

ختم شریف حضرت خواجگان عالیشان رضی اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین

(ا) سورہ فاتحہ بمعہ بسم اللہ شریف ہاتھ اٹھا کر تمام پڑھنے والے

سات یا سات سے زیادہ ہوں۔ اور اگر سات سے کم ہوں تو بغیر ہاتھ اٹھانے کے یا اس حالت میں بھی ہاتھ اٹھا کر اگر ہوسکے) ۷ بار یا جتنے پڑھنے والے ہوں ہر ایک ایک بار۔ اگر وہ ۷ سے زیادہ ہوں۔ یعنے کم از کم ۷ بار پڑھا جائے۔ اور زیادہ کی حد نہیں۔

(ب) بسم اللہ شریف ایک بار۔

(ت) درود شریف ایک سو بار۔

(ث) بسم اللہ شریف ایک بار۔

(ج) سورۃ اَلَمْ نَشْرَحْ شریف ۸۱ بار۔

(ح) سورہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ شریف ۱۰۰۰ بار۔ اس طرح کہ ہر ایک ۱۰۰ کے سر پر بسم اللہ شریف ایک بار پڑھا جاوے۔

(خ) سورۂ فاتحہ بطریق مندرجہ شق اول۔

(د) بسم اللہ شریف ایک بار۔

(ذ) درود شریف ۱۰۰ بار۔

ازیں بعد اسماء شریف دعائیہ سو سو بار اس طرح پڑھے جائیں کہ ہر ایک سو کے سر پر بسم اللہ شریف ایک بار پڑھی جائے۔ اور اَللّٰهُمَّ ایکبار پڑھا جاوے۔

اسماء شریف یہ ہیں:۔

(ا) یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ ۱۰۰ بار (ب) یَا دَافِعَ الْبَلِیَّاتِ ۱۰۰ بار (ت) یَا کَافِیَ الْمُهِمَّاتِ ۱۰۰ بار (ث) یَا حَلَّ الْمُشْکِلَاتِ ۱۰۰ بار (ج) یَا مُنْجِیَ مِنَ الْاٰفَاتِ ۱۰۰ بار۔ (ح) یَا رَافِعَ الدَّرَجَاتِ ۱۰۰ بار (خ) یَا مُنَزِّلَ الْبَرَکَاتِ ۱۰۰ بار۔ (د) یَا شَافِیَ الْاَمْرَاضِ ۱۰۰ بار (ذ) یَا مُجِیْبَ الدَّعْوَاتِ ۱۰۰ بار (ر) بِرَحْمَتِکَ ایک بار یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۱۰۰ بار

(۵) ختم شریف حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ا) بسم اللہ شریف ایک بار +

(ب) درود شریف ۱۰۰ بار +

(ت) یَا بَاقِیْ اَنْتَ الْبَاقِیْ ۵۰۰ بار اس طرح کہ ہر ایک ۱۰۰ کے سر پہ بسم اللہ شریف ایک ایک بار پڑھی جائے +

(ث) ہُوَ الْکُلِّ فَانِیْ ایک بار +

(ج) بسم اللہ شریف ایک بار

(ح) درود شریف ۱۰۰ بار

(۶) ختم شریف حضرت مجددؒ الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ا) بِسْمِ اللہ شریف ایک بار۔

(ب) درود شریف ۱۰۰ بار۔

(ت) وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ ۵۰۰ بار اس طرح کہ ہر ایک سو کے سر پر بسم اللہ شریف ایک بار۔ اور اَلْعَلِیِّ الْعَظِیْم (بعد از اسم ذات) ایک بار پڑھا جاوے۔ اور ہر سو کے آخر میں بعد از اسم ذات اَلْعَلِیِّ الْعَظِیْم ایک بار پڑھا جائے۔

(ث) مَا شَآءَ اللہُ کَانَ وَمَا لَمْ یَشَأْ لَمْ یَکُنْ ایک بار۔

(ج) بِسْمِ اللہِ شریف ایک بار۔

(ح) درود شریف ۱۱ بار۔

(۷) درود شریف اختتامیہ

وَصَلِّ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلَی الْمَلٰٓئِکَۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَعَلٰی عِبَادِ اللہِ الصّٰلِحِیْنَ وَارْحَمْنَا مَعَھُمْ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ۔

(۸) دعائے اختتامیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ وَ الْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔ الٰہی ثوابہائے درودہائے شریف و آیت ہائے کریمہ ہر چہ صحیح خواندہ شد تحفہ کردیم و نیاز کردیم بروح پر فتوح معلیٰ مزکیٰ مطہر منور معنبر معطر خاصہ و خلاصہ موجودات برگزیدہ ہر دہ ہزار عالم و آدم سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین رحمۃ للعلمین شفاعت دستگاہ امت پناہ احمد مجتبیٰ سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ و بارک وَ سَلَّمَ عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ ۔ و بارواح پاک یک لک و چندیں ہزار پیغمبر اولی العزم و غیر اولی العزم صَلَوٰۃُ اللّٰہِ وَ السَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّنَا وَ عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ ۔ و بارواح پاک کل آل اولاد ۔ اصحاب آں سرور کائنات خصوصًا بارواح پاک صحب رسول اللہ امیر المومنین سیدنا حضرت ابی بکر الصدیق رَضِیَ اللّٰہُ تعالیٰ عنہ صحب رسول اللہ امیر المومنین سیدنا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحب رسول اللہ امیر المومنین سیدنا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحب رسول اللہ امیر المومنین

اسد اللہ الغالب سیدنا حضرت علیؑ بن ابی طالب رضی اللہ تعالےٰ عنہ
و بارواح پاک کل ازواج مطہرات آں سرور کائنات۔ خصوصًا
بروح پاک زوجۂ رسول اللہ ام المومنین ام الشرفا حضرت خدیجۃ الکبریٰ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا و بروح پاک زوجۂ رسول اللہ ام المومنین
ام الشرفا حضرت عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا و بارواح
پاک کل بنات مکرمات آں سرور کائنات خصوصًا بروح پاک بنتِ
رسول اللہ زوجہ علی مرتضیٰ ام الحسنین سیدۃ النساء خاتون جنت
حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالےٰ عنہا و بارواح پاک سیدنا قاسم
و سیدنا ابراہیم رضی اللہ تعالےٰ عنہما و بارواح پاک الاماميين
الہمامين الشعيدين الشہيدين شہزادہائے کونین سیدنا حضرت
ابی محمد الحسن و سیدنا حضرت ابی عبد اللہ الحسین
رضی اللہ عنہما و بارواح پاک عمین شریفین بین الناس
حضرات الحمزۃ والعباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما و بارواح
پاک شہدائے جنگِ بدر شہدائے جنگ حنین شہدائے دشت کربلا تابعین
تبع تابعین خلفائے راشدین دوازدہ امامین چہاردہ معصومین چار طریقہ
چاردہ سلسلہ مبارک خصوصًا نقشبندیہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ مداریہ
کبرویہ قلندریہ خصوصًا بروح پاک پیر پیراں میر میراں والی طریقت

قطبِ ربانی محبوبِ سبحانی۔ قندیلِ نورانی۔ شہبازِ لامکانی ثانی بسلمانی
حضرت میراں محی الدین سلطان شیخ سید عبد القادر جیلانی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یا پیرِ دستگیر دستِ مرا بگیر | دستم چناں بگیر کہ گویند دستگیر
یا حضرت غوث پاک و قطبِ مدد است | شد سینہ پُر درد و جاں و تنِ مدد است
در حشر خودم نگہدار از غم ما | لا اِلٰہ الّا سواکے وقتِ مدد است
تو ولی پیرم تو پیرم بہر دم دامنت گیرم | نہ بگذارم کہ تا میرم یا قطبِ ربانی
امداد کن امداد کن از بندِ غم آزاد کن | در دین و دنیا شاد کن یا شیخ عبد القادرا
سید و سلطان فقیر خواجہ مخدوم و ولی | بادشاہ و شیخ و مولانا محی الدین جلی
شمع بزم مصطفےٰ فرزند دلبندِ علی | از تو میخواہم مدد اے پاپوش ہر ولی

وحضور صاحبِ روحِ پاک پیرِ پیراں میرِ میراں والیِ طریقت دستگیر درماندگان خواجہ خواجگانِ جہان آفتابِ جہانتاب مشکل کشائے سربند خواجہ محمد بہاء الحق والملت والدین خواجہ محمد بہاؤ الدین نقشبند بلاگردان بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یا شاہ نقشبند نقشِ مرا بہ بند | نقشم چناں بہ بند کہ گویند نقشبند
یا حضرت شاہ نقشبند بہ بیں حالِ زارِ ما | رحمے بکن بحالتِ بیر اضطرارِ ما

شیئاً للّٰہ چوں گدائے مستمند
المدد خواہم ز شاہ نقشبند

خصوصًا بارواح پاک حضرات شیخ الدین شیخ معروف کرخی شیخ الشیوخ شیخ
شہاب الدین سہروردی۔ خواجہ نجم الدین طامتہ الکبریٰ خواجہ معین الدین
چشتی میر سید علی ہمدانی حضرت ایشاں خواجہ خاوند محمود مغفور مرحوم۔
حضرت خواجہ محمد باقی باللہ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی
نقشبندی عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم صاحب شیخ الدین شیخ سیف الدین
صاحب سید السادات سید نور محمد صاحب بداونی شمس الدین حبیب اللہ
حضرت مرزا مظہر جانجاناں شہید شاہ غلام علی شاہ صاحب شاہ ابوسعید
شاہ احمد سعید صاحب مولانا مولوی محمد شریف صاحب مولانا مولوی
احمد یار صاحب بخاری سید السادات سیدنا و مرشدنا و ہادینا حضرت
شاہ صاحب سید میر جان سید السادات سیدنا حضرت شاہ صاحب سید
سید محمود صاحب آغا سید السادات سیدنا حضرت سید میر فضل اللہ صاحب
رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین صوفیان بغداد قلندران ولایت درشان کشمیر
خاک نشینان ہند کل اولیاء اللہ روئے زمین من الاولین الآخرین و بارواح
پاک متوفی پدران مادران حکیمان محققان محدثان مفسران استادان کسان
بے کسان جمیع کافہ اہل ایمان تحفہ کردیم و نیاز کردیم و بخشیدیم۔ الٰہی ھٰؤلاء
الحضرات بدرگاہ تو شفیع آوردیم بحرمت ایشان عفو خطا کن۔ الٰہی عفو خطا کن
الٰہی عفو خطا کن الٰہی دفع بلا کن الٰہی دفع بلا کن الٰہی دفع بلا کن۔ الٰہی چارہ ما کن

چارہ بیچارگاں کن

چارۂ ما ساز کہ بے یاوریم　　گر تو براتی بکہ روے آوریم

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ حَلِیْمٌ کَرِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنَّا یَا اللّٰہُ جَلَّ جَلَالُہٗ۔ الٰہی از سر تقصیرات ما درگذر سیئات ما بحسنات بدل بگردانی یا اللّٰہ جَلَّ جَلَالُہٗ۔ الٰہی با ایمان آوردی با ایمان بداری با ایمان بمیرانی با ایمان بحشر بخیزانی یا اللّٰہ جَلَّ جَلَالُہٗ۔ الٰہی شفاء بیماران اہل اسلام خلاصی فرزندان اہل اسلام خلاصی بندیان اہل اسلام آبادی کل شہران اہل اسلام۔ الٰہی کارہائے ظاہری باطنی صوری معنوی کلی جالبی دینی دنیوی ما یان بخیر بگردانی یا اللّٰہ جَلَّ جَلَالُہٗ

الٰہی تو کریمی مطلق و من گدا چہ بکنی بجز این کہ بخوانیم ✦ تو براہیم بہ کہ در ردم در دیگرے نمایمن الٰہی بجز در تو در دیگرے نیست یا اللّٰہ جَلَّ جَلَالُہٗ۔ الٰہی از در خود محروم نگردانی یا اللّٰہ جَلَّ جَلَالُہٗ۔ الٰہی از رحمت خود محروم نگردانی اللّٰہ جَلَّ جَلَالُہٗ۔ الٰہی شرمندہ دنیا و آخرت نگردانی یا اللّٰہ جَلَّ جَلَالُہٗ۔ سیاہ روے دنیا و آخرت نہ گردانی۔ میان خلق رسوا نہ کنی۔ اگرچہ بدکارم عقوبت را سزاوارم امید از رحمت دارم توئی غفار یا اللّٰہ توئی ستار یا اللّٰہ اَللّٰھُمَّ اسْتُرْنَا بِسَتْرِکَ الْجَمِیْلِ۔ اَللّٰھُمَّ اٰتِنَا خَیْرَ الدُّنْیَا وَخَیْرَ الْاٰخِرَۃِ۔ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ

وَبَارِکْ وَسَلِّمْ عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْنَ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَ
الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلَی الْمَلٰٓئِکَةِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ وَ
اَهْلِ طَاعَتِهٖ اَجْمَعِیْنَ وَارْحَمْنَا مَعَهُمْ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ
الرّٰحِمِیْنَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ لَآ اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط

شام کا ختم شریف

(۱) دعائے افتتاحیہ (۲) اوراد قادریہ شریفہ (۳) ختم شریف
حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(ا) بسم اللہ شریف ایک بار (ب) درود شریف ۱۱۱ بار (ت)
یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ
الظّٰلِمِیْنَ ۱۱۱۱ بار اس طرح کہ ہر ایک ۱۰۰ اور آخری ۱۱ کے سر پر بسم اللہ
شریف ایک بار پڑھی جائے۔ (ث) فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ
وَکَذٰلِکَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ ایک بار (ج) بسم اللہ شریف ایک بار
(ح) درود شریف ۱۱۱ بار۔

(۴) ختم شریف حضرت شیخ الدین شیخ شہاب الدین صاحب سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۱) بسم اللہ شریف ایک بار (ب) درود شریف ۱۱۱ بار (ت) کَتَبَ رَبِّیْ

مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ۱۱۱ بار اس طرح کہ ہر ایک ۱۰۰ کے سر پہ اور آخری ۱۱ کے سر پر بسم اللہ شریف ایک بار پڑھا جاوے (ث) فَدَعَا رَبَّہٗ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ایک بار (ج) بسم اللہ شریف ایک بار (ح) درود شریف ۱۱۱ بار۔

(۵) ختم شریف حضرت شیخ الشیوخ شیخ معروف کرخی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

(ا) بِسْمِ اللّٰہِ شریف ایک بار (ب) درود شریف ۱۱۱ بار (ت) اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ط وَتَوَکَّلْتُ عَلَی الْمَلِکِ الْحَیِّ الْقَیُّوْمِ ۱۱۱ بار اس طرح کہ ہر ۱۰۰ کے سر پہ اور آخری ۱۱ کے سر پر بسم اللہ شریف ایک بار پڑھی جاوے (ث) بسم اللہ شریف ایک بار (ج) درود شریف ۱۱۱ بار۔

(۶) ختم شریف حضرت شمس الدین حبیب اللہ حضرت مرزا مظہر جانجاناں شہید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

(ا) بسم اللہ شریف ایک بار (ب) درود شریف ۱۰۰ بار (ت) یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ ۵۰۰ بار اس طرح کہ ہر ۱۰۰ بار کے سر پر بسم اللہ شریف ایک بار پڑھا جاوے (ث) بسم اللہ شریف ایکبار (ج) درود شریف ۱۰۰ بار

(۷) ختم شریف حضرت شاہ صاحب غلام علی شاہ صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ

(ا) بسم اللہ شریف ایک بار (ب) درود شریف ۱۰۰ بار (ت) یا اللہ

يَا رَحْمٰنُ يَا رَحِيْمُ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ٥٠٠ بار اس طرح کہ ہر ۱۰۰ کے سر پر بسم اللہ شریف ایک بار اور جَلَّ جَلَالُہٗ (بعد از اسم ذات) ایک بار پڑھا جاوے (ث) بسم اللہ شریف ایک بار (ج) درود شریف ۱۱ بار (۸) درود شریف اختتامیہ (۹) دعائے اختتامیہ ۔

سالانہ ختم شریف

چاہیے ایک بڑی پاکیزہ چادر کے حاشیہ کے نیچے ہر ایک ختم پڑھنے والا اپنے دونو زانو لاوے اور تمام پڑھنے والے ایک حلقہ مکمل کی شکل میں دو زانو بیٹھ کر ختم شریف سالانہ اس طرح پڑھیں کہ امام ختم ختم شریف شروع کرے اور باقی اُس کی متابعت کریں جیسا کہ شام اور صبح کے ختموں کے بارے میں بیان ہو چکا ہے سالانہ ختم شریف حسب ذیل ہے۔

(۱) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ایک بار (۲) درود شریف حضوری یعنی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ تمام پڑھنے والے امام کے ساتھ ساتھ گیارہ گیارہ بار پڑھیں بلند آواز سے (۳) دُعائے افتتاحیہ (۴) اوراد قادریہ شریف (۵) ختم شریف حضرت شاہ غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس طرح کہ

آخری بسم اللہ شریف ایک بار اور درود شریف ۱۱ بار پڑھنے سے پہلے یہ
مناجات یعنی حَسْبِیْ سَیِّدِیْ شَیْئًا لِلّٰہِ یَا حَضْرَتِ مِیْرَان
مُحْیِ الدِّیْنِ سُلْطَانُ شَیْخُ سَیِّدُ عَبْدُ الْقَادِرِ جِیْلَانِیْ
اَلْمَدَدْ ۱۱۱ بار اس طرح پڑھی جاوے کہ اس ۱۱۱ کے سر پر بسم اللہ شریف
ایک بار پڑھی جاوے۔ اور اس ۱۱۱ کے اخیر میں رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بار
پڑھا جاوے +

---

(۶) ختم شریف حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۷) ختم شریف حضرت شیخ الدین شیخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۸) ختم شریف حضرت شیخ الشیوخ شیخ معروف کرخی رضی اللہ تعالٰے عنہ
(۹) ختم شریف حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رضی اللہ تعالٰے عنہ
(۱۰) ختم شریف حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰے عنہ
اس طرح کہ آخری بسم اللہ شریف ایک بار اور درود شریف ۱۱۱ بار پڑھنے
سے پہلے یہ مناجات یعنی شیئاً للہ یا مُجَدِّدِ اَلْفِ ثَانِیْ بیر غم خوار المدد
۱۱ بار اس طرح پڑھی جاوے کہ اس ۱۱ کے سر پر بسم اللہ شریف ایک بار
پڑھی جاوے۔ اور اس ۱۱ کے اخیر میں رضی اللہ تعالٰے عنہ ایک بار پڑھا
جاوے +

(۱) ختم شریف شمس الدین حبیب اللہ حضرت مرزا مظہر جانجاناں شہید رضی اللہ تعالےٰ عنہ

(۲) ختم شریف حضرت سید السادات شاہ غلام علی شاہ صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ

اس طرح کہ آخری بسم اللہ شریف ایک بار اور درود شریف ۱۱۱ بار پڑھنے سے پہلے یہ مناجات یعنی اَلْمُسْتَغَاثُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلْمُسْتَعَانُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ۱۰۰ بار اس طرح پڑھی جاوے کہ اس ۱۰۰ کے سر پہ بسم اللہ شریف ایک بار اور اس ۱۰۰ کے اخیر میں صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ایک بار پڑھا جاوے اور نیز یہ دعا یعنی سَہِّلْ فَسَہِّلْ یَا اِلٰہِیْ کُلَّ صَعْبٍ بِحُرْمَۃِ سَیِّدِ الْاَبْرَارِ ۱۰ بار بطریق بالا

(۳) ختم شریف حضرت زکریا علٰی نبینا و علیہ الصلوٰۃ و علیہ السلام

(۱) بسم اللہ شریف ایک بار (ب) درود شریف ۱۰۰ بار (ت) رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ ۵۰۰ بار اس طرح کہ ہر ۱۰۰ کے سر پر بسم اللہ شریف ایک بار پڑھی جاوے (ث) فَاسْتَجَبْنَا لَہٗ وَوَہَبْنَا لَہٗ یَحْیٰی وَاَصْلَحْنَا لَہٗ زَوْجَہٗ ایک بار (ج) بسم اللہ شریف ایک بار (ح) درود شریف ۱۰۰ بار۔

(۴) ختم شریف حضرت شاہ نقشبند بلاگردان بخاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ

(۱) بسم اللہ شریف ایک بار (ب) درود شریف ۱۰۰ بار (ت) یَا خَفِیَّ اللُّطْفِ اَدْرِکْنِیْ بِلُطْفِکَ الْخَفِیِّ ۵۰۰ بار اس طرح کہ ہر ایک ۱۰۰ کے

(ت) بسم اللہ شریف ایک بار سرپر بسم اللہ شریف ایک بار پڑھی جاوے (ث) بسم اللہ شریف ایک بار

(ج) شیئاً للہ من گدائے مستمد بالمدد خواہم زشاہ نقشبند ۔۔۔ ۱۰۰ بار

(ح) رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بار (خ) بسم اللہ شریف ایک بار

(د) درود شریف ۔۔ ۱ بار ٭

(۱۵) ختم خواجگاں بمعہ اسمائے شریف دعائیہ اس طرح کہ پچھلے دو اسمین شریفین سے پہلے اور دوسرے اسمائے شریف دعائیہ جو یاد ہوں سو سو بار بقاعدہ معلومہ پڑھے جائیں ان دوسرے اسمائے شریف میں سے ایک یَا خَیْرَ النَّاصِرِیْنَ بھی ہے ۔ (۱۶) درود شریف حضوری ۔ (۱۷) درود شریف اختتامیہ (۱۸) دعائے افتتاحیہ ٭

بالخیر

تمت
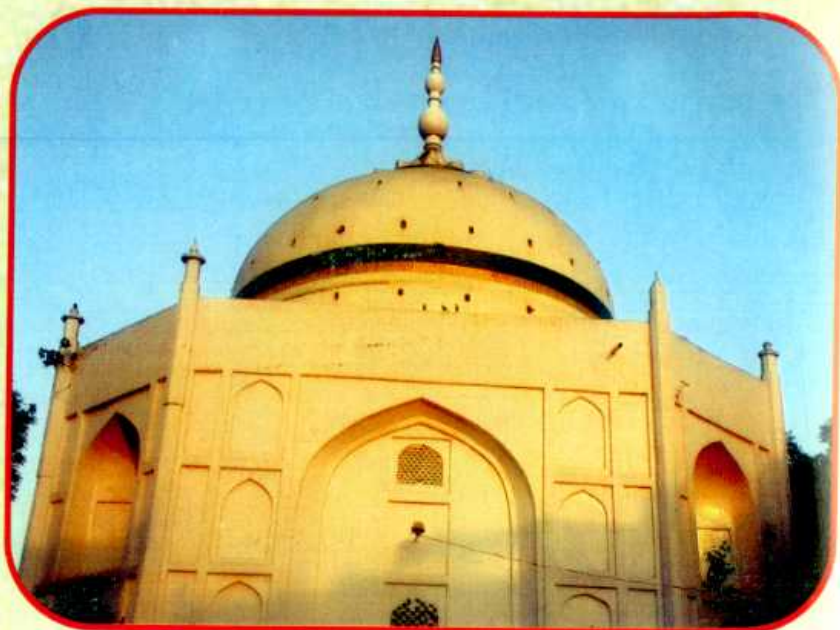
مزار پر انوار حضرت سید خواجہ خاوند محمود المعروف حضرت الیشاں رحمۃ اللہ علیہ صاحب بیگم پورہ شریف

جو بیمار اس پیالہ سے پانی نوش کرے گا اسے شفاعت حاصل ہوگی ہے

مزار پرانوار حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید میر جان کابلی کی زیر استعمال سماواریں (چینکیں) جن میں چند افراد کی چائے چالیس افراد کے لیے کافی ہوگی تھی

حضرت سید میر جان کابلی رحمۃ اللہ علیہ کے زیر استعمال ہاوَن دستہ

حضرت میر جان کابلی رحمۃ اللہ علیہ کی زیر استعمال ٹوپیاں انگوٹھی اور تسبیاں

حضرت میر جان کابلی کا زیر استعمال جبہ مبارک

حضرت سید میر جان رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں تیار کردہ دیگیں (زیر استعمال)
اور پلنگ مبارک جس پر آپ کا وصال ہوا

حجرہ اعتکاف اعلیٰ حضرت
میاں شیر محمد شرقپوری

ناشر

تحریک تعلیمات نقشبندیہ

رینجر ہیڈ کوارٹر لاہور

0322-4757685